بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گلشن بیخار

در مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ بہ طبع مقبول جہان شد

اطلاع :- اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیئے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحے جو سادہ ہیں انمین بعض کتب تذکرۂ شعرائے فارسی و اردو و کلیات و دواوین اردو درج کر دئے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
تذکرۂ شعرائے فارسی	
خزانہ عامرہ - از آزاد بلگرامی شعراء فارسی کا تذکرہ -	۱۲ر
تذکرہ حسینی - از میر حسن دوست مورخ	۱۰ر
جواہر العجائب - از ملا فخری بن امیری	۹ پائی
تذکرۂ شعرائے اردو	
تذکرہ سخن ... سراپا سخن ... حدیقہ کا تذکرہ از ... گلستان بیخزاں ... از حکیم قطب الدین خان دہلوی	۹ر۹پ
تذکرہ آثار الشعرائے ہنود - یعنی ہندو شاعروں کا اردو کلام از منشی دیبی پرشاد صاحب ... مراج مارواڑ مطبوعہ نفیس -	عہ ۲پ
کلیات و دواوین اردو	
کلیات ظفر - از حضرت سراج الدین ظفر	

نام کتاب	قیمت
بادشاہ - ہر چہار جلد کامل دو جلد میں -	
کلیات لطیفیہ مجید - مصنفہ مولوی عبد المجید خان	
کلیات امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی	
کلیات میر تقی - استاد مسلم الثبوت سخنوری	
کلیات سودا - استاد مسلم معروف -	
کلیات - انشاء اللہ خان شاعر نامی	
... ناسخ - عمدہ کلیات موافقہ مصنفہ ... غفور خان بہادر -	
... میں دس رسالہ ہیں از انجملہ ... ہوتے ہیں - (۱) شاہد عشرت - (۲) سخن شعرا - (۳) زبان ریختہ - (۴) قطعہ منتخب	
دیوان مہر - مصنفہ ... صاحب مہر - مطبوعہ نفیس	

نجم علی بیگ

بس تو دست میں شریک ہوئی اپنی خاک آہ
تنگ در پہ کسی محبوب کے شگون کا
جلاتی ہی دل آتش طور کی طرح
ایڑیوں تک تیری چوٹی کی رسائی ہوتی
پہننے والا انہیں ہی رونے پہ
ہاتھ مشتاق گریبان ہی جنون کا جوش ہی
منزل ہی دور ہی جو پہونچی نہیں ہنوز
افسوس ہی فرہاد کو پہلے ہی نہ سوجھی خام

حسرت ہی رہ گئی لب معشوق تیر کی
بد دماغی جو یہی ہے تو ہوا سر ٹکڑے
کسی پردہ نشین کی ہیں ترانی
کل جو آئی تھی بلا آج ہی آئی ہوتی
ہمکو غربت وطن سے بھی بدتر ہی
پیرہن تن پہ مرے گرمی کا بالا پوش ہی
دم لینے والی راہ میں ٹھہر وان بھی
سعد [illegible] توڑ کے مرجایئے اس کوہ کنی سے

بیابان میسر ہوا تو خوب [illegible] سعدان بیابان کے غیرت سے کیا شرح آرزو کرتے
پریزادوں کے چھینے ہوئے ہیں گلی نقوش [illegible] ان کو ڈھونڈیں گی حوریں بہشت کو

آرزو تخلص سراج الدین [illegible] ناگزیر [illegible] از فرط شہرت [illegible]
نسبت کراقم [illegible] مردگان سید احمد

اس تیغ خونچکان [illegible] لگی بیتاب نہ ٹھہرا
جان مجھے [illegible] جان نکل جایئے
آزاد تخلص نصیر الدین خان [illegible] گر قاتل سے تجھے
ہمکو آفرین
[illegible] ہم گل کی سنا ید
[illegible] یہ غلط ہے سینہ بھی چاک ہو
گیا کون سا صید افگن ادھر سے
بیچیں ٹوٹ دیکھ مجھ سے شب وصل میں کہے
گو اسیری میں ہوں پر مثل اسیر تصویر
اٹھنے کو بلا میں آپ بھی کچھ خیر ہی صاحب
تیرے مجروح کے سینہ میں کچھ گرمی سی باقی تھی

گشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا
آزردہ مرے حق میں ذرا تو بھی دعا کر
تو بھی روتا چل جنازے کو ہمارے دیکھ کر
آزردہ پھر گیا سر بیت الحزن کے پاس
اندنون چاک کو پاتے ہیں گریبان سے انس
ہی فکر بخیہ تجھکو گریبان کے چاک میں
کہ خالی پڑے آشیانے بہت ہیں
تو اجنبی ہی بند قبا کیونکہ وا کرون
نہ غم قید نہ پروا ہے رہائی مجھکو
لگایا ہاتھ کس نے آپ کی زلف پریشان کو
وہیں رہ گیا ٹھنڈا جو کھینچا تیرے پیکان کو

اُس شوخ سے مروت بہت سہل سے ہوتے	اگر ہم بھی سبک حرکت نا اہل سے ہوتے

آزاد تخلص شیخ امیر الدین نام تلمیذ غلام علی عشرت بریلوی بوده اوراست

اِن ترے سیر چمن کو نہ گئے ہم ورنہ	خندۂ گل نے ہمین خوب رُلایا ہوتا

آزاد تخلص میر فقیر الله از قدماست از کلام اوست

سب صنعتین جہان کی آزاد ہو گئین	پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزاد تخلص رام سنگھ مردے بود بزیور ارادت و اخلاق آراسته پس از تحصیل علوم ضروری چشمش از حلیه نور عاری شد شوق شعرش از حد رقم فزون تر بود در مشاعره عهد سلطان

عاشق تخلص یک شمس شوق میر سید اور [illegible]

[illegible] اُدھر تون پیارے ترا طرز تکلم اور ہے	طور چشمک اور ہے [illegible] ضع تبسم اور ہے

آشوب تخلص میر امداد علی [illegible] بیس [illegible] و بیچارب فی قیاس

[illegible] میر روشن علیخان فروغ از اہل شاہجہان آباد [illegible] طرز کلامش بشیوہ استادش بسیار [illegible] لا نظیر [illegible] و درسہا مجلس مشاعره شریک میشود غزل طرح فکر می کند با راقم شناسائی دارد در جوان مهذب است اوراست

یاد دل ہم سے چھپا یا ن تک تن ہمین ناکام کا	استخوان پہ ہو گمان ہے سے ہما کو دام کا
گرد کے بوجھ سے حشر تک پہنچ نہ سکے	اسی مین پڑ دریا ہم گناہ گارون کا
نہ آئے میری بالین پر تماشا جذبۂ دل کا	دکھا دوں گا تجھے گر آپ مین بھی کھو آیا
کوئی دم خاک مین ہم خاک کے آسودہ نہ ہو	اُس کے ہنگامۂ رفتار نے سونے نہ دیا
پوچھا جو مین نے یار سے انجام سوز عشق	شوخی سے اک چراغ کو اُس نے بجھا دیا
دل کو یہ جی ہے کہ اُس بزم سے اٹھ جائینگے	ہائے اپنا بھی ہوا وان سے پھر آنا مشکل
عذر جفا کے کب تک تم کرو ہم گلہ کرین	وصل کی رات کم سہی آؤ معاملہ کرین
پاس آ او سگی دامن قاتل پہ گیا	کس قدر ذوق تپیدن سے پشیمان ہوئین
دل کہین دیدہ کہین صبر کہین تاب کہین	ہائے کیا شب ہجران مین پریشان ہوئین
یہ دیدہ و دل اُس پہ مائل مرے دونون ہین	دشمن ہم سے دونون ہین قائل مرے دونون ہین

آشفتہ تخلص عظیم الدین خان نام عرف بھورے خان قوم افغان از شاگردان میر مہدی مائل است گویند مردے آشفتہ طبع وارستہ مزاج اکثر با کتاب باطن مائل و توبہ از شعر نمود از کلام اوست

برگشتہ بخت ہم سے بیٹھے ہیں کم کسی سے — جب ہم ہوئے مقابل وہ منھ کو موڑ بیٹھے
دیوانگی ہماری ہر لحظہ یاں ہے تازہ — شیدا ہیں اس پری پر ہم گرچہ مدتوں سے
بنتی کو خاطر اصحاب کیوں ہو منظور — کہ زیب و زینت مجلس ہو چار یار دو تین سے

آشفتہ تخلص میرزا رضا قلی خلف حکیم محمد شفیع بعضے اورا از لکھنؤ و بعضی از اکبرآباد دانند بہ عالم جوانی گداختہ و درد مند بود در فن طب دستے ارجمند داشت ہمت بہ ترتیب محفل مشاعرہ می گماشت کلامش بنظر میر سوز در آوردہ است شعرش شستہ و صاف و فکرش مطبوع طبع اہل انصاف این ابیات از و نوشتہ شد

جی رہا آنکھوں میں یار تھا دل میں — یاں تلک انتظار تھا دل میں
مر گئے پر بھی ہمکو خاک نہ دی — آج تک یہ غبار تھا دل میں
دم آخر جو ہچکی آئی تھی ناا — وہ فراموش کار تھا دل میں
فقط نہ اپنی ہی تم آن دیکھتے جاؤ — ادھر ادھر بھی مری جان دیکھتے جاؤ
بجائے اشک نکلتے ہیں پارہ ہائے جگر — تمھارے جی میں تھا ارمان دیکھتے جاؤ
دکھانے آئے تھے دامن کے چاک کی خوبی — ہمارا چاک گریبان دیکھتے جاؤ
اگرچہ ہووے گی تصدیع لیکن آشفتہ — کوئی گھڑی کا ہے مہمان دیکھتے جاؤ
اپنے ہوتے بھلا غیر کو صدقے تو نکر — ہم بھی جی رکھتے ہیں پیارے ترے قربان گئے
چہرہ کچھ اندنوں غم پنہاں سے زرد ہے — ظاہر میں کچھ مرض نہیں پر دل میں درد ہے
چلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر — خدا جو بیٹھے بٹھائے اسے خراب کرے
ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے — الٰہی موت دے گذرا میں ایسے جینے سے
مر گیا اک صنم پہ آشفتہ — موت ایسی خدا نصیب کرے

آشفتہ تخلص سید منور علی خلف سید علی نواز رضوی از سادات عالی مرتبہ [illegible]

در جہان آباد دہلی اتفاق افتادہ در فن طب دستے بلند و پایۂ عالی دارد استفادہ این فن از
خدمت حکیم غلام حیدر خان کہ از مشاہیر اعیان دہلی است نمودہ بتاثیر تخلص آشفتہ
فرج و شوریدہ طبع تمکی از سوز عشق در خمیرش افتادہ و تخلص از فقیر خاکسار دارد خلاصۂ فکر است

پرسش حال نے پھر یاد دلائی آ نکلی
گور میں بھی پس مردن نہ مجھے آرام آیا

اجل نے کیا کیا ہے مجھے شرمندہ قاتل سے
تماشا تھا اسے میرے تڑپنے کی اذیت کا

آشفتہ تیری گور میں تڑپے ہے ساری خلق
ہے بیقرار آمد محشر کو بیان کر

تم غیر سے ملے میں کسی سے ملا نہیں
سچ ہے کہ بیوفا ہوں میں تم بیوفا نہیں

ہے قتل کا خیال انھیں اور نہ موت کو
قسمت میں کیا خدا مرے مرنا لکھا نہیں

عاشق کو لطف اسے ہے فزون لطف جور میں
یہ غیر کی سزا ہے ہماری سزا نہیں

جو نامہ بر گیا وہ گیا جانے سے وہان
اب بھی میں ہے رقیب کو ہم نامہ بر کرین

کہتے ہیں ناصح کہ دشمن سے نباہی کسطرح
ہے یقین تو بھی کہے وہ بیوفا کہنے کو ہان

آوارہ ہون آپ پریشان ہون
مین خضر کی طرح رہ رہتا ہون

ہے وصل مین بھی فراق کا غم
ظاہر مین ہون پاس پر جدا ہون

دیکھیں آشفتہ ہمین مرکے بھی راحت ہوگی
یاد رہیگا یہ ستم و درد مری جان سے نکلا

نقش ہوئے ہم آشفتہ تا بہ رخ جانان سے
پوچھے گا قیامت مین بہت شوخون سے کیا کوئی

سیماب ہے کیا قصور ہے بیتاب و بیقرار
جز غیر اور کون نہین تیرے واسطے

ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہے
ستم کو وہ بدخو ادا جانتا ہے

ہے جلاد کی سادگی مین بھی شوخی
مرے خون کو رنگ حنا جانتا ہے

آصف تخلص وزیر الممالک نواب یحیی خان آصف الدولہ بہادر داستانہاے محامد
و مکارمش افسانۂ گوش عالم است و شرح بزرگیہاے ایشان خارج از حد رقم
از احسان عمیم و ہمت فخیم بے نظیر و عدیل گوی ابر بدرا بشمہ سار فیض حضرت رب جلیل
است گوہر ریز و کف زر پاشش داشت ارباب نیاز و حاجت را خانہ از استغنای اشیا
و سیر اندازیش دستی تمام بود و بشکار رغبتی تمام آری فرد شہان را ضرور است مشق شکار

کہ آید پے صید دلہا بکار + مرغان ہوا را بر زمین می افگند و این ادنی حرفی از قدر اندازی اوست با فن شعر با وقوف بودہ و اکثر ارباب این فن را بصلہ و جائزہ شایان نواختی در سالہ فوت کرد انا للہ و انا الیہ راجعون این ابیات از افکار پاکیزۂ اوست

قطعہ
ایک دن یار سے یہ مین نے کہا ‏— ابتو ہم طاقت و توان سے گئے
ہنس کے کہنے لگا کہ اے ہم صف ‏— یہی کہہ کہہ کے لاکھون جہان سے گئے
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہو ‏— پر ہمکو چاہیے کہ تک و دو لگی رہے
جا رہے کشش نے اُس کے نہ سہنے دیا مجھے ‏— گردان نسیم شکل پہ گاہ سے گئی

آفتاب تخلص حضرت فردوس منزل ابو المظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ انوار حقائق ایشان چون آفتاب نیم روز بر ساحت خاطر عالمے پرتو افگن و شمع مکارمش کالبدر الدجے تابندہ و روشن نیاز مند اظہار و محتاج اعلان نیست چہل و نہ سال رایت سلطنت برافراختہ امروز وفات ایشان را بیست و نہ سال گذشتہ با سخن و اہل سخن الفتے بسیار داشتہ بیتے چند از نتائج افکار ایشان انتخاب یافت

قطعہ
صبح اُٹھ جام سے گذرتی ہے ‏— شب دلارام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے ‏— ابتو آرام سے گذرتی ہے
آئے جو خواب مین بھی وہ یوسف لقا تو پھر ‏— اے آفتاب دولت بیدار جانیے

آفرین تخلص شیخ قلندر بخش ساکن سہارنپور سلسلۂ نسبش با امام الائمہ سراج الامۃ ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ منتہی میشود گویند کہ از صنائع شعری بسیار آگاہ بود در رسالہ مسمے بتحفۃ الصناعہ تصنیف نمودۂ اوست و اصناف سخن مانند لغز و قصاید و مثنوی نظم فرمودہ خلاصۂ فکرت اوست

سجا چمن مین تو اب آفرین کہ چون غنچہ ‏— لبون مین اُسکے نہان ہے بہار خندۂ گل
بہت ہی مین گرچہ تھین ادر ناز کرنے کو ‏— بُرے تو ہم بھی نہین دل نیاز کرنے کو

آفاق تخلص میر فرید الدین ابن بہاء الدین نسبت قرابت با شاہ سلیمان کہ از معارف اولیاء دہلی بودہ داشتہ از تلامذہ ثناء اللہ خان فراق است آزاد

ہاتھ کا اُسکے خط لکھا لایا	تیرے قاصد میں ہاتھ کے صدقے

آگاہ تخلص میر حسن علی از افسانہ خوانان شاہی تخصصی است در نہایت جودت طبع وجدت ذہن در چندین فنونش نیکو دستی است این بیت اوست

ہاں تیغ کھینچ اے بت آتش مزاج تو	مرنے پہ آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

آگاہ تخلص نور خان نام شخصی است از قوم افاغنہ جز این دیگر از حالش آگاہ نیم او راست

منھ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم چاہ کی	باتیں بنا بنا کے سمجھے نباہ کی

اصل تخلص میر عبد الجلیل نام از سادات گرامی قدر شاہجہان آباد دہلی بودہ است شاگرد معنوی جعفر زٹلی و اُستاد را بظاہر ندیدہ از وست

زلف ہے چہرے پہ یا جنجال ہے	جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے

اثر تخلص حسین قلیخان خلف الصدق مرزا حیدر بیگ خان تورانی شرف شاگردی شیخ امام بخش ناسخ دارد و غزلی از وکہ این اشعار از آنست شہرت تمام دارد جز این شعر دیگر بیانش گوش نخوردہ او راست

اسکے در دانتوں پہ نام اُس بت تاباں کا ہے شہر یک غل شب بلے بر زنداں وہ آکر کھل گیا	بن گیا اختر مری قسمت کا جو دانہ تھا شیون زنجیر خواب بخت کو افسانہ تھا

اثر تخلص سید محمد میر امین برادر خواجہ میر درد علیہ الرحمہ مردی شکستہ دل ریش است وار وارستگان حسین برادر خویش بتقاضای دودمان خود از لباسے باطن ماہر و آثار صلاح و تقوای از سیمای حالش ظاہر روزنا شد کہ این جہان گزران را گذاشت دیوان قلیل الحجم دارد ملاحظہ شد بعض خیالات ایشان بہ قصوی غایت در متانت و دلپذیر و مطبوع واقع شدہ مثنوی ایشان شہرت تمام دارد کہ بنای آن بر محاورہ رفتہ است و از جہت مرغوب عوام این چند بیت از دیوانش بیاد

یقین ہے گے اسکی سنگدلی کو ہم اے اثر اُس سنگدل کے دل میں تو نالے نے جا نکی ہو جائیں گے جو اُس سے کہ معلوم	گر کوئی نالہ ہم سے سرانجام ہو گیا کیا فائدہ جو اور کے جی میں اثر کیا وا عذوں کو مرے شمار کرنا

کیا کیجیے اثر تو آپ ٹک دیکھ
جی اُنکی بچا خدا خدا کر
لگی رکھی نہ تو نے میرے ساتھ
بیوفا تیری کچھ نہین تقصیر
یون خدا کی خدائی برحق ہی
مر تو چلے کہان تلک اب درگذر کرین
جسمین ہی از سر نو جور تیرے یاد کرین
ہم اسیرونکی اُسے چاہیے خاطرداری
یان تغافل مین اپنا کام ہوا
حال میرا نہ پوچھیے مجھسے
نہ لگا لے گئے جہان دل کو
ہر دن فزون ہین گردیان روزگار کی
نانا اثر کہ وہ بفرد اغلاط نہین
غرض آئینہ دار ہو دا اپنا
تیری عیار یون کی باتین آخر
اور تو کوئی نہین دام و قفس دستگیر
دلربائی و دلبری تجھے
دوست ہوتا جو وہ تو کیا
حال پر اپنے مجھے
آپ ہی نہ چل نکلے
چھپ چھپے دیکھنے کے
کبھی دو [illegible]

یون حال اپنا تباہ کرنا
پھر اور بتون کی چاہ کرنا
تیرے نزدیک قصہ پاک ہوا
مجھکو میری وفا ہی راس نہین
پر ہمین تو اثر کی آس نہین
یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین
تو سنے یا نہ سنے نالہ و فریاد کرین
اور لٹے نہ کہ ہم خاطر صیاد کرین
تیرے نزدیک یہ جفا ہی نہین
بات میری جو معتبر ہی نہین اختر دیکھا
آہ لیجا ہے کہان نشان سمجھ کر
کچھ حسد وہ اہ یہ پروشت خدا کے گھر کے پاس
انکیان زبان پہ ہی الحمد و آشکار دریغ
[illegible]
سب سمجھتا ہی گو وہ دانا ہی
تنگ آیا ہون فقط دل کی گرفتاری سے
گو کہ آتی ہی پر نہین آتی
دشمنی پر تو پیار آتا ہی
جسم بے اختیار آتا ہی
اس پر کہین گے وہ لہ ہمنے بھی آہ کی
معلوم ہونگے جو کبھی اُس نے نگاہ کی
تری کون سی بات پر جائیے
کہ تجھ بن اب تلک کسطرح ہمنے زندگانی کی

[illegible]

آپ مین کہنے لگون سو ہی کہان میری مجال
پوچھے تو احوال میرا ایسی کیا تجھکو پڑی

مہر و کین کچھ تو ہی تحقیق سے کیا کام مجھے
یون تو ناحق نہین دیے بیٹھے ہین دشنام مجھے

کب کب تری گلی مین ہم بیقرار آئے
سو بار جی نے چاہا تب ایکبار آئے

نالے تو جتنے گئے شب ہجر
داغ اپنے مگر شمار سمجھے

کب کب آتا ہی آخر کیون تجھے ننگ آتا ہی
آنکلتا ہی کبھو جی سے جو تنگ آتا ہی

احسان تخلص از اہل لکھنؤ است در مرثیہ گوئی شہرت دارد این بیت از و بدست آمدہ

مجنون کو اپنی لیلے کا محمل عزیز ہی
دل مین ہمارے تو ہی ہمین دل عزیز ہی

احسان تخلص حافظ عبدالرحمن خان از سخن طرازان عہد حضرت فردوس منزل شاہ عالم بادشاہ است سالہا بعہدہ مختاری سرکار مرزا ایزد بخش بہادر [illegible] زمانده بشمار اعزہ این دیار مے آید باوجود پیرانہ سالی اکثر و بیشتر شاغل [illegible] مشغول اشعار عاشقانہ اش ناخن بدل زدن است در صنائع لفظی [illegible] مطابق و غیر آن اصرار از حد افزون دارد و بارا تجم تعارفش [illegible] دیوانش ملاحظہ شد این اشعار ازان انتخاب [illegible]

اثر تخلص شاگردے شیخ امام بخش ناسخ [illegible] دارد جز این شعرے [illegible]

ایکدرد اٹھون پھر تمام اُس سے تابان کا ہی
[illegible] شب تار در زندان وہ آکر ٹھہر گیا

ایک سو طرح کا صدمہ اس میان ہین دیکھا

کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان بلب رہنا
کسی کا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے
وگرنہ یاد تھین مجکو شکایتین کیا کیا

مین تو اُس نوجوان پر غش ہون
ہائے عالم تری جوانی کا

سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون
بھید کہتا ہی کسو سے کوئی نادان دل کا

ہی وہ مرید آبلۂ پائے عاشقان
پانی پہ ٹھہرے کیونکہ نہ بستر حباب کا

مرے آتے ہی کہین نیند آئی تو اب
یہ اپنی چشم پوشی دیکھتا جا

یارو سبھون کو میرے گریبان کی فکر ہی
ناصح کے منھ کو آن کے کوئی نہ سی گیا

یہی مجھکو رہ رہ کے آتا ہی ارمان
کہ تجھ سے نہ کچھ میرا ارمان نکلا

مجھ پہ نہ پیک یار ہی کچھ خشمگین ہوا
نامہ بھی واکیا تو وہ چین بر جبین ہوا

اسمین بھی درانداز ون نے سوختہ نکالے
دامن کوہ کو تکتا ہی بحسرت مجنون
آخر کو سے لگے گور کے ہم آہ کنارے
خاک ہو کر بھی رہون تھا یہ وفا نے چاہا
مینا سے بادہ ہاتھ سے یون میرے لیگیا
جو کوئی جان بچا کر تمھارے در سے پھرا
دل آہن سرشت اُسکا بنے موم
فائدہ تم جو سبھی مجھے نزع مین یار آئے نظر
پھکو مت ٹھکرا و بس چلیے سنبھل کر دیکھکر
دیکھیو میری طرف سچ کہیو اے اختر شناس
کٹے پہ چڑھا کر تو مریجان سمجھ کر
ز دل احسان غم معشوق دست صد آفرین
گڑا ہی دیکھے مجکو تو اسطرح ظالم
احسان مین جسکے نام پہ دیتا ہون اپنی جان
غم ساتھ ہوا گلی سے تیری
مین جو مے پینے پہ آؤن تو سبھو پی جاؤن
مین ترپتا ہون غم عشق بتان مین احسان
کسی مہرو کی خاطر مجکو اک جھومر بنا تاہی
مت گرد گرد پھر تو ہر دم مری دعا کے
خفا ست ہو مجھکو نکالے بہت ہین
کہتے ہو کیا رقیب کو بھیجون بتا صلاح
کچھ سانس رکا لگے ہی رہ رہ کے یہ ڈر ہی
مجھ سے پوچھے ہی جو احسان وفا پیشہ کبھی

احسان نے جو اُس رخنۂ دیوار کو دیکھا
سنگ باقی نرہا دامن طفلان مین گیا
دریاے محبت کا یہ ساحل نظر آیا
کیا کرون لیک نہ کمبخت صبا نے چاہا
خون محتسب کا آج تو پینا حلال تھا
یہ جانتا ہون مریجان خدا کے گھر سے پھرا
مرد اہی روح عالی شان داؤد
ہی نہ یارا سے سخن اور نہ یارا لب نظر
چال سب چلتے ہین لیکن بندہ پرور دیکھکر
کیون فلک کو تو نے دیکھا میرے اختر دیکھکر
پریان نہ اُتر آئین پرستان سمجھ کر
پیر و مرشد واہ یہ بدعت خدا کے گھر کے پاس
نہان زبان پہ ہی الحمد و آشکار دریغ
وہ جانتا نہین ہی مرا نام اب تلک
اک آئے اُٹھے اور دو سے گئے ہم
گر عسس منع کرے اُسکا لہو پی جاؤن
حکما فضل الٰہی خفقان کہتے ہین
اگر نیچے فلک عقد ثریا مول لیتے ہین
ہم کوئی تیری منت تاثیر کھینچتے ہین
مرا سر رہے آستانے بہت ہین
لعنت ہی سے بھیجے گا یزید لعین کو
قاصد نہ کہین راہ مین کمبخت رکا ہو
بیوفا کون ہی کہتا ہی وہ عیار کہ تو

حال دل حزین جگر خستگان پہ رحم
جنت میں مجھکو اسکی گلی سے ہیں لیجلے
کوئی فلک نہ وہ ایسا نہیں زمین پہ کہیں
چین مجھکو بھی نہو مجھکو ستانے والے
آشنا کس کے ہیں بیدید ہیں یہ دیدہ و دل
لنکے رونے پہ ہنسی آتی ہے مجھکو احسان
بیٹھا ہے آہ بس خدا نکرے
یاد مسجد میں آئیگی احسان
کچھ اپنی لغل دیکھکے روتا ہے تو احسان
بس خاک قدم دیجیے تکرار بہت کی
ہم لائق بندگی نہیں تو
ہم جان سکے کہ جانکے ساتھ
کہتے ہیں پلٹ گیا وہ رہ سے
کیا کام کسی سے ہمکو احسان
مجکو مت چھیڑ و معاذ اللہ ہے ہم اب تک
ہی بحث تو جا اور جگا ہمکو کہ پھر ہم
ہوا مسجد میں یہ دیر مگر بھید ہے اور
یہ ستانے سے مرے تجکو ہے حاصل ظالم
مرنے کے بعد آنکے کٹوائیں بیڑیاں

بن نے کہا ثواب ہے کہنے لگا گناہ
کیا چاہیے کہ مجھ سے ہوا آہ کیا گناہ
دماغ آہ کا اسیر بھی آسمان پر ہے
تو بھی ٹھنڈا نہ ہے جی کے جلانے والے
ہیں یہی دیدہ و دانستہ مجھے پانے والے
دو ٹے پانی کو ہیں کیا آگ لگانے والے
تجھکو فرصت ہو سر اٹھانے کی
کیفیت اس شراب خانے کی
ہاں اٹھ کے گیا کوئی تو ہے پہلو سے میرے
مٹی مری اس خاک نے ہے خوار بہت کی
بس خیر ہے بندگی ہماری
جائیگی یہ جان کنی ہماری
تقدیر الٹ گئی ہماری
ہم اور یہ بیکسی ہماری
نالے گر ایں تو پھٹ جائیں جگر دو چار کے
تا حشر جاگیں گے جگانے سے کسو کے
گنج قارون پہ حسرت سے نظر کرتا ہے
بچے موذی کے خلقت مجھے ایذا ہیو نجی
آج آپ اپنے کشتے کی منت پر آ چلے

احسن تخلص ہمنشیں نام بیگ بودہ از معاصرین آبرو و تاجی و بطور شان غزل سر انجام داده است

نازک بدن پہ اپنے کرے ہو تم جو غرہ	موسیٰ کر سے نمت کو فرعون سا بنایا

مضمون این بیت کہ مرقوم شد بعینه دون الاثر در کلام شاه مبارک آبرو یافته شد اما چون از صاحب ترجمه شعر دیگر که باقی داشته باشد در نظر نبود ناچار ثبت گشته

احسن تخلص مرزا احسن علی در سرکار نواب آصف الدولہ مرحوم بہ پیشۂ شاعری ملازم بود بحسن خط و نیکوئی بیان مشہور است و در تلامذۂ مرزا رفیع سودا معدود و عمر در بدایت حال پرتوے از مہر ضیا ہم گرفتہ اما ذرۂ آتش خورشید ازو گشتہ اوست

ٹکڑے اڑ جائیں گے سینے میں جگر کے احسن	تیرے نالوں کا کوئی دن جو یہ انداز رہا
حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا	گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
اشک گلگوں کو نہیں لعل و گہر سے پیوند	یہ رکھے سنگ سے نسبت وہ جگر سے پیوند
سجدہ گہ ہے خاک احسن اپنی سارے خلق کی	جان دی تھی اُس نے کسکی حسرت پابوس میں
بزم میں اُسکی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی	دل دھڑکتا ہے کہ میرا کہیں مذکور نہو
تم تو دل مانگو ہو یاں جان تلک حاضر ہے	بات یہ بھی ہے کوئی آپ کے فرمانے کی

احسن تخلص احسن اللہ خان جہان آبادی متصل دروازۂ لاہوری در مسجد سرہندی میماند و چون خم ابروے زیبا صنمی را دیدہ سر بسجدہ فرود آوردہ ممبر و محراب را بر طاق نسیان گذاشتہ بجاے خطبہ نالہ بنیاد نہاد و آخر بہ اندرز واعظان فریفتہ گشتہ طریق کہن از سر تازہ کردہ عہد برہمن گسستہ بیعت شیخ نمود زنار از میان بکشاد و تسبیح بہ دست پیچید این بیت بنامش بہ نظر رسید و ثبت گردید

اسکی گلی میں احسن شب چوری چوری جانا	یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احمد تخلص شیخ حافظ غلام احمد از مردم پنجاب است او راست

گر یہی ہیں دست اپنے نارسا	اُسکے پاؤں تک رسائی ہو چکی

احمد تخلص احمد بیگ از طائفۂ قزلباش جوانیست صبیح الوجہ قواعد سپاہگری را علی احسن وجہے دانستہ صاحب رسالہ سرکار مرزا ولیعہد بہادر بودہ ازوست

غضب سے ہاتھ میں جب تو نے تیغ کیں پکڑی	نہ اُٹھ سکا مرے بسمل نے یہ زمیں پکڑی

احقر تخلص میرزا جواد علی از قزلباش است ولادتش در لکھنؤ اتفاق افتادہ اصلاح شعر از میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر گرفتہ در بدو سن شعور بزیارات اکثر مزارات فائض البرکات فائز شدہ بوطن برگشتہ این مطلع ازو بسند آمدہ

بزم میں اُسکی جو شب جاہ کا مذکور چلا — اُٹھ کے محفل سے وہاں وہ بُت مغرور چلا

اخفر تخلص شخصے است از دودمان گورکانیہ طبیعتش بفکر شعر فزون تر از اندازہ رغبتے داشت ازوست

بسکہ مجھے بھی ہٹ ہوئی ایسی کہ مرمٹا لیکن — نہ تیرے کوچے سے ہرگز اُٹھا قدم میرا

اختر تخلص میر اکبر علی از مشائخ زادگان سرہند است در صنعت انشا پردازی ید طولے داشت از تلامذۂ شیخ قلندر بخش جرأت است از کلام اوست

تماشے کی ہے جا مژگان پہ جو لخت جگر نکلا — عجب یہ نخل ہے جسمین کہ شکل گل ثمر نکلا

ارمان تخلص فرزند جعفر علی حسرت است کہ مشاہیر بلاد مشرق بودہ از نامش آگہی دست نداد ازوست

چرچا ہوا ہے گھر گھر اب دیکھیے کہ کیا ہو — دو دن نہ چھپ سکی تو چاہت ترا بُرا ہو

تا سر بالین اُسے آنا قیامت شاق ہے — یہ دل بیمار جسکا نزع میں مشتاق ہے

اسعد تخلص مرزا اسعد بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ مغفور از ایشان مسموع بقلم آمدہ

تو اسعد غضب ہے کہ ہاتھوں سے تیرے — نہ تسبیح ٹھہری نہ زنار ٹھہرا

اسد تخلص میر امانی از سکنائے جہان آباد دہلی است مرد شگفتہ و ظریف بودہ نسبت شاگردے با مرزا رفیع سودا داشت در راہ لکھنؤ حرامیان تبہ کار بدسر انجام خونش ریختند ازوست

چون تون اسد کو لائے تھے اُسکی گلی سے ہم — خانہ خراب راہ میں آکر مچل گیا

بزم بتان ہو جام ہو خلوت ہو پھر تو بس — کافر ہوں گر وہاں میں خدا کا بھی ڈر کروں

اسد اس جفا پر بتوں سے وفا کی — میرے شیر شاباش رحمت خدا کی

پروانے پڑے جلتے ہیں روتی ہے کھڑی شمع — یارب نہ شب وصل ہو کوتاہ کسی کی

جس سے کہ دل ملا تھا جب وہ آیا سامنے — ملنے نہ پائے ہونٹ کہ بات ہوگئی

مانے ہے کوئی وہ بت گمراہ کسو کی — گو آپ سفارش کرے اللہ کسو کی

اسلام تخلص شیخ الاسلام از ساکنین قصبہ تھانہ بھون مضافات سہارنپور است اوراست

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے بجا | ہیں یہ بازو سے عقاب اب جو بنے تیر کے پر

اسیر تخلص تلبراد نام نصرانی بوده از رفقاے ظفریاب خان جوان تنومند اصلاح سخن از شاہ نصیر گرفته او میگوید

ہم اُس آئینہ رو کے ہجر میں یوں زیست کرتے ہیں | کہ سکتے کی سی حالت ہے جیتے ہیں نہ مرتے ہیں

اسفان تخلص غالبًا نامش ہم ہمین باشد نصرانی بوده اصلش از فرنگ وولادتش بہند اتفاق افتاده از وست

خط کا یہ جواب آیا جو لکھا کبھی پھر خط | کر ڈالیوں گا اک دم میں ترے آنکھ کے پرزے

اشرف تخلص محمد اشرف نام خلف امام الدین از ساکنان کاندھلہ بوده از وست

آتش دل سے ہوا ہے مجھے یہ ڈر پیدا | اگر سے سینہ میں ہو وے نہ سمندر پیدا

اصغر تخلص سید امجد علی اکبرآبادی ہمین برادر حکیم محمد میر کدار رفقاے مصنف مغفور والد ماجد بوده از دودمان امجد است از شاہ عبداللہ بغدادی علیہ الرحمۃ خلافت یافته بوضع ووقار تمام و تورع و قناعت تمام زندگانی کرده از خیالات اوست

ہوا ہوں بسکہ خفا اب تو اپنے جینے سے | لگا ہی لونگا میں اُس تیغ زن کو سینے سے

اظہر تخلص غلام محی الدین شاگرد غلام حسین سروری تخلص که شاعر پارسی گو بود از اہالی جہان آباد است و نیز اصلاح سخن از میر فرزند علی موزون گرفته به تعلیم اطفال بسر میبرد اوراست

رکھتی ہے مری جان کو مضطر تپش دل | دکھلائے گی ہنگامۂ محشر تپش دل

اعظم تخلص اعظم خان از مردم دہلی قوم افغان مردے حریف و ظریف بوده کسب سخن از شاہ نصیر کرده آخر ہا این فن را ترک گفته به کسب علوم پرداخت اوراست

اسی مضمون سے معلوم اُسکی سرد مہری ہے | جو اُس نے مجھکو نامہ کاغذ کشمیر پر لکھا
درد دل از بس طبیبوں سے نہاں رکھتے ہیں ہم | شمع آسا نبض زیر استخوان رکھتے ہیں ہم

افسوس تخلص میر شیر علی فرزند میر سید علی مظفر خان داروغه توپ خانه نواب قاسم خان عالیجاه از مردم نارنول است سلسله نسبش با امام ہمام جعفر صادق

علیہ السلام میر سید از مشاہیر اہل سخن است از خدمت میر حیدر علی حیران بہ تہذیب کلام پرداختہ در اوائل حال از منتسبان سرکار مرزا جوان بخت بہادر مرحوم بودہ آخر الامر در کلکتہ بسرکار انگریزی منسلک شدہ خدمت ترجمہ کردن کتب فارسی بزبان ریختہ بالیشان بودہ ازوست

قفس سے چھٹنے کی امید ہی نہین افسوس
حصول کیا ہی جو مژدہ بہار کا پہونچا

کیا لکھون اُسکو مین احوال یہ کہنا قاصد
پہنچا اسی کے سبب طاقت تحریر نہین

دیکھتے ہی اُسے حاضر ہوے مرجانے کو
وہی اشخاص جو یان آئے تھے سمجھانے کو

کیون نہوا سقدر گھمنڈ اُس بت پر غرور کو
صبر کسیطرح نہین اس دل ناصبور کو

اُس سے اُٹھتے ہی جی پہ آن بنی
دیکھیے آگے آگے کیا ہووے

صورت سے تجھے حق نے دی پری سی
پر آدمیت نہ دی ذری سی

کچھ بات تم سے کہہ نہین سکتے ہزار حیف
مدت مین تم ملے بھی تو غیر سے لگے گلے

آفسر تخلص غلام اشرف آبائش سر خدمت گاؤخانہ پادشاہی بودند از تلامذہ غلام ہمدانی مصحفی است بیشتر فکرش مقصور بر مراثی بودہ ازوست

جب دست کھلے ہی یہ داغ سینہ اپنی جبین پر
آتا ہی اُسے رشک ترے روئے حسین پر

اکبر تخلص اکبر خان کہین برادر داعی آثم پیہ اکثر صفات حسنہ متصف است از کثرت ایام رغبتی بشعر پیدا کردہ از حضرت مومن استفادہ میکند ازوست

سوچیے حضرت ناصح کوئی تدبیر وصال
حیف چارہ نکرے آپ سا دانا دل کا

خانۂ غیر مین گر لگنے لگا جی تیرا
ہمکو بھی اور سے آتا ہی لگانا دل کا

ہوا نہ شوق سے اُس کوچے مین گذر اپنا
ہمیشہ پیچھے رہا ہمسے راہبر اپنا

جنون عشق کا درمان نہو کسی سے کبھی
کہو علاج کرے جاکے چارہ گر اپنا

دیا نہ رنج ستم سوز دل سے کام لیا
یہ خاک ہونے کا احسان ہی چرخ پر اپنا

عدو کے ذکر سے وان ہوش جائین یان موت آئے
مزاج اُن سے بھی نازک ہی کس قدر اپنا

قتل کر لاشۂ اکبر کو چھپایا گھر مین
ہائے اُس نے مجھے جانے نہ دیا اور کہین

ہوں صید دام دیدہ ہیں صیاد درگذر | غفلت میں وہم ہے کہ فریب کمیں نہو
دوش ملک پہ دیکھکے نعش شہید عشق | حوروں کو یہ گمان ہے کہ عرش بریں نہو
اکبر شاہ دیکھکے دشمن کو ہنس دیا | اُس بیوفا کو مجھسے محبت کہیں نہو
کون رویا ہی ترے کوچے میں رات | کیوں سفیدی اُڑگئی دیوار کی
ہم تو ہیں رہیے جو خفا ہو تو خوش ہو | آئے نہ تھے طلب سے کہ رخصت کیا چلے

الہام تخلص شیخ شرف الدین المعروف بشاہ بولن از اہل لکھنؤ است مرد وارستہ بودہ و بعلت درویشے باعتبار ہمہ نیست گویند کہ بزمرۂ اساتذہ معدود بود و بفارسی ہم تکلم میکرد از وست

ارہی بیکسی تیرے قربان ہوں | برے وقت میں ایک تو رہ گئی
نگہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے | مژہ وہ تیر کہ خنجر کو دھار پہ مارے

الم تخلص محمد علی از تلامذۂ شیخ ابراہیم ذوق است مقطعی بدیہی علی سبیل التذکرہ بر زبان راندہ بود بندہ ول قلبیدہ و درین تذکرہ ثبت گردیدہ

نہ تھا تحمل اگر اُسکے ناز کا تو پھر | الم فریفتہ کیوں ایسے نازنیں کے ہوے

الفت تخلص یکے از باشندگان قصبہ مظفر نگر است دیگر کیفیتش معلوم نشد شعرے کہ ازو بنظر آمدہ خالے از کیفیت نبود ثبت افتاد

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب | سو آج کوچے میں تیرے ہوا بہشت نصیب

الفت تخلص شنگل سین از کایتان عظیم آباد است بحضرات دہلی ہم رسیدہ اصلاح سخن از قلندر بخش جرأت گرفتہ ازین تپش کہ بر زبان خامہ می گذرد سے تراود کہ طبع خوشے داشتہ

ہر قدم پر یاں تلک آنے میں سو سو بار تھے | کیونکہ گھر جانے لگے شام و سحر دو چار کے

امیر تخلص امیر الدولہ ناصر جنگ معروف بمرزا منیڈھو پسر وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ بہادر برادر کہتر آصف الدولہ مرحوم است از پیشگاہ خلافت خدمت میر آتشی داشت پیش از فتنہ غلام قادر خان بجہان آباد رسید مشاعرہ بکاشانہ خود ریختہ بود و انجام صحبت حاضران را سفرہ جیدی و خوان نعمتہاے گوناگون پیش کشیدے از خیالات نازک اوست

یاس و غم و آرزو و جمع یہ سب چیز ہے
بلبے تیرا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے

امیر تخلص نواب علی محمد خان از طائفۂ جلیلہ افاغنہ است نسبت تلمذ بقیام الدین علی قائم دارد بیشتر از اہل سخن دلہ خوار خوان نوالش بودند بزم مشاعرہ سے آراستہ او راست ۔

اس شکار انداز سے لگ کر کوئی چھٹتی ہے آنکھ
کیوں نہ ہو سوئے قفا منہ وقت رم نخچیر کا

بس میں آیا جو تمہارے اسے چاہو سو کرو
کیا ستم آدمی سہتا نہیں لاچاری سے

تیرے بگڑ جانے سے بس اپنا تو گھر جاتا ہے
لے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے

اسے سرخی ترے رخسار کی ہنگام عتاب
جتنا بگڑے ہے تو اتنا ہی سنور جاتا ہے

امیر تخلص امیر اللہ مردیست از اہل جہان آباد نہایت اہلیت و شکستگی با اوست در فن رمل مہارتے درست دارد از تلامذۂ شاہ نصیر است بادا سے اثیم گاہ گاہی خورد
از کلام اوست

اس تشنہ گلو پر ہے پھرا دیکھ تو قاتل
بے آب ترا خنجر براں نہ ہوا ہو

امین تخلص خواجہ امین الدین از ارباب عظیم آباد است و انکہ نسبتش بمرشد آباد کردہ
ازو خطای عظیم آمدہ مرد قناعت پیشہ و راست اندیشہ از نتائج فکر اوست

خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا ہے
مہ چادر مہتاب میں منہ ڈھانپ کے نکلا

ہم کو کیا گر بہار آتی ہے
دل وہ غنچہ نہیں کہ وا ہوگا

ڈر سے ترے نالہ بھی نکلتا نہیں لب سے
ظالم ہے ترے ظلم کی تاثیر ہوا پر

مرتے ہیں ہم تو اسکے لب آبدار پر
گر آب زندگی ہو تو مارے ہیں دھار پر

بوسہ دیا تھا جی میں جو آوے تو پھیر لو
اتنا خفا ہو کس لیے اس خاکسار پر

یہ نہیں جوہر نمایاں تیغ تیز یار پر
کھد رہا ہے نام مقتولوں کا اس تلوار پر

دل خیال زلف میں بیخواب بے آرام ہے
رات ہوتی ہے امین بھاری ہر ایک بیمار پر

دل تو کیا ہے کہیں جو آئے یار
جان آگے نکال رکھتے ہیں

مجھے بے چین رکھتا ہے دل افگار پہلو میں
وہ سوئے کس طرح جسکے رہے بیمار پہلو میں

ہم آنے کو مانع نہیں غیر سے کے
پر اتنا ہے خلوت میں ہمدم نہ ہو

امین کی غذا اب رہی ہی یہی — الٰہی یہ خون جگر کم نہ ہو
جلوہ تیرے حسن کا کہان ہے — یون کہنے کو آفتاب ہان ہے
دن کٹا فریاد مین اور رات زاری مین کٹی — عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری مین کٹی
صبح گر صبح قیامت ہو تو کچھ پروا نہین — ہجر کی جب رات ایسی بیقراری مین کٹی
کس سے تشبیہ دین بھلا تجھ کو — ایک یوسف سو تیرا ثانی ہے

امین تخلص امین الدین خان نام خلف قاضی وحید الدین خان مرد بیست صلاحیت شعار گزیدہ اطوار بعہد نجیب الدولہ نواب نجیب خان مغفور منصب قضاے دہلی با والدش بودہ گویند کہ اشعار دلپذیر بسیار دارد و مارا انچہ بدست آمدہ این بیت است کہ در حضرت اخلاے روحانی گذرانیدہ

کون آتا ہے یہ کس کے پاؤن کی آواز ہے — ہر صداے پاین جسکے سو طرح کا ناز ہے

امین تخلص محمد اسمعیل ابتدا تخلص بہ حشتی بودہ وجہ این تغیر و تبدیل پیدا نیست فی الجملہ جوان فرخندہ لود شرافت نسب داشت از وست

اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم — کھڑا نظر آجاے لب بام کسی کا

امین تخلص نامش میر محمد از اہل بنارس سید بیست پاک نژاد او راست

جی سے کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ — ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

امانی تخلص میر امانی شاہجہان آبادی فرزند خواجہ آشنی طریقہ اثنا عشریہ داشت فاتش در سنہ ۱۱۷۷ ہجری اتفاق افتاد این اشعار از افکار اوست

گھبرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہے جیکا — اے نالۂ دل وقت ہے فریادرسی کا
سینے مین جدھر رو ہو پھونک دی اے آہ — ٹک دل سے خبردار کہ یہ گھر ہے کسی کا
اثر ہو سنگ مین کیا کیونکر ان کو رام کرین — بتون کے دل ہو تو یارب یہ آہین کام کرین
نامہ بر کہیو زبانی کہ ترستے تجھ بن — شمع شب دیکھ تجھے صبح تلک روتی تھی

امانی تخلص نامعلوم شخصی بود از مردم شاہجہان آباد این بیت بنامش ملاحظہ شدہ ثبت افتاد

کس کے یہ خار مژگان دل مین کھٹک رہے ہین — جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہین

امجد تخلص مولوی امجد خلف ارشد مولوی ارشد مرد قناعت پیشه بود پدر مولوی عبد الرحمن است که از مخلص احباب فقیر است او راست

جس گھڑی آنکو دیکھوں ہوں میں جوں قطرۂ اشک
اپنی نظروں سے بھی امجد میں گرا جاتا ہوں

احمی تخلص روشن بیگ نام کہیں برادر حمید الدولہ منصرم کارسرکار ولیعهد شاگرد شاہ نصیر و از علم بی بہرہ بود نوجوان مرد او راست

جہاں زنجیر ہم سنتے ہیں منگوا مول لیتے ہیں
تری زلفوں کے سودے میں یہ سودا مول لیتے ہیں
جی دھڑکتا تھا کہ پہنچے میں نہ آجائے لچک
ہاتھ سے چھوڑ دیا ہیں نے ترا جان کے ہاتھ

امانت تخلص امانت رائے نام در روبیہ کہ محلہ ایست در جہان آباد مسکن داشت از وست

تشریف یہاں نہ لاؤ یہ نامہ بر تو بھیجو
ست تو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو

انور تخلص ولی محمد خان از مشائخ زادگانست آبائش داروغۂ عدالت شاہی بودند بشعر ریختہ فارسی لب میکشاد او راست

ایسی جان بخش ہوا موسم گل کی آئی
قصد پرواز میں ہیں بلبل تصویر کے پر
ہوا اشک خونیں بہار گریبان
رگ گل سے بنے تار تار گریبان

انتظار تخلص نامش معلوم حقیر نگشته از معاصرین فغان آبرواست او راست

جو ہیں بہار گل کے قفس میں خبر گئی
بلبل یہ سن کے ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی
کنج قفس میں جلکے بناتا ہوں آشیان
سیر چمن کی دل سے ہوس اس قدر گئی

انیس تخلص امیر الدولہ نوازش خان شاگرد میر نظام الدین ممنون ہمشیرہ زادہ شاہ نواز خان مرحوم است که در زمان سلطنت حضرت شاہ عالم بادشاہ باوج وجاہ تمام صدر نشین و سادۂ خدمت مختاری بودہ خودش نیز باین منصب جلیلہ سرفراز ماندہ با راقم الحروف طریق تعارف مسلوک است اما گاہے حکایت شعر و سخن در میان نیامدہ بزعم فقیر اکنون بدین فن التفاتے ندارد و دو سہ بیت در تذکرہ بنامش ملاحظہ شد ثبت افتاد

پرکالۂ آفت تھا وہ رخسار انیس آہ
چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا

کشتی سے اپنی چرخ خبردار رہ کہ آج | رکتے سرشک دیدۂ طوفان فشان نہین

انجام تخلص عمدة الملک نواب امیر خان سلسلۂ نسبش بمیر میران نعمت اللہ ثانی کہ با سلاطین صفویہ قرابت داشتہ میرسد از امرای عہد محمد شاہ بادشاہ است از بسکہ بزرگی ایشان در تواریخ مضبوط و مسطور و بر السنہ و افواہ مشہور و مذکور داعی از ایراد بی نیاز است از نتائج طبع پاکیزہ اوست

ساتھ اپنے سر کے تھا انجام پاس تمکنت | شکر ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم
نعش میری دیکھ کے مقتل مین یون کہنے لگے | کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان خلف حکیم میر ماشاء اللہ خان مصدر تخلص نجفی الاصل مرشد آبادی مولد است از مقربان خدمت وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر بود لکھنی در فنون رسمیہ مہارتی داشت و در ہر فن کوس لمن الملکی بآوازہ تمام می نواخت بر موزونان معاصر از اعتراضات و مطاعن قافیہ تنگ نمودی و دیوانی دارد مشتمل بر اصناف سخن و ہیچ صنف را بطریقہ راسخہ شعرانہ گفتہ اما در شوخی طبع و جودت ذہن او سخنی نیست مرگ او در البتہ سال سپری شدہ دیوانش بنظر رسید و این ابیات ازان انتخاب گردید و بیت اول نہایت دلپذیر راقم است والحق لغایت بلند رتبہ واقع شدہ

اوس سے خلوت کی ٹھہر جاتی تو مین اللہ سے | واسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا
جسوقت وہ یوسف سے ہم آغوش تھی اسوقت | سنتے ہی ترا نام زلیخا کو غش آیا
چلے تھے حرم کو رہ مین ہوئے سنگ صنم پہ عاشق | ہوا ثواب حاصل یہ لیا عذاب اولٹا
آبخورے برف کے انشا کو بھیجے آپ نے | اس کے یہ معنے کہ تو نقشہ ہمارا جم گیا
گرچہ مے پینے سے کی توبہ ہے مین نے ساقی | بھول جاتا ہون ولے تیری مدارات کے وقت
امرد ہوئے ہین اوس کے خریدار چار پانچ | دے اور ایسے حق مجھے غبار چار پانچ
گلبرگ تر سمجھ کے لگا بیٹھی ایک چونچ | بلبل ہمارے زخم جگر کے کھرنڈ پر
راتون کو نہ نکلا کرو دروازے سے باہر | شوخی مین دھرو پانون نہ انداز سے باہر

کیا ہنسی آتی ہی مجکو حضرت انسان پر
فعل بد تو ان سے ہوں لعنت کریں شیطان پر

کہہ تو اے چرخ بھلا تجھ سے کسی طرح کبھی
دل کے ارمان ہمارے بھی نکل سکتے ہیں

چھیڑتا ہی نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

گر یار مے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجیے
زاہد نہیں ہیں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں

دل کو لے بھاگے کدھر ہاتھ سے تیرے انشا
کوئی ٹکڑا کی بھی تو اس گنبد بیدر میں نہیں

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو

ہو جو انشا کو اجازت تو کبھی پھر نالہ
کبھی بلبل کے فرشتوں کو بھی جو یاد ہو

بولی وہ اپنے سرو خرامان کو تاڑ باندھ
گر قصد بوسہ ہو گئے تو گرد اوسکے پاڑ باندھ

چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہے
چلو پھر کعبے ہی ہو آئیں بھلا سیر تو ہی

غیر کے اک اشارے پر اٹھ آئے میرے پاس سے
تسپہ یہ مجھسے پوچھنا بیٹھے ہو کیوں اداس سے

سچ یہ آفت تری یہ دھج یہ خوش اندامی ہی
گر نظر بھر کے تجھے دیکھیں تو بدنامی ہے

غصے میں ترے ہم نے بڑا لطف اٹھایا
اب تو عمداً اور بھی تقصیر کرینگے

گالیاں سیکڑوں دیں پاؤں جو داب ہم نے
محنتیں خوب سی کیں خوب سے انعام لیے

گر نازنین کے کہنے سے مانا برا ہو مجھے
میری طرف کو دیکھیو میں نازنین سہی

کی میں نے شب جو سہواً تعریف چاندنی کی
میری طرف سے اپنے وہ منہ کو موڑ بیٹھے

صاحب کے ہر زدن سے ہر ایک کو گلہ ہی
میں جو ہنستا ہوں میرا یہی حوصلہ ہی

دیں گالیاں ہزاروں سن مطلع اس غزل کا
کہنے لگا کہ انشا اس کا یہی صلہ ہی

رونے سے اپنے دل کی تپش گرد ... گئی
دو چار ... میں ہوا سرد ہو گئی

اویسی تخلص شاہ محمد ... وسجادہ نشین ... از مشائخ زادگان بریلی است رحلت بدکن کشیدہ او راست

باغ میں گلعذار ہو فصل بہار ہو نہ ہو
میں ہوں غزل سرا وہاں بلبل زار ہو نہ ہو

اوباش تخلص شیخ امیر الزمان از شیخ زادگان لکھنؤ است شاگرد غلام ہمدانی مصحفی بوجہ

این بیت از وبدست آمدہ

دل و دیدہ اپنی جو یار تھی سو وہ درد و غم میں کھپا گئی
نہیں جیسے چشم امید تھی وہی آنکھ ہم سے چرا گئی

ایمان تخلص شیر محمد خان از مردم حیدر آباد است گویند که در انجا علم استادی
مے افراخت او راست

رواہے کون سے مشرب میں یہ ای عشق بے مصحف
ٹپک پڑتا ہی خون دل مری ایمان نکھرتے

دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو
مے گلگون کا جس دم بزم میں ساغر چھلکتا ہے

حرف الباء الموحدہ

بحر تخلص شخصی است که باجرالیش برگہ دادر این سفینہ پیدا نیست درست

مانند اشک دامن دولت بچھوڑین سے
سو ذلتین اٹھاکے ہم آخر سمجھ گئے
اس گل کی آرزو نہ گئی ہے نہ جاینگی

بچھوان سے تم نے ہم کو گرایا تو کیا ہوا
تم لے نہ اپنا بھید بتایا تو کیا ہوا
داغون سے دل کو باغ بنایا تو کیا ہوا

برشتہ تخلص مشرف نام از شاگردان بچھو رے خان آشفتہ است او راست

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا
دیکھو اس نے شکستہ حال ہمین

برکت تخلص برکت اللہ خان از مردم کوتانہ است گویند که بیشتر بیار سے
زبان تکلم مے کرد او راست

جلا یان تک تب غمسے دل غمناک سینے مین
اگر ڈھونڈھے کوئی دل کو تو پاوی خاک سینے مین

برکت تخلص برکت علی خان از اہالے خیر آباد است بسبب تقرب خدمت نصیر الدولہ
جنرل اختر لونے ناظم دہلی مرجع و مآب اکابر دہلی بودہ یکچند به مختاری
راجہ پٹیالہ بوقتے دلخواہ فلک نشین مانده الغرض تمامہ عمر ہم اختر کیوان زیستہ
آخر از گردش گردون پیر بہوان بھنگا بیکر در وطن روز را بشب می آورد نجم
عمرش راجع الیسیر شدامر بمال وفاتش ہم شمارہ سیارہ است چون عطارد
خداوند عقل و ہمت بودہ با سخن شوقے تمام داشتی و نیکو گفتے بسا لبا مشاعرہ کرد
خلاصہ افکارش این است

اشکون کو ہبا دیدہ گریان سمجھ کر
موسم گل ہے قفس ہی مین ہو جان ہوا

گھبرائے نہ عالم مین طوفان سمجھ کر
مست نسیم سحری مرغ گرفتار سے مل

پہونچے آسیب نہ اُس کو کہیں دلگیر نہ ہو — نالۂ شب میں الٰہی مرے تاثیر نہ ہو
دل بیتاب کسی طرح سے ٹھہرائے کوئی — مجھے سمجھائے کوئی یا اُسے سمجھائے کوئی
غم اُٹھا نا مری اس دل کا ٹھکانے لگجائے — ایک دم کے بھی لیے پاس جو بٹھلائے کوئی
گھٹی نہ سوزش دل اشک کے بہانے سے — یہ آگ وہ ہی کہ بجھتی نہیں بجھانے سے
جھجک رکا رکا سا جو پایا تو یون کہا — پیارے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان سے
خط کی نمود چہرہ پہ معلوم ہو گئی — قاصد نے جب کہا کہ یہ خط کی رسید ہو
تصور میں ترے گر کوئی چھیڑے ہی تو کہتا ہون — ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہی تھا بوسے

پروانہ تخلص محمد بیگ نام از موزونان خیرآباد است مطلعی از وے دیدہ شد بقلم آمد

قتل کرمان مت کسو کی قسم — اُٹھ تجھے قاتل مرے لہو کی قسم

پروانہ تخلص راجہ جسونت سنگھ ابن راجہ بینی بہادر ہست کہ از اعاظم اراکین وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر بود جوان خرم و شگفتہ خوش شمائل پرجمال جانی جنون زدہ او بود از شاگردان سرب سنگھ دیوانہ اُس مبدا شنید از خیالات وست

نسیم آہ نے شاید کسی کے کی تاثیر — شگفتگی سی ترے غنچۂ دہان پہ ہی

بزاز تخلص حسین بخش از بزازان اکبرآباد است از فکر اوست

لہو ہون جس سے میں آنکو بلا لادہ یہ کہتا ہی — اُٹھے مجھے ناحق ہو دوڑے تہ آ بیٹھنگے نہ جائینگے

بسمل تخلص سید جبار علی از باشندگان چنار گڈھ مردے سلیم الطبع بود بسرکار راجہ بنارس علاقہ داشت انتخاب او است

یاد آگئی مشت خاک اپنی — اُٹھے جو کہیں غبار دیکھا
دل خس و خاشاک کی صورت اٹکتا ہی رہا — گو سدا دامن کو اپنے وہ جھٹکتا ہی رہا
ہر دم مجھے نیاز اُسے ناز ہی رہا — انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا
تیری ہی یاد ذکر ترا ہی ہر آن ہی — گویا کہ اس لیئے مرے منہ میں زبان ہی

بشیر تخلص میر بشارت علے از مردم دہلی است بہ لکھنو رفتہ حین بازگشت

درعرض راه وفات یافت شاگرد میر نظام الدین ممنون است از دست

دل بیتاب ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
دیکھتے ہین تجھے حسرت سے بھرے بیٹھے ہین

یارب نہ کھلے زلف گرہ گیر کسی کی
وابستہ ہی وان خاطر دلگیر کسی کی

لقا تخلص شیخ محمد بقاء اللہ خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس اصلش از اکبرآباد و منشا رآن لکھنؤ خاطر ظرافت پسند داشت بل از ظرافت در گوشتہ سر بہ ہجا کشیده شریک دوره میر و سودا بود و با ایشان بیشتر طرف شده و ہجو ہا گفتہ و مراتب نظم طبعی شگفتہ و رنگین و طرزی با مزه و شیرین داشتہ کمترک لقند پارے ہم کام و زبان را حلاوت آگین سے نموده بیارے شاگرد مرزا فاخر مکین و در ریختہ از تلامذه شاه حاتم و خواجہ میر درد غفر اللہ لہما نوشتہ انداز لشکر زر ریزے نے قلم اوست

دست ناصح جو مری جیب کو یک بار لگا
پھاڑون ایسا کہ پھر اس مین نہ رہے تار لگا

یار کو پہونچی خبر نالۂ تنہائی کی
مدعی کون کھڑا تھا پس دیوار لگا

آہین افلاک مین مل جاتی ہین
محنتین خاک مین مل جاتی ہین

ساقی کو دو نوید بہار آئی باغ مین
سو وے نے پھر خلل سا کیا ہی دماغ مین

دیکھ آئینہ جو کہتا ہی کہ اللہ رے مین
اسکا مین چاہنے والا ہون لقا واہ رے مین

ای عشق تو ہر چند مرا دشمن جان ہو
مرنے کا نہین نام کا مین اپنے لقا ہون

تونے اس طرح سے ای چرخ گرایا ہم کو
کہ موے پر بھی کسی نے نہ اوٹھایا ہم کو

گر قتل کیا لقا کو خوبان
اس بات کو منہ سے مت نکالو

پنہان ہی بھلا ہی خون عاشق
جانے دو اب اسپہ خاک ڈالو

رخ اس کا صفائی ترے تلوے کی نہ پائے
خورشید ہزار اپنے تئین چرخ چڑھائے

آہ کی برق جو سینے مین چمکتے دیکھی
طفل اشک آن چھپے دامن مژگان کے تلے

عشق مین لو ہی کبریائی کی
عاشقی صبر ہنے کی جدائی کی

دل سے جاتی کہین پابوسی قاتل کی ہوس
کاش وہ خون کو دے رنگ حنائی جاتی

یاد مین تڑپے ہی دل اُس ابر بےخوار کی — آج کچھ ناخن بدل ہے آہ اس بہار کی
کیا خط تجھے لکھیے حرکت ہاتھ سے گم ہی — خامہ بھی مرے ہاتھ مین انگشت ششم ہو

بہادر تخلص راجہ جیتی بہادر از راجگان صوبہ بہار است پدر جسونت سنگھ پرداخم که ذکرش بالا گذشت از وست

سپاہی ہو گئی دل کی آرزو گئی — ہمارے جانے کہنے سے جی کی بو ئے گئی

بیتاب تخلص شخصے از شاگردان شاہ حاتم بودہ اوراست

بیتاب بھی کیا جوان تھا اے والے — ہو خانہ خراب اس اجل کا

بیتاب تخلص خداوردے خان برادر کہین سعادت یار خان رنگین است از سید نظام الدین ممنون باصلاح سخن پرداختہ از وست

مجھسے وہ ہر دم کہے ہی اپنا خنجر دیکھکر — قتل کیجے تجھکو جی چاہے ہی اکثر دیکھکر

بیتاب تخلص سیوک رام نام بیگے بعرصہ آمدہ جز این احوالش ندانم شعرے از و در تذکرہ منظر رسید ثبت گردید

محبت کی بھی کچھ ہوتی ہین کیا اے ہمنشین راہین — کہ خوبان یون ہمین دکھ دین ہم انکو اسطرح چاہین

بیتاب تخلص از حالش آگاہی ندارم بیگے از پیشینیان بودہ اوراست

گلا خون کے گلے مین اے بیتاب — تھا کیا ہی گلال کے مانند

بیتاب تخلص عباس علی خان بن نواب عبد اللطیف خان بن نواب غلام محمد خان بن نواب فیض اللہ خان مرحوم والی رامپور جوانیست نیکو منظر زیبا شمائل مہذب الاخلاق پاکیزہ سرشت ظاہرش چون باطن و باطنش چون ظاہر آراستہ مدتے در لکھنؤ گذرانیدہ اکنون چند سالست که پائے نازش جہان آباد ارم تزئین را و باعث زینت این فرخندہ سرزمین از تلامذہ خان والاشان مومن خان است این ابیات از وست

بچا گیا اپنے زلیس قتل کا ایسا ہم کو — داد سے روز جزا کی بھی رہونگا محروم
بعد مردن بھی ہی مرنے کی تمنا ہم کو — یہ نظر آئے ہی طول شب ہجران مجھکو

پیدا ہوا رقیب کا غم دل میں اندنون
بیتاب غم بھی کھانے میں اب کچھ فقر اغنیت

آخر فریب کھائے کیا اس نے مجھکو قتل
میں نے کہا تھا تم سے اٹھا ئینگے سر کے ہاتھ

سحر نہ دیکھتی ہم کو نصیب ہو یارب
شب وصال میں اپنی یہی دعا ہوگی

اب کوئی کہان جائے کہ گر ہے یہی کثرت
دیوانے ترے وحشت کو آباد کرین گے

مبارک تخلص میر محبت علی نژادش از عرب است و وی در قصبہ کول متولد شدہ از اولاد امام ہمام موسی کاظم علیہ السلام بودہ از شاگردان مصحفی است در فن طب مہارتی داشتہ بدہلی آمدہ از وست

ایک دل ہو تو کوئی صبر کرے
روز کے انتظار نے مارا

مجلس میں اسکی بہنے تہمت کے ڈر کے مارے
سو سو جگہ سے اٹھ کے اپنا مکان بدلا

داد خواہون سے گھر گئے رستے
اس کا جس کوچے سے گذار ہوا

صیاد یہ ہوس ہے دل داغدار مین
گلپوش کر قفس کو مرے نو بہار مین

سبحان تخلص شیو سنگہ رای است از مردم دہلی از کلام اوست ٭

آسمان گر پڑیگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہو کر
جب کہیں آہ ہماری مین اثر ہووےگا

بیخود تخلص نرائن داس در دہلی ہندوے بود سفینہ پرداز از تلامذہ خواجہ میر درد اوراست

مے گلگون کو چشم کرم سے تو مست دیکھا ہو زاہد
نیا پایا ہے یہ اعجاز مغان نے آب آتش کا

بیخواب — احقر را از نام وحالیش اطلاع نیست شاعری بودہ از وست

مدعا تجھکو یان نہ آنا تھا
روٹھنے کا بھی ایک بہانا تھا

بیدار تخلص میر محمدی خلف آتش از دہلی زبان بسر بردا این دیار در عرب سرائے کہ سر کردہ از جہان آباد جانب جنوب است اقامت داشت باز بہ اکبرآباد نقل کردہ طرح سکون انداخت و ہمدرا نجا روح پاکش جسد عنصرے را خیرباد گفت از شاگردان مرتضے قلی بیگ فراق شمردہ میشود کسب باطن از خدمت مولانا فخر الدین نمودہ خرقہ خلافت در بر کردہ نسبتی درست داشتہ مدعا برمشق

سخن بوده بهارستے شایان بدست آورده صاحب دیوان است این اشعار ازان التقاط یافت

ناتوانی سے مری دیکھو اسے دست جنون
بھرا نہ مثل نگین زخم یہ مرے دل کا

بیدار راہ عشق کسی سے نہ طے ہوئی
کرون ہون شاد دل اپنا ترے تصور سے

ترے رخسار و قد و چشم کے ہین عاشق زار
ہو گیا گرتے ہی تیری چشم سے دامن کی یاں

عکس اُس کا پڑا جو دریا مین
واہ واہ ای دلبر کج فہم یونہی چاہیے

پھونک دی یہ آگ کس کے حسن بزم فروز نے
رکھتا ہی تو جس جا قدم ہوتا ہی لوہو کا نشان

تھا یہی نوز تری زلف دلآویز کا بس
نی پر پروانہ ہی بیدار فصل بہار

فتراک سے باندھ خواہ مت باندھ
دامن کو ترے نہ پہونچے اب تک

جانین مشتاقون کی لب تک آئیان
خرقہ رہن شراب کرتا ہون

ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہین
جو ہم کلام اس لب جان بخش سے ہوتے

یہان تو جی آنکے ٹھہرا ہی لبون پر اپنا
کہان ہی طالع بیدار یہ کہ ایسا ہو

آج لگتی ہی کچھ بغل خالی
ہی زمانے سے جدا روز و شب ہم خستگان

رہ گیا ہو نہ کوئی تار گریبان مین چھپا
کرتا ہمیشہ ہے نام میرے قاتل کا

صحرا مین قیس کوہ مین فرہاد رہ گیا
اگر یہ شغل نہوتا تو کیا کیا کرتا

گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا
اشک تھا بیدار یہ یا آگ کا پرکالہ تھا

آب حیرت زدہ ہو بہہ نہ سکا
ہم سے ہوتا آشنا غیرون سی ہوتا آشنا

اور ہی کچھ سوختن ہی شمع و پروانہ مین آج
پامال کرتا ہی کوئی خون شہیدان بیقدر

نخچیر ہوئی لا انکی تاب گرفتاری دل
کس توقع پر قفس سے ہو وین اب آزاد ہم

اب تیرے شکار ہو گئے ہم
ہر چند غبار ہو گئے ہم

بلبے ظالم تیری بے پروائیان
دل زاہد کباب کرتا ہون

ورنہ یہ نالے تو پتھر مین اثر کرتے ہین
کس سے انھین دماغ کہ پھر گفتگو کرین

آہ کیا جانین وہان اُسکو خبر ہی کہ نہین
کہ سر دھرے مرے زانو پہ یار سوتا ہو

کون سینے سے لے گیا دل کو
شام کہتے ہو جسے ہی شمع پروانہ

دیکھ اوس گیسوے مشکین کی ادائین شانہ
دونون ہاتھون سے یہ لیتا ہی بلائین شانہ

شکوہ کم نکلی آنکھون سے اس کی نکو
گفتگو خوب نہین مردم بیمار کے ساتھ

آئنہ دیکھ تو اس منھ سے تجھے اہی طوطی
دعوے ہم سخنی اوس لب و گفتار کیساتھ

خواب مین ایک بھی شب یار نہ آیا بیدار
اس تمنا مین کئی دن ہوے سوتے سوتے

بیدار کیونکر آتش دل اشک سے تجھے
ظاہر کی آگ ہووے تو پانی بجھا سکے

زاہد اس راہ نہ آ مست ہین میخوار کئی
ابھی یان چھین لیئے جبہ و دستار کئی

جام و مینای مے و مطرب و ساقی ہمراہ
اس سر انجام سے بیدار کہان جاتا ہی

ربط جو چاہیے بیدار سو اوس سے معلوم
مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہی

نہ گئی تیری سیہ کشتی ظالم
ہم نے ہرچند جبہ سائی کی

بیان تخلص خواجہ حسن اللہ دہلوی نژاد ست از تلامذہ مرزا جان جانان مظہر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر بودہ بیعت طریقت بخدمت مولانا فخر الدین قدس اللہ سرہ نمودہ آخر الایام بحیدرآباد رفت و ازان جا راہے عدم آباد گشت حدیثش شیرین و دلاویز سخنش نمکین و شور انگیز از شیوا بیانی اوست

قفس ہی مین رہائی کے لیئے کیا کیا نہین کرتا
تڑپتا ہون پھڑکتا ہون کوئی پروا نہین کرتا

کہتا نہین مین عرش پہ اے نالہ جا پہونچ
کانون تلک تو اسکے تو اے نارسا پہونچ

باتون مین آہ کس نے لگایا اسے بیان
رکھتا تھا کان تک مری فریاد کیطرف

ہووےگا ذوق حسرت دیدار مین خلل
شیرین گزر نہ کیجیو فرہاد کی طرف

کافر ہون جو زیادہ کچھ اس سے آرزو ہو
ایک بے خلل مکان ہو بس مین ہون اور تو ہو

جادو بھی کہ سحر بھی بلا تھی
ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح کٹا روز گذر جاویگی شب بھی

بیان کون ہے اب تلک پوچھتے ہو
تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے

وصل کی شب کا ماجرا کیا کہون تجھسے ہمنشین
شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہین نہین ہی

پیام تخلص شرف الدین علیخان اکبرآبادی از مشاہیر شعراے فارسی است گاہی بریختہ سخن میکرد و از وست

دلی کے کجکلاہ لڑکون نے کام عشاق کا تمام کیا
ایک عاشق نظر نہیں آتا ٹوپی والون نے قتل عام کیا

حرف التاء الفوقانی

تابان تخلص میر عبدالحی نام خمیر سرشتش از همین خاک جهان آباد بوده سلسلهٔ نسبش بحضرت علی موسی رضا علیه السلام میرسد باحسن یوسفی اندوده لیقولی داشتے و باجمال خورشیدی داغ حسرت وصال مه رخان بر دل گذاشتی نه همین میرزا مظهر را از دل گرمی شوقش تنور سینه زبانه زن بل شعلهٔ عشق جهان سوزش باعث گرمی هنگامه عندلیبان بهر کو و برزن ناله موزون میکرد بگوش سودا میرسانید و بنسبت شاگردیش چین جبین بر خویشتن می بالید بعنوان جوانی از جهان گذران درگذشت و داغ حسرت بجگر عاشقانش گذاشت آزاد مردی بوده چون روی خویش طبع خوشی داشت صاحب دیوان است و این اشعار انتخاب آن است

اوڑا دے صبا خاک میری اگر تو تو کوچے میں اس بیوفا کے ہی لیجا
تو پکڑ مجھ کو تربت میں مت گڑھ کر میرے بعد مجھ سے بہت ہیں ایک نہ ہوگا تو کیا ہوا
کاکل کی طرح کیون نہ پریشان مجھے کرے تو جانتا ہے دام میں میرے یہ آچکا
پنائی خاک بھی تابان کی ہم نے اپنی خاطر وہ ایک دم ہی ترے روبرو ہوا سو ہوا
دیتا نہیں ہے ساقی اس ابر میں پیالہ آتا ہے مجھ کو تابان بے اختیار رونا
ہے سوز عشق مجھ میں یہان تک کہ بعد مرگ پروانہ مرغ روح ہے شمع مزار کا
کس کس طرح کی دل میں گذرتی ہیں حسرتیں ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا
حرم کو چھوڑ رہون کیون نہ بتکدہ میں شیخ کہ یان ہر ایک کو ہے مرتبہ خدائی کا
گل زمین سے جو نکلتے ہیں برنگ شعلہ کون جان سوختہ جلتا ہے تہ خاک ہنوز
دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تابان کیا مرے ہجر میں جیتا ہے وہ غمناک ہنوز

یہ زاہد بے خبر کیوں عاشقوں پر طعن کرتے ہیں / کہ کہلاتا ہے پیغمبر کا ای تاباں خدا عاشق

آتا ہے فاتحہ کو وہ گلرو رقیب ساتھ / لاتا ہے خار قسمت پہ میری بجاے گل

کہتے ہیں اثر ہیگا رونے میں یہ ہیں باتیں / ایک دن بھی نہ بار آیا روتے ہی کٹیں راتیں

غم وصل میں ہی ہجر کا ہجران میں وصل کا / ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہیں

ہاتھ بیفائدہ زنداں میں نہ توڑ اے جنوں / طوق ہی میرے گلے میں یہ گریباں تو نہیں

انجان ہو تو اس سے کوئی درد دل کہے / جو جانتا ہو میں اسے آگاہ کیا کروں

یاں تک تپش ہی عشق کی مجھ میں کہ بعد مرگ / گل بھی مرے مزار پہ گل کر گلاب ہو

کس سے فریاد کروں میں کہ وہ ہرجائی ہے / آہ اس بات میں میری بھی تو رسوائی ہے

ظالم وفا کا میری جو لیتا ہے تو حساب / اپنے جفا و ظلم کا بھی کچھ شمار ہے

بیاں کیا کروں ناتوانی میں اپنی / مجھے بات کرنیکی طاقت کہاں ہے

کروں دعوے خوں میں قاتل سے اپنے / کب آئیگی یارب قیامت کہاں ہے

بہار ہے اس بسنتی پوش کے آنے سے مجلس میں / پڑی ہے دھوم تاباں ہر طرح گویا بسنت آئے

تاباں تخلص مہتاب رائے نام اصلش از کشمیر و مولد و منشاش ہمیں معمورہ و لیدیر
این ابیات بنامش مشہور است

خو ہوئی ہمیشہ سے تمھاری اگر ایسی / تو کاہیکو بختی مری اے فتنہ گر ایسی

یا تنگ نکر ناصح ناداں مجھے اتنا / یا چل کے دکھادے دہن ایسا کمر ایسی

تپش تخلص مرزا محمد اسمعیل المعروف بمرزا جان فرزند مرزا یوسف بیگ بخاری الاصل است ولادتش در شاہجہان آباد و اتفاق افتادہ سلسلہ نسب او بسید جلال بخاری منتہی میشود از تلامذہ خواجہ میر درد است در سنسکرت فی الجملہ مہارتی داشتہ صاحب آداب
و اخلاق بودہ باضلاع شرقی رفتہ نام آور رشدہ اور است

آئے تو ہو کہیں سے آخر بلے و لے تم / کیا ہوا گر مرے بھی لگ جاؤ پھر گلے تم

تم تو کہتے ہو کہ دم کے بعد آجاتا ہوں میں / پر خدا جانے ہمیں دم کا بھروسا کچھ نہیں

کچھ تیرے سلیقے سے پھنسے ہم نہیں صیاد / لائی ہے ہمیں دام میں تقدیر ہماری

کس کی طرف سے آج تپش تجھکو یاس ہی
سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اوداس ہی

ہین تو شک کے قطرہ کا بھی ہی تھامنا مشکل
بھلے وہ لوگ ہین جنکے تئین دل تھام آتا ہی

قطعه

ہر طرف آج ہے بسنت کی دھوم
سیر میں ہی ہر اک تماشائی

کتنے گل رو جو ہین بسنتی پوش
جی مین کھٹکے ہی جن کے رعنائی

کہتے ہین آنکے مجھے ہنس ہنس
دیکھ کر میری ناشکیبائی

ہو مبارک تمہین جنون تپش
پھر نئی رت نئی بہار آئی

تجلی تخلص میر محمد حسین المشتہر بحاجی ولد میر محمد حسن کلیم خواہر زادہ میر تقی میر در باغ بیگم واقع چاندنی چوک مسکنت داشت جوان خندہ رو خندان و ظریف و نکتہ دان بودہ مثنوی لیلےٰ و مجنون بزبان ریختہ از خیالات او بنظر رسیدہ پذیرائے دل لشدا او راست

مری وفا پہ تجھے روز شک تھا اے ظالم
یہ سر یہ تیغ ہے لے اب تو اعتبار آیا

آنکھین خدا نے دیکھنے کو دی ہین میری جان
دیکھا تری طرف جو کسی نے تو کیا ہوا

یہ شوق دیکھ پس مرگ بھی تجلی نے
کفن مین کھول دین آنکھین سنا جو یار آیا

عشق مین کرتے ہین بدنام تجلی کو عبث
وہ بچارا کبھی اس کو چین آیا نہ گیا

تر دامن آگیا جو مین روز حساب مین
کہنے لگے ڈبھا دو اسے آفتاب مین

لوگ اس کی تو جفاؤن کی خبر رکھتے نہین
بیوفا مجھ کو ہی کہہ ملنے سے کترانے لگے

حال تیرا ان سے کیا کہتا تجلی مین بھلا
وہ تو تیرے نام ہی کو سنکے شرمانے لگے

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی
ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی

وہ اب تو ہمین بھول گئے ہین یہ تجلی
جب ہم نہین ہونگے بہت یاد کرینگے

تجلی تخلص شاہ تجلی درویشی است از حیدر آباد و از کلام او ست

دامن کا عکس کس کے پڑا ہی کہ آجتک
پہلا رہا ہی سر و لب جو بہار ہاتھ

تجلی تخلص محمد عظیم از شاگردان قلندر بخش جرأت است از کلام او ست ❊ ❊

کتاب قصہ فرہاد و قصۂ مجنون
یہ دو ورق ہین مرے عشق کی کہانی کے

تجمل تخلص شخصے بودہ از ارباب لکھنؤ از نامش آگہی دست نداد و آدمیانہ سیرت بودہ
از علم بہرہ داشت از وست

جس کے مکھڑے کے ہیں یہ دیدۂ تر بیٹھ گیا
اُٹھتے اُٹھتے مرے آخر کو وہ گھر بیٹھ گیا

تجرد تخلص میر عبد اللہ نام حقیقت حالش معلوم نیست این مطلع از وست

اُس رخ مین لطف ہے سو ملک کو خبر نہین
خورشید کیا ہے اُس کی فلک کو خبر نہین

تحیر تخلص مصطفی نام فرزند حیات شاہ رفیع الدین قدس اللہ سرہ العزیز
نبالت حسبش از شہرت محتاج شرح و بیان نیست عم بزرگوارش جناب
مستطاب مولانا عبد العزیز طاب ثراہ بفنون شتی یکتای زمان وحید دوران
بودہ این کس اگرچہ از علم بہرہ ندارد اما بفحوای الولد سر لابیہ صاحب اوصاف
حمیدہ و اخلاق پسندیدہ است مشورہ سخن از انشاء اللہ خان فراق کردہ اور است

فکر اطفال کو ہے سنگ اُٹھا لانے کی
آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

ترقی تخلص مرزا تقی خان بہادر از روساے فیض آباد است و امیر عالی نہاد از وست

ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار
وہ صنم نام خدا کیا اندنون جوبن پہ ہے

اوس نے تو دکھ یہ دکھایا ہے کہ جی جانے ہے
پر مزا ہمین نے یہ پایا ہے کہ جی جانے ہے

تسلی تخلص ٹیکا رام خلف گوپال راے بخشی وزیر الممالک اصلش از اٹاوہ و ولادتش
در لکھنؤ رو دادہ بروش پسندیدہ و خلق گزیدہ زندگانی میکرد و در فارسی فخر تلمذ فاخر
تمکین دارد و در ریختہ مصحفی را از اساتذہ می شمارد از وست

آنکھین سحر تلک مری در سے لگی رہین
کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

گو دل مین خفا ہے تو پر اس بات کو نادان
کہہ بیٹھیو مت عاشق دلگیر کے منہ پر

اب بھی اس نیم جان مین کچھ ہے
فائدہ امتحان مین کچھ ہے

تسکین تخلص سعادت علی نام یکے از تلامذہ میر قمر الدین منت است از وست

کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم مین یار مین
خط بھی لکھا جو ہمکو تو خط غبار مین

تسکین تخلص میر حسین سلسلہ نسبش بمیر حیدر خان قاتل وزیر فرخ سیر میرسد

صاحب فکر بلند و اسلوب گفتارش دلپسند از حضرت مومن خان بدرستی اشعار پرداختہ از احباب رقم است این اشعار زبدۂ افکار اوست

دیکھو خانہ خرابی غیر وان قابض ہوا
جسکے گھر کو ہم یہ سمجھے تھے کہ اپنا ہو چکا

ہم کو ہر دام مین لازم ہی پھنسانا دلکا
سیکھے ہین تیری لگاوٹ سے لگانا دلکا

بے بال و پری کھوتی ہی توقیر اسیری
صیاد کبھی لیکے یہان دام نہ آیا

ہر صبح وہ ڈھونڈھے ہی کوئی تازہ خریدار
صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا

چپ سے لگے مجھکو تو جو چاہی پھر وہان ہوگا
راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا

اُس در سے نجاؤنگا کبھی لاکھ کہو تم
دشمن ہی سہی تابع فرمان تمھارا

یان آنے سے کس واسطے جلتا ہی ہمارے
عاشق تو نہین ہی کہین دربان تمھارا

تم کو بھی تو غیرون سے یہ اخلاص نہین ہی
جو ربط کہ اس دست و گریبان مین دیکھا

گیا مجنون نکل صحرا کو یہ دیوانگی دیکھو
فضائے کوچہ لیلی کو اس نے تنگ ٹھہرایا

وحشت اب لاش کو لے بھاگے گی
تنگی گور سے گھبرا یاد آیا

بھول جائینگے وہ اغیار کو ہین
مر گئے پر بھی اگر یاد آیا

کوچہ یار مین ہین نے تسکین
پاؤن رکھتا تھا کہ سر یاد آیا

خوبصورت نہو کوئی تو نہ ہو بدنامی
سچ تو یہ ہی کہ برا ہوتا ہی اچھا ہونا

غیرون کو اشارا ہی مرے قتل پہ ناحق
جنبش ابرو ہی تو سر کا ہیکو ہوگا

سہل سمجھے ہو اُس کا آجانا
تم نے تسکین دل کو کیا جانا

اُس گلی مین اژدہام اغیار کا یاد آگیا
دل مین جوش حسرت و یاس تمنا دیکھکر

گر مرے چھوٹے دل کی تپش سے تو عزیزو
تا حشر نہ نکلین گے کبھی گور سے باہر

اس کوی مین مجھکو جانے سے کرتا ہی منع ہای
ناصح کو کوئی جا کے کرے پاسبان غیر

اے چشم سرمہ گین تری گردش نے کیا کیا
راحت پذیر تھے ستم آسمان سے ہم

روئے ہی مجھکو ڈبو کر چشم تر کو کیا کہون
وہ ہی آتا تھا پسند اپنی نظر کو کیا کہون

دیکھون تو لے ہی جان ملک الموت کسطرح
تم وقت مرگ پاس سے اوٹھنا ذرا نہین

زلف پر پیچ کو کھولا ہی یہ کس نے یارب
کہ مرے پاؤن کی زنجیر کیے دیتے ہین

ایسی ہی غیر کی خاطر کہ مرے حال پہ ہین
دل مین روتے ہین پہ ظاہر مین ہنسی دیتے ہین

یہ تو سچ ہی کہ جو تم چاہو گے کر گذرو گے
پر یہ ممکن نہین ہم پر کبھی بیداد نہو

مجھ بیکس کے قتل پہ گر ہی خوشی غیر
ظالم تو میرے واسطے اندوہگین نہو

کر سکے دفن نہ اُس کو مین جو احباب مجھے
خاک مین دل کی کدورت نے دیا داب مجھے

قاصد آیا ہی وہان سے تو ذرا تھم تو سہی
بات تو کرنے دے اُس سے دل بیتاب مجھے

ہجر مین پاس نہ ہی زہر نہ خنجر افسوس
نہ دیے موت کے بھی چرخ نے اسباب مجھے

نام تمکین و یہ مضمون تپش نازیبا
تھا تخلص جو سزاوار تو بیتاب مجھے

کس کو جی جانے سے ناصح تو ڈرا جاتا ہی
یہی جاتا ہی محبت مین تو کیا جاتا ہی

دل کے جاتے ہی چلی جان یہ جلدی کہ نپوچھ
صبر بھی چند قدم پیچھے رہا جاتا ہی

عشق اور حسن مین ہی ربط ستم مجھ پہ ہی
جون جون مین اُسکو چھپاتا ہون وہ نمایان ہوتا ہی

وہ مسیحا لب اگر آئے تو جی اوٹھون ابھی
ہاتھ اوٹھا یا چارہ سازو تم نے کیون تدبیر سے

دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار
حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے

چین سے بیٹھے رہے محفل مین تسکین رات بھر
اُس نے پہچانا نہ ہمکو رنگ کی تغییر سے

اب یہ حالت ہی کہ آن سا بیدرد
میرے بخشنے کی دعا مانگے ہی

کیون پڑا ہون پہ جنگ سگان سر کو ہی
وارث ہین یہ کیا عاشق مسکین کے تمہارے

تصور تخلص سید حیدر حسن خان ساکن قصبہ ٹیکوڑا از اولاد امام زید شہید رحمہ اللہ علیہ شاگرد جرأت است او راست

رونا کوئی موقوف کرے ہین مری آنکھین
جب تک نہ تسلی کو دل آئے جگر آئے

تصور گر جو شی یار کی مجھکو رولائے گی
بہت گریہ کا ہونا مینھ برسنے کی علامت ہی

لے گئے یون تیرے کوچے سے تصور کو لوگ
جون اوٹھا دین کسی بدمست کو میخانے سے

تعشق تخلص میر سید محمد نسبت تلمذ و خویشی با حکیم میر عزت اللہ خان عشق دارد کتب درسی خوانده است بالفعل مدرس مدرسہ انگریزی واقع شاہجہان آباد است

فقیر او را بتقاریب دیده است گمانم آنکه درین ایام سری بدین فن نداشته باشد او راست

سامنے دیکھو آتا ہے تعشق وہ کون — یار ہے کہہ اٹھو ہوا خوش دل محزون تیرا

تمکین تخلص صلاح الدین آزادانہ زندگانی میکرد و از آمیزش جہانیان کراہتے داشت او راست

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا — مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

تمنا تخلص محمد اسحاق خان گویند بسیار عاشق پیشہ بود نگاہش پیوستہ الف ابرو دلبر مشق خیالش مدام خط سبز نگار مشکین مو بود سہا در پردہ عاشقے مے باخت و صحبت نازنینان سنگدل بسر میساخت اتفاقا نوبتے طبعش از منہج قدیم و صراط مستقیم اعتدال بگردید اطبا منعش از دفاع کردند او در انحال شعری گفت کہ بسیار ملایم است و ہو ہذا

اپنی تو یہ صورت ہے کہ جوں بلبل تصویر — پرواز کی طاقت نہیں اور پاس چمن ہے
جسکے غم میں ہم کبھی آرام سے واقف نہیں — کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہیں

تنہا تخلص محمد عیسی نژادش از شاہجہان آباد دہلی و نشو و نما در لکھنؤ یافتہ کسب سخن از غلام ہمدانی مصحفی کردہ از کلام اوست

تھم کے ہو جو تڑپتے نہیں بسمل تیرے — آب خنجر سے یہ رہ رہ کے مزا لیتے ہیں
اندنوں چاک ہے پیراہن گل اے تنہا — ہم کوئی اپنے گریباں کو سلا سکتے ہیں
غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری — میں ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری
حشر میں کس لیے ہم آہ کھٹکتے پھرتے — اپنا منہ ہم سے یہاں گر نہ چھپاتا کوئی
میں جو روٹھا تو منا کر مجھے وہ یوں بولا — کہیے کیا کرتے جو تم کو نہ مناتا کوئی

حرف الثاء المثلثہ

ثابت تخلص مرزا معز الدین کہین برادر مرزا احسن بخت بہادر از حافظ عبد الرحمن احسان بہ تہذیب سخن پرداختہ از ایشان است

سحر ہونیکے دھڑکے سے ہمارا ہے بدن ٹھنڈا — کہ تیرا ہار موتی کا ہوا ہے سیم تن ٹھنڈا

مین کسی چشم مفتن کا ہون مائل ثابت
کیونکہ مجھکو ہم مرا ابلق ایام سے ہو
اس قدر او بیمروت مجھ سے استغنا تجھے
جان دینی تھی مجھے پر دل نہ دینا تھا تجھے

ثابت تخلص اجابتخان یکی از تلامذۂ مرزا بچہ فدوی تخلص عظیم آبادی است از وست

وقت مرنے کے مرے پاس وہ موجود ہوا
اپنے ہی جی کا زیان اپنے تئین سود ہوا

ثاقب تخلص شاہ شمس الدین از پاستانیانست لے نیازانہ زیستی شاگرد شاہ مبارک آبرو ست از وست

مرے ادب نے رکھا مجھکو یان تلک محروم
کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو نہ اڑا

ثبات تخلص سید درویش علی نظر بنا مش باین تخلص گردیدن لطفی دارد مرد شوریدہ سر بود شعرے از وشبت فتاد

قابل نہ تھے جفا کے اوٹھانے کے ہم ذرا
ثروت بناہ ہی بہ اوس آفت پناہ کی

ثنا تخلص میر شمس الدین عظیم آبادی اصلش از کشمیر ست شاگرد شاہ مشتاق طلب نوشتہ انداز وست

چمن ہی خندۂ گل ہی می و مینا ہی اور تو ہی
فغان ہی نالہ ہی فریاد ہی زاری ہی اور مین ہون

حرف الجیم

جام تخلص کنور سین از مردم بڈھولے است شرف الدین مسرور فرزند غلام محی الدین اورا از تلامذۂ خود نوشتہ اوراست

چڑھی ہی باد کے گھوڑے پہ گو موج ہوا لیکن
نہ دعوی کرسکے گلگون سے تیری ہم عنانی کا

جان تخلص جان علی از مردم جہان آباد است با نواب بیرم خان مغفور واسطۂ قرابت دارد و نسبت تلمذ با میر تقی میر آزادانہ بسر میبرد از وست

ذکر اوس زلف کی درازی کا
صبح سے تا بشام ہوتا ہے

جانی تخلص بیگم جان نام المشتہر بہو بیگم بنت نواب قمر الدین خان مرحوم ست کہ نسبت زوجیت با نواب آصف الدولہ بہادر واغنت آوردہ اند و حالتیکہ بیگم

سابق الذکر از کثرت علل و امراض دلریش و خستہ خاطر بود ہمدم نام خواجہ سرا بپرسش آمد وے بدیہہ این مطلع برخواند فرد

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتوان کی — ہر رگ مین نیش غم ہی کہیئے کہان کہان کی
دل جس سے لگا یاد ہ ہوا دشمن جانی — کچھ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہین ہی

جذب تخلص میر عزت اللہ خان المعروف بمیر بھکارے از اعزہ بریلی است شخص مودب و حلیم صاحب فطرت سلیم از علوم رسمیہ آگاہ و دستش در ہر فن دراز و عمرش کوتاہ اکثر بلاد را بگام سیاحت پیمودہ دقریب بخارا ہوس سفر آخرت نمودہ او راست

وان صفائی و خودنمائی ہی — یان مری جان کی صفائی ہی
جو کہ حلقہ بگوش تمہ کے ہین — ناک مین ان کی جان آتی ہے

جراح تخلص غلام ناصر اصلش از کشمیر و وے درین معمورہ از عدم بوجود آمدہ نظر بہ پیشہ این تخلص پذیرفتہ بود والحق درین فن دستگاہے نیکو داشتہ گاہ گاہے بہ پیشم آمدی مرد خوشی بود سالے چند است کہ این جہان گذران را پدرود نمود اللہم اغفر این بیتش جہت ثبت نامش درین مجالہ بناچارہ حوالہ قلم شد

جراح ٹانکے دینے مین مت کر درنگ تو — اس واسطے کہ زخم مرے یار گرم ہی

جرات تخلص قلندر بخش نام سلسلہ نسبش برایان محمد شاہی کہ بدست جلادان نادرے گرفتار آمد و مردانہ جان داد میرسد بعمل موسیقی لاف نکتہ دانی میزد و میرسید بشش ستار نیکو نواختے و لختے از احکام سیر انجم نیز شناختے نیک و بد زمانہ کمتر دیدہ چشم از نظارہ بربست روی نیکوان بچشم نتوانستے دید بصحبت مہ لقایان و نغمہ سرایان سرے داشت روزگارے از خوان نوال مرزا سلیمان شکوہ بہادر کامیاب و بہرہ مند بود وانجا با انشا و مصحفی مطارحہ کردے و بیک ردیف و قوافی سخن گفتی امروز مرد نش را زیادہ از بست سال گذشتہ

سخن بمضامینے کہ میان عاشق و معشوق می گذرد می کرد طبعے رسا داشت وحسرت از
شاگردیش نازہا دیوان ضخیمی مشحون بانواع سخن ترتیب دادہ چون از اصول و قوانین
این فن بہرہ نداشت نغمہا ے خارج از آہنگ می سرودہ و آوازہ اش کہ چون طبل دو ترا
رفتہ از انست کہ پذیرائی خاطر و گوارائی طبع او باش و الواط حریف میزدہ و معہذا
بعض ابیاتش بغایت خوش ادا و دلربا آمدہ باجملہ ہر انچہ از دیوانش بطریقہ اہل فن
بود انتخاب و درین اوراق ثبت افتاد

محمد ہی نبی ممدوح ذات کبریائی کا
رتبہ گل بازی کا دلا کاشش تو پاتا
سنیو شوخی کہ یہ کہتا ہے وہ قاصد سے مرے
جرأت انبوہ ہے درکار اگر بعد فنا
ناتوانی سے بنایا جب مجھے صیاد نے
لگاؤن چھاتی سے جرأت نکیونکہ اسکو کہ یہ
در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکل کر آنا
نکلے پھرے ترا جسے دیکھے تو پھر نظر
جھپکے اجل سے کیونکہ مری آنکھ وقت نزع
نہ آنے کی جب مین سنانے لگا
کون دیکھے گا بھلا اس مین ہے رسوائی کیا
تماشے کو نکل آتا ہے وہ رشک پری گھر سے
روٹھے سو بار کیے ہم نے سفر بھی اکثر
کاش یوسف کی مین اوس کو نہ کھاتا تصویر
سے ٹلے مین عزم سفر مری گیا
بتاہی وہ مرکا خدا جانے کہ کیا لائے پیام
فکر کچھ میرے قتل کا کیجیے

کہے بندہ گر اسکی مدح دعوی ہے خدائی کا
ہاتھوں سے جو گرتا تو وہ آنکھوں سے اٹھاتا
نامے پر ابھی وان جانے مین تاخیر لگا
دیکھو اس کی مرے تابوت پہ تصویر لگا
بول اٹھا ہے قفس کسطرح در کھل گیا
وہ ہاتھ ہے کسی کے گلے کا ہار رہا
یاد ہ رالوں کو سدا بھیس بدلکر آنا
کافر اثر ہے پہ تری کافر نگاہ کا
بسمل ہوا ہون مین کسی بانکی نگاہ کا
وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا
خواب مین آنے کی بھی تم نے قسم کھائی کیا
مزا دکھلا رہا ہے اندنون دیوانہ پن اپنے
پہ گلے ہم سے کبھی آکے نہ دلدار کیے
اب ہوا اور بھی دعوے اسے یکتائی کے
تم تو گھر سے گئے یہان گھر ہی آتا کوئی
جاکے وان سے جب نہ آیا نامہ بر کی
تو منھ ڈھانک کر آئے
نہین پھر آ
رہتے لب و دندان ہمارے

ناصحو آپ مین جرأت نہ رہا
بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمھاری ت
جرأت مین پوچھتا ہون کہ یہ اضطراب دل
دور سے کل ہم نے اُسکے آستان کو دیکھکر
ہردم کی اُٹھا کون سکے رنجش بیجا
حیران ہون مین وہ کون ہی جو عین وصل مین
وان ہی یہ بدگمانی جائے حجاب کیونکر
دور سے دیکھ نہین سکتے ہین جرأت اور ہای
عید قربان کو بھی وے گھر سے ہمین یار نکال
روز کہتے ہین وہ آئے تو کہین عمر جرأت
نہ دیکھا جو نصیبون مین ہی تو وصل مین بھی
اپنے پہلو سے وہ جب اُٹھکے چلا ای جرأت
حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے
کل واقف کار اپنے سے کہتا تھا وہ یہ بات
کیا جانیے کم بخت نے کیا ہم پہ کیا سحر
ضبط وحشت ہی مجھے ای دل دیوانہ ضرور
گو وہ نہ بوسہ دیوے لیکن اِس آرزو مین
لا و تپش سے اسکے اب اعضا تمام جلتے ہین
نیز شناسیکہ مرتے ہین اک سبز رنگ پر جرأت
نتوانست بدم دیکھ ہم کو روتا ہی
مرزا سلیمان نان سے جاتے ہین پہ جا سکتے نہین
دبیک ردیف و توہی جرأت نہ پلیے یار سے
سے دھڑکا لگا ہوا سے

اب سمجھ کر اُوسے سمجھائیے گا
بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات
جائے نہ وصل مین بھی تو پھر اسکا کیا علاج
رو دیا کن حسرتون سے آسمان کو دیکھکر
اِس واسطے پھر پھر کے یہ غصہ ہی ہین پیر
کہتے ہو تم کہ جیسے آسی کو تو پیار کر
دو دن کے واسطے ہو کوئی خراب کیونکر
جی یہ چاہے ہی کہ دن رات رہین یار کے پاس
جی مین آتا ہی گلا کاٹیے تلوار نکال
جب وہ آتا ہی تو اُس وقت نہین ہوتے ہم
اُٹھا کے آنکھ نہین دیکھتے حجاب سے ہم
اُس کا منھ دیکھ کے بس رہ گئی مجبور سے ہم
ہو آج تو جرأت پہ بھی تصویر کا عالم
جرأت کے جو گھر رات کو مہمان گئے ہم
جو بات نہ تھی ماننے کی مان گئے ہم
آشنا آنا بھی نہ وہ چھوڑ دی جھنجلا کے کہین
کس کس مزے کی باتین اپنی زبان پہ ہین
جو ہم سے دل کوئی بدلے تو ہم بدلتے ہین
یہ شعر کہتے نہین زہر ہم اُگلتے ہین
مار ڈالے ہی ہمنشین تو ہمین
گو اُٹھاتے ہین قدم پر دل اُٹھا سکتے نہین
پر سمجھ کر دل مین کچھ سوگند کھا سکتے نہین
اُٹھ کے ہونے نہ لگے یہ حسرے قربان کہین

قدم مین ناتوان جب اسکے کوچے سے اُٹھاتا ہون
برنگ مہر ہی گردش ہی ہم کو سارے دن
وصل مین جسکے نہ تھا چین سو جرأت فہوس
کام رونے سے ہی یان اُس کو خبر ہو کہ نہو
کھل گیا اپنا جو نوشتہ تھا
عیاری تو دیکھو نہ ملانے کے لیئے آنکھ
کچھ لگاوٹ کا سبب اور نہین پر جرأت
جتاؤن دردِ محبت تو کس ادا سے کہے
ناواقف جس سے طبع ہو یارب جیب کی
روداد اُس سے کہیئے تو منہ پھیر سکرا
جرأت اب بندھی تنخواہ تو کہتے ہین ہم
اجل گر اپنی خیال جمال یار مین آئے
وعدہ پر آیا نہ وہ اور مین رہا جیتا اب آہ
جواب نامہ کی کیا پوچھتے ہو وہان سے پھر اگر
دم آخر نہ پوچھو وضع اُس ظلن کے آنے کی
دل وحشی کو خواہش ہی تمہارے در پہ آنیکی
غم سے گھٹنا یہ مرا سب مین پڑا ہی آسے
گھر کو جاتا ہی ترے کوچے سے جرأت تو یون
لیکے دل کہتے ہو ملنے مین ہو رسوائی واہ
وہ نہ آئے تو یہ ہو جائے غلط
کھڑا تھا بام پہ وہ اور نظر مین نے جو اُسپر کی
اُس پردہ نشین سے کوئی کس شکل بر آئے
گذرے ہی جب اسکے لب و دندان کا تصور

تو شکل نقش پا ہر ہر قدم پہ بیٹھ جاتا ہون
جو تم پھر آؤ تو پیارے پھرین بہار ہی دن
وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجھکو
گریہ جون ابر ہی خلقت مین اثر ہو کہ نہو
دور سے شکل نامہ بر کو دیکھ
دیوانہ کیا ہی ہمین مشہور کبھی سننے
یہ وہ چاہے ہی کہ اس کو بھی لگا رکھے
کرو نہ مجھ سے یہ باتین دوانہ پن کی سی
ہو جائے کاش شکل مری اُس رقیب کی
کیا چھپکے سے کہے ہی وہ شامت نصیب کی
کہ خدا دیوے نہ جب تک تو سلیمان کب دے
تو پھر بچائے فرشتہ پری مزار مین آئے
اُس سے شرماتا ہون مین اور مجھسے وہ شرماتا ہی
بمنت مصلحت دیتا ہی قاصد باز آنے کی
کہا کر نقش پر کہنے لگا خوبی نہانے کی
دوانہ ہی ولیکن بات کہتا ہی ٹھکانے کی
جو مجھے دیکھے ہی سو دیکھنے جاتا ہے اُسے
جانے ہی جیسے کہ رستا نہین آتا ہی اُسے
آپ ہشیار بنے مجھکو دوانہ کرکے
کہ بن آئے نہین مرتا کوئی
نظر آنے لگی گویا مجھے پتلی سکندر کی
جو خواب مین کبھی آئے تو منہ ڈھانک کر آئے
مجھے نہین رہتے لب و دندان ہمارے

ناصح مین اور ہم مین کبھی ہی طرفہ صحبت آہ
ہم کچھ نہین سمجھتے وہ سمجھائے جاسے ہی

قاتل نہ مجھ سے موڑیو منہہ وقت قتل تو
ٹک شرم کیجیو مرے گرون جھکانے کی

یہ تو مین کیونکر کہون کچھ نہین بھاتا مجھکو
کچھ تو بھایا ہی کہ اب کچھ نہین بھاتا ہی مجھے

زخم تازہ کی طرح چرخ کہن اے جرأت
ٹک ہنساتا ہی تو پھر خوب رلاتا ہی مجھے

یاد آگئی بدی ہم نے بہت کئی بوسے
ہارے کبھی تو کیا ہار مزے دار نکالی

چھوڑا اپنے گرفتارون کو صیاد سمجھ کر
جاتی نہ رہے جان رہائی مین کسی کی

کیا صلح کو جی چاہنے لگتا ہی وہین بس
لڑجاتی ہی جب آنکھ لڑائی مین کسی کی

یاد جب آتا ہی یہ کہنا تو اڑجاتی ہی نیند
اپنی ہٹ تو رکھ چکے بس اتنی ہٹ کر سوئیے

پوچھا یہان تلک کہ ہوا تنگ نامہ بر
لذت ملی جو یار کے پیغام سے مجھے

جی خاک مین ملایا تمھارے ملاپ نے
اچھا غرض سلوک کیا ہم سے آپ نے

آج بھی اس کے جو آنے کی نہ ٹھہری تو بس
ہم وہ کر بیٹھین گے جو جی مین ہین ٹھہرائے ہوئے

جعفری تخلص میر باقر علی پوسر میر قمر الدین منت کو چک برادر میر نظام الدین ممنون است و تربیت از ایشان یافتہ در گذشتہ سال ہنگام بازگشت از سفر حجاز در گذشت او راست

آرام وعدہ کی شب ایک دم کبھو نہ آیا
آیا نہ چین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا

تیغ یون دل پہ خیال نگہ یار نہ کھینچ
تا خدا ترس تو کعبے مین تو تلوار نہ کھینچ

جلال تخلص شخصی در فیض آباد بودہ جز این حالش مفروع سمع نگشت او راست -

تنگ احوال ہی اب تو تری شیدائی کا
آنکھ ٹک دیکھ تماشا تو تماشائی کا

قتل کرتے تھے دو عالم کو بیک چشم زدن
چشم بد دور وہ اب باندھنے ہتھیار لگے

کیا ہوا مین نے جو ٹک جانب ابرو دیکھا
اتنی سی بات پہ تم کھینچنے تلوار لگے

جنون تخلص مرزا نجف علی خان خلف مرزا محمد علی خان دیوانہ تخلص است کہ پدر و پسر ہر دو از بنارس اند مرزا محمد علی خان بپرسش راہنگامیکہ وارد دہلی بود و بسر رشتہ داری بورڈ مامور با من ملاقات ہا رو دادہ غالبا قد تحصیلداری و

و سررشته داری وغیره که مناصب جلیله سرکار انگریزیست بیشتر بادی مانده ودرین هنگام ندانم که کجاست از کلام اوست

اپنے چہرہ سے ست لفتاب اُلٹ — دیکھ جاوے گا آفتاب اُلٹ
دل کو شاید کوئی ستاتا ہے — قاصد رشک تیز آتا ہے

جنون تخلص فخر الاسلام نام از خانوادهٔ پیر ترک است و در زمرهٔ مشایخ دلی معدود از تلامذه ممنون است اوراست

اوٹھی جو شرم تو دونون ہی دل ملے نکلے — بجز حجاب یہان کچھ نہ فاصلے نکلے

جنون تخلص شاه غلام مرتضے از برگزیدگان الہ آباد است بورع و تقوے مشہور و موصوف و در اعداد عرفا معدود و معروف تخلص رغبتش با شعر است از فکرت اوست

ترچھی چشم مست سے ساقیا یہ سیاه مست جنون تھا — کرم وہ آتشه طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

جوہر تخلص مرزا احمد علی تخلصی از طایفهٔ قزلباش است این مطلع از فکر نگاشته شد

آتش ہو وہ چمن ہو یا برق آشیان ہو — اے مرغ نالہ کچھ ہو اک شب تو پر فشان ہو

جوشش تخلص محمد عابد اصحاب تذکره او را از ابنای جسونت نگر عظیم آبادی نوشته انداز وست

جون آئینہ یہ ستم رسیدہ — رہتا ہے مدام آب دیدہ
تمہارے در پہ جو دربان نے آستین پکڑی — بہ رنگ نقش قدم ہمنے بھی زمین پکڑی

جوشش تخلص شیخ محمد روشن از تازه خیالان عظیم آباد است شعرش صاف و بیغش فکرش دلپذیر و دلکش شیوهٔ گزیده اش گزیده طرز پسندیده اش پسندیده و بفن عروض بسیار مهارت دلخواه داشت از خیالات اوست

وہ زمانہ کیا ہوا جو مری گریہ میں اثر تھا — یہی چشم خونفشان تھی یہی دل یہی جگر تھا
گر یون ہی یہ دل در پے آزار رہیگا — ایک روز نہ ایک روز مجھے مار رہیگا
جیسا کہ دل پہ زخم ہی آسکے خدنگ کا — گلشن مین ایک گل نہین ہی اب رنگ کا
اُس کا خدنگ داغ جگر سے گذر گیا — ایک تیر تھا کہ صاف سپر سے گذر گیا

دیکھکر ایک ستم تیری جفا کاری کا
اُس کی آنکھون کو دیکھین ای جوشش
چشم بتان میکدہ و ہر مین جوشش
اُسکی رنجش کا مجھے خوف عبث ہی جوشش
یار کو قاصد مرے جا کے اگر دیکھینا
کل جو اُسے دیکھکر ہو گئے ہم بیخبر
قیس پھرتا جو رہا دشت مین دیوانہ تھا
مدعی بھون ہون جن جن کو مین اب تیرے لیے
مزا دکھاؤن مجھے تیری بے وفائی کا
حیران ہون کس طرح ہی وہ انسان مین جلوہ گر
ہماری آہ کے صدمے نہین اٹھانے کا
نہ پھولتے ہین شگوفے نہ غنچے کھلتے ہین
بشکل شیشہ آتی ہی نظر جام کی صورت
چھپاتے ہین سبھی صیاد دام اور پیر الوخط
ہمین تو رونے نے آخر یہ رنگ دکھلایا
رو مٹھے کے لیے ہون آ تسمہ بندہ
ہمارے حال پر اُس کو نظر نہین ہرگز
دیکھئے ہم ہین اور ان آنکھون مین کیا ہوتی ہی
وہ دو کی طرح مین دلسوختہ جاتا ہون جدہر
عمر عزیز گذری ہی رنج و ملال مین
لیے در کس کا ہو کہون نہ خون مطلب
کب تک ہین جور کا تیرے ہی شکوہ یار آپین
آج ہی عزم شکار اُس کا یہ معلوم نہین

کوہ کن ہو تو نہ دم مارے وفاداری کا
منہ تو دیکھون شراب خوارون کا
ہم نے تو کسی مست کو ہشیار نہ پایا
ہو چکا ہی وہ اسی طرح سے سو بار فنا
میری طرف سے کبھی تو ایک نظر دیکھنا
سنکے وہ کہنے لگا پھر کبھی ادھر دیکھنا
اُسکو لیلی ہی کی دروازے پہ مرجانا تھا
دوست اپنے ہی تھے سب کیا کوئی بیگانا تھا
اگر نہو وے مجھے پاس آشنائی کا
جلوہ سے اسکے طور تو جل خاک ہو گیا
یہ چرخ بام کہن ہی کسی زمانے کا
چمن مین شور پڑا اس کے مسکرانے کا
رہی زیر فلک پھر کون سی آرام کی صورت
دلون کو صید کرتا ہی دکھا کر دام گیسو
سفید ہو گئین آنکھین ہوا گریبان سرخ
ماتم کدہ جہان مین جون ابر ہو
کسی کے دل کی کسی کو خبر نہین ہرگز
لہو کے پیاسے ہین وہ تشنہ دیدار ہین ہم
اپنے احوال پہ عالم کو نہ لاتا ہون
عاشق کہان ہوئے کہ پڑے اک زوال مین
رہتے ہین مست شام و سحر اپنے حال مین
جہان مل بیٹھے ہین آشنا دو چار آپس مین
خون سے مر گئے یا صید حرم جیتے ہین

بیکسی سے یہی گلا ہی مجھے | تھام لیتی ہی دست قاتل کو
راغب نہ ہو طبیعت گر جو ر و بد ہو | اپنی یہ آرزو ہی دیتا ہو اور تو ہو
توانائی تو کر بیٹھی جدا آغوش سے مجھکو | گرانیست و بچوا سے ناتوانی دوش سے مجھکو
دم بدم بزم مین کاہیدہ ہوئی جاتی ہی | لگ گئی شمع کو شاید نظر پروانہ
جی مین جس وقت کہ مضمون کمر آتا ہی | بسکہ نازک ہی مجھے باندھتے ڈر آتا ہی
شبنم کی طرح سامنے اس آفتاب کے | ہولنے کو تو ہوے تھے ولیکن نہو سکے

جوش تخلص رحیم اللہ از سوقیان دہلی بودہ بتقلید بینوایان اشعار در بحیات میخواند نسبت تلمذ او بمصحفی نجود کردہ او راست

مین نے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گذرا | بولا کہ ارے تیرا روتے ہی جنم گذرا
دریا مری آنکھون سے ایک جاری لہو کا ہی | بیدرد تو کیا جانے کیا حال کسو کا ہی

جوان تخلص مرزا نعیم بیگ جہان آبادی از منتسبان مرشد زادۂ والا تبار مرزا سلیمان شکوہ بہادر ہست مدتے شد کہ ازین دار فانی رخت حیات بعالم جاودانی بربست از وست

پہلو مین دل اپنے کو کبھی غمخوار نہ پایا | یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا
از بسکہ ہی استقدر گرمی خورشید قیامت | کوچے مین ترے سایۂ دیوار نہ پایا
ظلم و ستم و جور سبھی ہمنے اٹھائے | جب اور کوئی تجھ سا طرحدار نہ پایا
دیوار و در کی چھاتی سوراخ ہو گئی ہی | کیا روزنون سے اسنے آنکھین لڑائیاں ہین
کسی کو اپنی سفارش کیواسطے اس پاس | جو لیکے جاؤن تو اس کا وہ آشنا نکلے
جتنا ہین پھرتا ہی کوئی اس کی گلی سے | مجھ تک مرے دلدار کی کیونکر خبر آوے

جوان تخلص میر بہادر علی از مردم این دیار است بہ تیر اندازی مشہور عہد خود بودہ از وست

کنج قفس مین دیکھ کے بے بال و پر مجھے | ای ہم صفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے

جولان تخلص میر حسین علی خان از سکنائے دکن است این بیت از وست

اب ایسے جام مین ساقی شراب رکھوائی بھر | کہ جسکو دیکھکر زاہد کے منہ مین آئے پانی بھر

جهانگیر تخلص جهانگیر بیگ نام اصلش از دهلی زمانه ها به لکهنو بسر برده شورش در سر داشت بتهازده و زخم ها برداشته آخر عمر بوطن مالوف رسیده بمالیخولیا مبتلا شد روز وعظ مولانا عبد العزیز میر شاه علی را که درویش تخلص داشت زخمی زده بزندان بردند در حبس شهید خنجر اجل شد اوراست

وہ کافر مرا درد کیا جانتا ہی	جو گذرے ہی مجھپر خدا جانتا ہی

جهاندار تخلص مرشد زاده جهان میرزا جهاندار شاه عرف میرزا جوان بخت بهادر ولیعهد حضرت شاه عالم بادشاه بفهم و فراست و عقل و کیاست ممتاز اقران و امثال خود بوده ازینجا بلکهنو و از آنجا به بنارس رفت و در سال هزار و دوصد و یک هجری آنجا بملا اعلی پیوست نقل و سکونتش را داستان دراز است که این عجاله بآن نمی سازد او راست

مرکس کے انتظار میں یہ بے اجل گیا	آنکھیں جو یوں کھلی رہیں اور دم نکل گیا
ٹھان لیتے ہیں وہ پہلے ہی سر اپنا دینا	تیرے کوچے میں جو اہی شوخ قدم رکھتے ہیں
آخر کل اپنی صرف در میکدہ ہوئی	پہونچے وہاں ہی خاک جہاں کا خمیر ہو
کونسی بات تری ہم سے اُٹھائی نہ گئی	پر جفا جو تری ناحق کی لڑائی نہ گئی

جوهن تخلص جوهن ناتهه نام از مردم دهلی است تازه فکر و کهن مشق [illegible]

دل جوں سپند عشق کی آتش سے جل گیا	ایک آه کھینچتے ہی مرا دم نکل گیا

جهنا بیگم حالش چون حالش در پرده اختفا مانده بما اتقضای کمال تستر دست نرسید

یہ کس کی آتش غم نے جگر جلایا ہی	کہ تا فلک مرے شعلے نے سر اٹھایا ہی

حرف الحاء المهمله

حاتم تخلص شیخ ظهور الدین نام المعروف بشاه حاتم از تازه خیالان قدیم است در بدو شباب سپاهی پیشه بوده عاقبت تبتل و توکل شیوه کرده در جهان آباد آزادانه میزیست اکثر شعرا بابستگی از بهره ها یافته اند از انجمله میرزا رفیع سودا است

در اول حال فکرش مقصور بر تتبع قدما مانند ولی و غیر آن بود چون طرز متاخرین طراز جیب و دامان شهرت گشت وی نیز دست بدامان ایشان زده بنای دیوان ثانی برین طریقه نهاد و درین معمورهٔ عجبی که بهد و شش عمر طبیعی شده بود دامان هستی از کف سرداد این اشعار از وست

اس قدر کی صرف تسخیر پری رویان مین عمر
رفتہ رفتہ نام سیماب پری خوان ہوگیا

ہجر کی زندگی سے مرگ بھلی
کہ جہان سب کہین وصال ہوا

تواو بیتاب ہمیشہ دشمن ہو بغل مین دل نہین
دور ہو پہلو سے صحبت کے مری قابل نہین

تم تو بیٹھے ہوے یہ آفت ہو
اُٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہے

مفلسی اور دماغ اے حاتم
کیا قیامت کرے جو دولت ہو

کرین ہین قمریان تعریف سرو اوس تری قد کی
جو تو آوے چمن مین تو ہمارا بول بالا ہو

آتا ہے آب نشہ کی طرف جی کبھو کبھو
ساقی نگاہ مست اودھر بھی کبھو کبھو

پیری مین آج یار مرا ہمکنار ہے +
ساقی شتاب آکہ خزان مین بہار ہے

بجز اس دور مین ہین سب حاتم
اندنون کیا شراب سستی ہے

دیکھ جراح تیرے مرہم کو
میرے سینے کا داغ ہنستا ہے

وہ وحشی اسقدر بھڑکا ہے صورت سے مری یارو
کہ اپنے دیکھ سایہ کو مجھے ہمراہ جانے ہے

حافظ تخلص محمد اشرف از دہلویان است در فن موسیقی خود یگانه میدانند شعری ممتاز از ایشان در میان نیست لاجرم این بیت ثبت گشت

ابر مین مہ کی طرح زلف کے پردے مین آہ
تو نے گو منھ کو چھپایا پہ مجھے معلوم ہوا

حالی تخلص میر محب علی از مردم مرشد آباد است او راست

عوض مین بوسے کے دی ہے گالی سوال دیگر جواب دیگر
یہ طرز تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر

حبیب وطنش معلوم شد که مراد آباد است اما مشقش دریافت نگشت که چیست از وست

خانہ ویرانی مری گرچہ کی اس دل نے حبیب
پر خدا حشر تک آباد رکھے خانۂ دل

حجام تخلص عنایت الله نام عرف کلو از مردم سہارنپور است به پیشۀ حجامی

کہ مجازاً موی تراشش را حجام گویند کسب معاش میساخت و لفظ تلمذ مرزا رفیع سودا هم بفلک می افراخت مولانا فخر الدین را علیه الرحمة دست ارادت بدامن زده فکر تلش بدل میسازد و لختے از اشعار او می طرازد

روز رخسار کے لیتا ہون مزے خوبون کے	بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا
جیسا نظر اپنا تو ستمگر نہین آتا	بے وصل ترے سونے میسر نہین آتا
خط آنے سے بھی اپنی رسائی نہین ہے وہان	حجام کس طرح سے لین کیا ہنر کرین
دیکھ عاشق کی تری رسوائیان	عشق کی لوگون نے قسمین کھائیان
اک روز نصیبون سے کہین وان تین ہیچون	پھر سر ہے مرا اور در و دیوار تمہاری
ہی چاہے کہ اگر روز ہیں ان آنکھون سے پوچھون	نکتے نہین کس واسطے بیمار تمہارے
اس کاوش مژگان کا گلہ مجھسے عبث ہے	ای آنکھو یہ بوسے ہوئے ہین خار تمہارے
مثال ناقہ لیلے کی ایک دو گام غلط	خدا کرے کہ ادہر بھی ترا سمند کرے

حزین از حالش این قدر معلوم است که باین تخلص تخلصے بوده در آوان فردوس آرامگاه محمد شاه از وست

ویران ہوا خزان سے چمن یان تلک کہ ہم	چاہین کہ جل مرین تو کہین خار و خس نہین

حسرت تخلص جعفر علی نام خلف ابو الخیر از مردم لکھنو است آبائش عطار پیشه بوده و خود نیز یک چند بدین شغل مشغول بوده و نظر بفطرت اصلی بدین قناعت نکرده در زمره منتسبان مرزا جهاندار شاه مرحوم جا گزید آخر همت بلند ش باین هم نساخته ترک دنیا گفته از پست و بلند عالم و نشیب و فراز روزگار برکران بوده در گوشه عافیت میگذرانید و در فن نظم از تلامذه سرب سنگهه دیوانه است و بپطلاست عبارت و سلاست فکر مشهور زمانه قلندر بخش جرأت از شاگردان اوست اما از استاد قصب السبق ربوده او رست

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہین ہوتا	اگر رو رو کے جی کھو دین تو پیدا دل نہین ہوتا
ہمنشیان چھوڑ چلے ای چمن آرا ہم تو	تو ہی لیجا ہو سر پہ گلستان اٹھا

درس تھا مکتب مین مجھکو آہ کا | یہ سبق تھا پہلے بسم اللہ کا
ہی غبار آلودہ یان تک شک اس غمناک کا | دست مژگان مین سدا رہتا ہی سبحہ خاک کا
دل کو نسے تھے خوش کہ نہین ہم آج خوش | ہم نے تو ایک دن بھی نہ پایا مزاج خوش
حسرت ہزار رنگ سے بولا مین جھوٹ سچ | ق | یعنی کہ نوبت آوے سخن کی ہم تلک
لیکن سمجھ کے بات کو جس نے اڑا دیا | پہونچاتے ورنہ ہاتھ ہم اس کے قدم تلک
ساقی مے دے کہ اہل مجلس | پانی پانی پکارتے ہین
سکے منظور تھا یون تلخ تجھے زندگانی کو | ولے کیا کیجے حسرت بلا سے ناگہانی کو
نازک دلون کے جسم کو مرہم بھی ہو | سرا ہین حیات سے بیٹے نور تو نہ ہو
کس کا ہی جگر جس پہ یہ بیداد کروگے | لو دل تمھین ہم دیتے ہین کیا یاد کروگے
بزم مین بیٹھے تھے کل چھپنے بپردو دور سے | دیکھ کر اس کو لگے لینے بلائین دور سے
مجھ کو تجھ سے خدا جدا نہ کرے | مین ہون تجھ سے جدا خدا نہ کرے
فسانا وصل کا جس سے دل بیتاب کہتا ہی | وہ کہتا ہی کہ افسانہ نہین یہ خواب کہتا ہی
کبھی یا ستم تھا کہ خواب مین مجھے شکل آکے دکھا گئے | کبھی نیند بہ سوتین آئی کبھی سو اس طرح سے جگا گئے

حسرت تخلص دوقی رام نام صلاش از جہان آباد است وے در فرخ آباد بسر می برد از وست

برنگ آبلہ ای واے یہ کیا زندگانی ہی | کہ جس کے پاؤن پڑتا ہون اسکو بھی گرانی ہی

این بیت را بنام جعفر علی حسرت ہم نگاشتہ اند

حسرت تخلص ہیبت قلیخان نام از اہل عظیم آباد است کسب سخن از مرزا مظہر کردہ او راست

شعر
یاد سے ہمسری کرے کون | اسکس کا جگرا ہی یون مرے کون

حسن تخلص سید غلام حسن نام خلف میر غلام حسین ضاحک تخلص است کہ مرزا رفیع سودا ہاجے رکیک براے او نظم کردہ تراوش از ہرات است وے بدہلی از عدم بوجود آمدہ در ریعان جوانی بجانب مشرق رفتہ در فیض آباد از خوان فیض نواب سردار جنگ خلف نواب سالار جنگ بہادر کامیاب بود

از تلامذہ میر ضیاء الدین ضیاست سالم فطرت سلیم فکرت است و در اصناف سخن فی الجملہ قدرتی داشت لاسیما مثنوی نیکو میگفتہ مثنوی سحر البیان کہ مشہور است پدر تغیر است شہرت تمام دارد قطع نظر از پالغزہاے شاعری بہ محاورہ عوام بدنگفتہ بلکہ داد بلاغت دادہ اورست

گر تجھے رتبہ کچھ تری وحدت کے بیان کا
تو چاہیے خامہ بھی آسی ایک زبان کا

اظہار خموشی میں ہی سو طرح کی فریاد
ظاہر کا یہ پردا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

تا اشارے کو سمجھ لے نہ لگے غیر کے وہ
میں نے اس ڈر سے کبھی اس کو اشارا نہ کیا

چھوڑ دے کوئی کسی کے لیے جس طرح سے گھر
ہم نے منت میں تری کون و مکان چھوڑ دیا

بے وجہ تو نہیں ہے چمن اس گلی میں روز
جا جا کے بات کرنی ہر اک سے پکار کر

میں حشر کو کیا روؤں کہ اٹھ جاتے ہی تیرے
یہ پا ہوئی ایک مجھ پہ قیامت تو نہیں اور

دامن صحرا سے اٹھنے کو حسن کا جی نہیں
پاؤں دیوانے نے پھیلائے بیابان دیکھ کر

دروازہ گو کھلا ہے اجابت کا پر حسن
ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کریں

جو کوئی آوے ہے نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے
ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جائیں

اس کی جب بزم سے ہم ہو کے تنگ آتے ہیں
اپنے سائے آپ ہی کرتے ہوئے جنگ آتے ہیں

کہتا ہے تو کہ تجھ سے میں ہی بنا ہتا ہوں
تو ہی کہیں ہو چکا میں یہ ہی چاہتا ہوں

روٹھا کرے وہ کیوں نہ کسی اور سے حسن
یہ سب بگاڑ چاہ کا ہے اور کچھ نہیں

دل کو کھویا ہے کل جہان جا کر
جی میں ہے آج جی بھی کھو آؤں

غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو
کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو

تیرے ہمنام کو جب کوئی پکارے ہے کہیں
جی دھڑک جاتا ہے میرا کہ کہیں تو ہی نہ ہو

دی تھی یہ دعا کس نے مرے دل کو الٰہی
اجڑے ہے یہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہ ہووے

پھر پھر آئینے کو وہ دیکھنے لگتا ہے حسن
ایک دم آپ میں وہ شوخ جو پاتا ہے مجھے

شب وصل صنم ہے آج ای ہمدم کسی ڈھب سے
گریبان سحر کو تا ٹک رکھنا دامن شب سے

پڑی ہے رات داد و ستد کچھ عجب
جو بوسے کو اس شوخ سے جا لڑے

لگاتے ہی لب لب سے بس جی دیا ۔ حسن اور لینے کے دینے پڑے
کہنے کی ہین یہ باتین کس بن نہین گذرتی ۔ پر ایک جان تو ہی جس بن نہین گذرتی
ساتھ دیکھون ہون کسی کے جو کسی دلبر کو ۔ مین بھی جی رکھتا ہون مجھکو بھی ہوس آتی ہے
آجا کہین شتاب کہ مانند نقش پا ۔ تھکتے ہین راہ تیری سر راہ مین پڑے

حسن تخلص خواجہ حسن نام خلف خواجہ ابراہیم از نبائر خواجہ غیاث الدین مودودی است رحمۃ اللہ علیہ نظر بود مانش از طریق تصوف آگاہ و در علم موسیقی سلیقہ اش دلخواہ مرد شوریدہ و دردمند است و شخص فرخندہ وار جہند در فنون نظم از تلامذہ جعفر علی حسرت است و بسبب خواجہ تاشی با قلندر بخش جرأت ربطہ معقول بہم پیوستہ مقبول داشتہ و در لکھنؤ با یکی از نسوان السوق بخشی نام علاقہ خاطر پیدا کردہ نامش بطریق التزام در مقاطع غزلیات می آورد و بعلت دردمندی باعتبار تیر بیست
از نتائج طبع اوست

اشک کے آنکھون سے یکبار بہ چلے آنسو ۔ ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا
وقت نظارہ نہ روکے تھے اے چشم تجھے ۔ شدت گریہ سے خاک نشو نما دیکھا
کیا قتل اور جان بخشی بھی کی ۔ حسن اس نے احسان دوبارا کیا
وہ تو آیا نہ تماشے کو مرے نزع کے بیچ ۔ ہم نے اسوقت مین بھی اس کا تماشا دیکھا
وقت وداع یار دل بیقرار نے ۔ یہ آہ کی کہ عرش سے لے ہلا دیا
دل دلاسون سے کرے ہے بیقراری بیشتر ۔ خانۂ ماتم مین ہو پرسے سے زاری بیشتر
ہمین آرام زیر خاک بھی کیا خاک ہووےگا ۔ لیے پہلو مین یہ ایسا دل پر شور جاتے ہین
بھلا مین دوانہ سہی پر یہ ناصح ۔ مرے ساتھ بکتا ہے جا عاقل کو دیکھو
آہ کس بیوفائی کا تری کیجیے شمار ۔ اور تو سب یکطرف تنہا بھی دکھلانے سے ہے
اس نے کس کس طرح ٹالا ہمکو اپنے در سے یہ ۔ دیکھ تو ہم بھی حسن کس کس بہانے سے ہے

حسن تخلص مولوی ابو الحسن فرزند مولوی الٰہی بخش المتخلص بہ نشاط از عمر ... بودہ بہ بیر تخلص ہم میگذرانیدہ از وست

جواب لائیو قاصد شتاب نامے کا — جواب نامہ نہو وے جواب نامے کا
شفق ہون دست دعا بھی بار نیسے وقت بیج — کیون نہ تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا پڑ گیا
گو تو نے لپٹ کر نہ کیا ہمسکو ذرا گرم — رہتی تھی ترے عشق مین چھاتی پہ سدا گرم

حسن تخلص حسن علی خان جزائیکہ از مردم کشمیر است و دیگر از حالش وقوف نشد اوراست

آنکھون مین مری قطرۂ خوناب نہ ٹھہرا — ہر چند کیا ضبط پہ سیماب نہ ٹھہرا

حسن تخلص مرزا حسن خلف الصدق سیف الدولہ سید رضی خان بہادر این بتفتیش از تذکرہ نواب اعظم الدولہ سرور تخلص نوشتہ شدہ

دل کو دے کے اس بت کافر کو ہے اے حسن — جس قدر ناحق پہ کھینچی ہے ندامت کیا کہون

حسین تخلص سید غلام حسین دہلوی بن سید عبداللہ در بدو حال تخلص بغریز بود دیچند در بھیر ٹھ کی از اتل فرنگ را درس دادہ بگلکتہ ہم گذارش افتادہ اوراست

تھا عرش سے بڑھکر جو دماغ اپنا دہی ہے — یون چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا

حسین تخلص نواب غلام حسین خان از طائفہ افاغنہ و روسای شاہجہان پور ہست نوشتہ اند کہ آداب و اخلاق درست داشت این ابیات از وطلی شد

مین تو تیرے سن تھا زخم جگر کا مصروف — دل بھی پہلو مین تپان تھا مجھے معلوم نہ تھا
آگے ملنے کی کوئی راہ نکل آئے گی — بیقرار ہی تو مجھے اُس کے تو در تک پہونچا
تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی — دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی

حشمت تخلص میر محتشم علی خان خلف میر بابی بدخشانی نژاد است و مولدش شاہ جہان آباد در زبان پارسی خیالاتش رنگین تر از لعل بدخشانی و یاقوت رمانی بودہ دبا میر محمد افضل ثابت و شیخ عبدالرضا بے متین صحبتہا داشتہ و مطارحات نمودہ در سنہ یک ہزار و یک صد و شصت و سہ بعقاجات در گذشت اللّٰہم احفظنا از وست

گور کے سوتے دیوانون کو جگاتی ہے بہار — شور ہے غل ہے قیامت ست آتی ہے بہار

حشمت تخلص میر محمد علی از پیشینیان است از افکار اوست

خط نے ترے حسن سب گنوایا
یہ سبزہ قدم کہاں سے آیا

حضور تخلص لالہ بال مکند کھتری دہلوی تلمیذ خواجہ میر درد فی الجملہ در عربی بہرہ داشتہ از اوست

نہ پاؤن کو جنبش نہ ہاتھون مین طاقت
جو اٹھ کھینچون مین دامن اس دلربا کا

سر راہ بیٹھے صدا ہی یہ اپنی
کہ اللہ یاور ہو بیدست و پا کا

یہ جو چشم پرآب ہین دونون
ایک خانہ خراب ہین دونون

یہان مجھ مین نہین ہی جان باقی
وہان اب بھی ہی امتحان باقی

جفا کو تم وفا سمجھے ستم کو ہم کرم سمجھے
ادھر کچھ دل مین تم سمجھے ادھر کچھ دل مین ہم سمجھے

حفیظ تخلص محمد حفیظ نام از دہلویانست اصلاح شعر از حکیم قدرت اللہ خان قاسم گرفتہ بخواندن مراثی بطرز دلپذیر شہرہ شہر بودہ کمتر از سال است که زیر خاک شد از اوست

محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکھاتی ہی
اگر اک دم ہنساتی ہی تو پھر پہرون رلاتی ہی

روبرو غیرون کے شکوہ کیا کرون مین آپ کا
ہو رہین گی پھر کبھو باتین ہمارے آپ کے

حقیقت تخلص میر شاہ حسین اصلش از بلخ و وے در بریلی متولد شدہ نشو و نما در لکھنؤ یافتہ کسب سخن از قلندر بخش جرأت نمودہ و ہم بعض اشعارش بوے متعلق بودہ از وست

کیا تیرے عشق مین اے عربدہ جو ہاتھ لگا
زیست سے ہاتھ بھی دھو یا یہ نہ تو ہاتھ لگا

دلا اب دونون مل کاٹینگے اوقات آہ و زاری مین
ہوئے بیمار ہم بھی لے تری بیمارداری مین

حکیم تخلص محمد اشرف خان خلف حکیم شریف مانند پدر خویش از اطبای بے مثل زمانہ است در چارہ سازی یگانہ و از علو متعارف ہم بیگانہ نمودہ زمانے بیش نیست کہ جہان گذران را پدرود کردہ از کلام اوست

میرے رونے نے مجھکو اس سے کھو یا
ستم ہے اس دیدۂ تر نے ڈبو یا

کہوں میں کیا برنگ زخم ناسور — ہنسا یکبار گر سو بار رویا

حکیم تخلص محمد پناہ خان فرزند رشید سید محمد شریف خان المشہور بزر بخش شاگرد خواجہ میر علیہ الرحمۃ المتخلص بدرد بودہ در اوائل فکر اشعار تخلص بیکر و آخر بنا تنا خاہی وہار قی کہ در فن طلب داشتہ تغیر تخلص بحکیم نمودہ گویند کہ در تاریخ و موسیقی آگاہی دلپسند و در فنون آخر نیز سلیقہ بلند داشت از نتائج طبع اوست

پوچھے کیا ہو حکیم جگر افکار کا گھر — ایک تکیہ سا ہے اس شوخ کی دیوار کے پاس
کہتے ہیں حکیم آیا میخانہ سے مسجد میں — ہم کو تو تعجب ہے وہ کب سے مسلمان ہو
تیرے لیے خلق در بدر ہی — ای خانہ خراب تو کدھر ہے
ہم ہی صنم کے غم میں نہ ایمان سے گئے — کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے
ہم تو کیونکر کہیں کہ بوسہ دو — گر عنایت کرو عنایت ہے
ہے رشک دستۂ گل کیوں یہ آستین تیری — سر شک خون تبا کسی کی اس سے پاک ہوئی

حقیر تخلص میر امام الدین نام المعروف بمیر کلو از سکنائے جہان آباد مردی بود حریف و ظریف اوراست

ہوں ہست و نیست عالم تصور کی طرح — گویا ہوں اور خموش ہوں زنجیر کی طرح
دل میں ہے بیٹھ رہیں در صنم ہی کے حقیر — راہ کعبہ کی تو آتی ہے نظر دور ہمیں
یاد میں اس بت کافر کی ہوں ایسا مصروف — کہ خودی بھول گئی بلکہ خدائی مجھکو
پامال ہوئے ہم تو حقیر اہ جہان میں — جوں نقش قدم یار کے قدموں سے بچھڑ کے

حیرت تخلص الموسوم بمیر مراد علی از باشندگان مراد آباد است پی تجارت کوہستان رفتہ بود ہم در انجا در گذشت از وست

کہاں ہے شیشہ و محتسب خدا سے تو ڈر — میری بغل میں چھلکتا ہے آبلہ دل کا

حیرت تخلص غلام فخر الدین نبیرہ نواب میر منو خلف الصدق مرحوم اعتماد الدولہ قمر الدین خان درکا لیے شب برو زمی آورد این دو بیت از و برگرفتہ شد

ہم اس بزم سے یوں پُر ارمان نکلے — جوانی میں جس طرح سے جان نکلے

یہ ستم دیکھوں کن آنکھوں سے میں ای غیرت عشق	ایک عالم اسی کوچے کا تماشائی ہے

حیرت تخلص پنڈت اجودھیا پرشاد کشمیری لکھنوی از شاگردان قلندر بخش جرأت است دیوانے مختصر و چند مثنوی دارد کہ بنظر رسیدہ در فن موسیقی مسلم و بہ تیراندازی عالم بودہ بیشتر بہ لکھنو و گاہے بجہان آباد گذرانیدہ و در سی و پنج سالگی فی سنہ ہزار و دو صد و سی و چار بساط ہستی در نوشت از وست

بہ رنگ نقش پا اس کی گلی سے اٹھ نہیں سکتا	ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

حیران تخلص نامش میر حیدر علی مولدش جہان آباد و بیشتر در ممالک شرقی شب بروز آوردہ از تلامذہ سرب سنگھ دیوانہ است گویند غرور شاعری داشت و باخشش اتفاق کردہ بود و نظر بہ تخلص استاد جا دارد در ضلع بہار کشتہ شد و قاتل راہم ہمراہ بردا تر افکار اوست

دم نکلتا ہی اب کوئی دم میں	بیٹھ جا کچھ نہیں رہا ہم میں
میں نے حیران کو جو دیکھا روتے	بن گئی دو دیکھنے کی گھات مری
ان کی خدمت میں ادب سے میں نے	عرض کی دیکھی کرامات مری
میں نہ کہتا تھا کہ دل آپ نہ دیں	بندگی قبلۂ حاجات مری
گذر کرتا ہی بھولے سے ہمارے خاک پر گر تو	کھڑا ہو اس سے دو دو ہم دامن جھٹکتا ہی
جب کہا میں نے مرے گھر چلیے	اس میں کچھ کم نہ ہوگی محبوبی
تیوری کو چڑھا لگا کہنے	رسم و راہ ادب تو سب ڈوبی
مجھ سے کہتا ہی مرے گھر چلیے	دیکھو اختلاط کی خوبی

حیدر تخلص نامش حسام الدین این بیت از وثبت گشتہ

ملک خصال پری وش فرشتہ خو کہتا	مجال تھی کہ سگ یار کو میں تو کہتا

حیدر تخلص میر حیدر علی خان لاہوری نژاد است و خوش رنگ سخن سنجیدہ از اولاد شیخ عبدالقادر گیلانی است رحمۃ اللہ علیہ اذر است

ارادہ ہی بہ سیلے سب کچھ اس چشم تر کا	خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا

لے سنگ وخشت مجھ پہ ہر خاص وعام نکلا
بارے جنون کی دولت اپنا یہ نام نکلا

حنیف تخلص میر چراغ علے نام از ارباب لکھنؤ و تلامذہ میر شیر علی افسوس است از دست

جس کی ہر اک امید سبدل بہ یاس ہو
کیا اُس مریض عشق کے جینے کی آس ہو
ہوا پہنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن
ہو لطف جو تیری بھی طبیعت ادہر آوے

حرف الخاء المعجمہ

خاکسار تخلص محمد یار در مقامیکہ شہرہ بقدم شریف دارد خانہ از نو بنا کردہ در بنہایت انقطاع میگزرانید سید نیست در دمند و درویشی است مستمند گویند کہ در ریعان جوانے با مار دسری دبجانب سادہ رویان نظرے داشت و ہرکہ بہ نظر او می بود تعلقات دنیوی می گذاشت از معاصرین میر تقی است از وست

ترے باغبان کا یہ دیکھا سلیقہ
کہ نرگس کو بویا تو ہیں یہ آنکھیں
تیغ قاتل سے رہے محروم بے تقصیر ہم
روز محشر کو آنکھیں گے اس پہ دامنگیر ہم

خاکی تخلص حیدر بیگ نام نژادش از بدخشان است لیکن از این کان بر خاستہ روزے شد کہ بہ دکن رفتہ سپاہی پیشہ ہست او راست

ہم عشق بھی سیکھیں اگر استاد ہو کوئی
دل تو ہی بتاوے تجھے گر یاد ہو کوئی

خادم تخلص شخصی از مردم کیتھل من مضاف صوبہ سرہند است از نامش نشانی یافتہ نشد او راست

عاشق ہوا ہوں ایک بت بالا بلند پر
صد آفریں ہے میری بھی عالی پسند پر
اس کے ہاتھوں اک جہان ویران ہے
چشم بھی میری کوئی طوفان ہے

خادم تخلص یکے از باشندگان پانی پت است اہل تذکرہ بہ اسمش ننوشتہ اند و این بیت بنامش نوشتہ اند

رات بھر ماتم پروانہ میں روتی ہے شمع
اشک سے داغ جگر اپنے کو دھوتی ہے شمع

خادم تخلص خادم علی خان از اہل فرخ آباد است و استاد دلنواب

ناصر جنگ تخلص کہ از حکام آن بلدہ بودہ امتیاز داشتہ گویند کہ در فارسی صاحب دیوان است
ملاحظہ نشد او راست

مجھ کو کہتے ہو کہ چل باہر ہو	آپ کے کہنے سے کب باہر ہوں

خان تخلص محمدی خان از دکنیان است التفات بہ صحبت راہد علی گزارش افتادہ بود
از شاگردان سعادت یار خان است کہ تخلص رنگین از ویست

یاد جس وقت تری آتی ہے	مجھکو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے

خان تخلص اشرف خان دہلوی الاصل است بہ لکھنو رفتہ در زمان اقامت آنجا بار
رنگ مشاعرہ سیر بخشید از شاگردان غلام ہمدانی مصحفی است او راست

اے خان غم فراق میں تم زہر کھا مرو	اسکے سوا نہیں کوئی تدبیر دوسری

خرد تخلص نواب فخر الدین محمد خان خلف الصدق نواب شرف الدین محمد خان کہ خدمت
بخشیگری تن جاہ افزاے ایشان بود بمکارم شیم و محاسن خصال آراستہ است
با دلے وارستہ و خاطرے از ہمہ گسستہ بخوشی بال و نکوئی حال زندگانی می کند
مرولیست بہیچ خورسند صاحب ہمت بلند تشریف زرین و خرقۂ پشمین در نظرش
یکیست وگوہر شاہوار بخشش از دانۂ اشک گران ارز نیست در عنفوان عمر بسخن
سری داشت اکنون عمریست کہ شاہدان اشعار را در حجلہ گاہ ضمیرش بار نیست
باصرار داعی از گفتہ ہاے پیشین ابیاتی چند آوردہ بود کہ دل انتخاب پسند بدو بیت
از آن قناعت کرد تاریخ دیوان فقیر باینما یہ خوبی گفتہ کہ خامہ نتواندش ستود و
ہم برین تذکرہ تاریخی ولپسند دارد و آن بجاے خود مذکور شود اما تاریخ دیوان
ریختہ نظم عالم پسند گفتہ است و تبییض مسودات من علاقہ بایشان دارد مختصر
سخن آن دو بیت اینست

ہماری آن کی صحبت آہ ابر و برق کی سی ہے لبوں پہ جان ہے جلدی پہونچ کہیں ظالم	ہم انکو دیکھ کے روتے ہیں اور وہ ہم پہ ہنستے ہیں یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خستہ تخلص محمد عبد اللہ خان کہ بمیر جیون معروف است کشمیری الاصل بودہ

و مولد و منشا ایشان شاہجہان آباد است والد ش از منتسبان مجد الدولہ عبد الاحد خان مرحوم بودہ اوراست

سایہ سان ہو چکے تو تھے پاؤں تلک گر پڑ کر
اُس نے دامن کو بھی پر ہاتھ لگانے نہ دیا

خستہ تخلص غلام قطب کہ از اولاد سید محمد ربانی است قدس اللہ سرہ العزیز بزمرہ خدام مزار کثیر الانوار سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ در شمار می آید از مہورنجان شفقت کسب سخن کردہ او میگوید

جلوہ اُس مہ نے جو ناگاہ لب بام کیا
روز خورشید درخشاں کا وہیں شام کیا

خشنود تخلص از حال وے اطلاعی نیست این بیت بنامش دیدہ شد

ہو غریق رحمت پروردگار
آج ساقی کا پیالہ ہو گیا

خلق تخلص الموسوم بمیر احسن بن میر حسن صاحب مثنوی سحر البیان کہ شہرہ بدر منیر است کسب سخن از پدرش کردہ او راست

عجب عالم میں ہیں کے وہ مجھکو نظر آیا
کہ اتنا بھی نہ آیا ہوش جو پوچھوں کدھر آیا

بیقراری میں کٹی رات تو یاں اپنے تئیں
چھین سے زلف میں دل کیونکہ رہا ہو ویگا

دل لگاتے تو لگایا یہ نہ تھا کچھ معلوم
جی پہ کیا گزرے گی اور جان پہ کیا ہو ویگا

خلیق تخلص میر محسن کہیں برادر میر حسن خلیق است و درین فن برادر بزرگتر آمدہ نسبت تلمذ و سپے بخویشتن کردہ است اکثر گریہ رگ کلکش مراثی واقع کربلاست او راست

اشک جو چشم خون فشاں سے گرا
تھا ستارا کہ آسمان سے گرا

ہنس دیا یار نے جو رات خلیق
کھا کے ٹھوکر اُس آستان سے گرا

غفلت میں فرق اپنے تجھ بن کبھو نہ آیا
ہم آپ میں نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا

کہا میں نے جو اسے گل کچھ ونا کر
تو وہیں ہنس پڑا وہ کھل کھلا کر

کس کے خرام ناز کا پامال ہوں خلیق
لگتی ہے چوٹ دل کو مرے ہر قدم کیساتھ

خنداں یکے از شعرا بودہ از خیالات طبع اوست

گردشیں چشم پُر فتنہ کی جیدھر نگاہ کیجے
خانہ دل کو اپنے ہاتھ آپ تباہ کیجے

خود غرض تخلص شاعری از فرخ آباد است از افکار اوست

بند قبا کو کھول کے گلشن میں تو نجا
ہووے نہ گل سے گلے کا کہیں ہار دیکھنا

جان

خیال تخلص غلام حسن خان آرایش صاحب عیار بوده از برکت الله خان برکت تخلص که از موزونان فارسی است عمّ او بشود خیال درستی خیالات خویش به برکت اصلاح برکت نموده نوشته اند که دو دیوان دارد مشتمل بر پنج هزار بیت و آنچه ما از وی گزیده ایم اینست

مجھے تو غیر کو منظور تھا دکھانا تھا
جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا ہے پارۂ غرفہ مین
پھر نئے سر سے ہوا خانۂ مجنون آباد
حاضر ہین ہم تو آؤ شمشیر کین نکالو
چرغ افشان ہو ہماری خاک پر غافل کبھی
مژگان کی یہ کاوش نہین ناوک فگنی ہے
تیرا شگفتگی پہ دل آیا ہے ای خیال

نقاب کھولنا گرمی سے ایک بہانا تھا
کہ جون چلمن سے شب ماہ رو گیا نظارۂ غرفہ مین
پاؤن جب ہم نے دھرا آ کے ویرانے مین
جو دل کی آرزو ہے اُس کو نہین نکالو
ہم بھی ای ساقی تری مجلس کے پیمانے تھے
ابرو کی اشارت نہین شمشیر زنی ہے
ای غنچۂ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی

حرف الدال المهمله

داغ تخلص میر مهدی نام فرزند میر سوز جوانیست نیکو روی و زیبا شمایل و با وجود دلربایی به بیدلی مایل تشبیه گل با او بهر دو معنی درست است که هم سینه چاک است و هم سینه ها بدر یدن میدهد و شباهت لاله با وی بهر دو صورت موافق که هم دلش داغ است و هم داغ بر دلها می نهد بالجمله در بیست سالگی عندلیب گلروی شده یک چند بصد عشرت چون بلبل بفصل گل بوصل آن نوبهار حسن بسر برده آخر ایام هجران آمده بیطاقتی دل کار بر و تنگ کرده نزدیک بود که رشته حیاتش بگسلد یاران سعی در آزادی آن نوگرفتار قفس فراق بجا آوردند و آن سرو ناز را بتکلیف بسیار کرده چون هنگام جلوه نیامده بود گل خود را نتوانست عرصه داد تا بتسکین شورش دیوانه خویش منظر سے مرکب از وعده زود آمدن فرستاد عاشق ناشکیبا گو هم وعده خرسند بود وعده فردا سے مختصر دانسته تا باب انتظار نیاورده به امید انیکه ازین کشمکش رهایی

یار بند ہستی در گسلا نید آیا دانست کہ در گور از رنج ہجران می توان رست حال آنکہ دل شد گان فراکمال چنین است و محتمل کہ صادق باشد بہر حال دم جاندادن این بیت بر عنوان مکتوبش نوشت از وست

از جان رفتنی بود کہ مکتوب تو آمد ‌ ‌ دیگر چہ نویسم خبرم خوب گرفتی

ہی نیکے پاس تھا دل کیا ہوا ای ہمنشین دیکھو ‌ ‌ ادہر دیکھو ادہر دیکھو یہین دیکھو کہین دیکھو

اسی کے پاس ہو رہ رہ کے یہ جو مسکراتا ہے ‌ ‌ اسی کی جیب دیکھو ہاتھ دیکھو آستین دیکھو

پکڑنا چور کا مشکل نہین گر کچھ سمجھ ہووے ‌ ‌ ہوائی رنگ دیکھو ماہتابی سی جبین دیکھو

دارا تخلص مرزا دارا بخت بہادر فرزند ارجمند مرزا ولیعہد بہادر ظفر تخلص است از دست

کسی کی چشم میگون کا تصور ہم کو ہی دارا ‌ ‌ قدم اٹھتا نہین ہی لغزش مستانہ رکھتے ہین

دانا تخلص میر فضل علی از مردم دہلی شاگرد میر شرف الدین مضمون بوده او راست

دل مین ہر ایک کے سودا ہی خریداری کا ‌ ‌ یوسف مصر مگر تو ہی ہے اے یار عزیز

واقف یکے از پیشینیان است شاید تخلص باسم باشد او راست

چاندنی کی سیر کو کس طور سے نکلے وہ صنم ‌ ‌ دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین

دردمند تخلص کریم اللہ خان از خویشان عمدۃ الملک است بعصر شاہ عالم بادشاہ بوقعت میزیست از وست

کنارے سے کنارا کب ملے ہے بحر کا یارو ‌ ‌ پلک لگنے کا مضمون دیدۂ پر آب کیا جانے

درد تخلص خواجہ میر علیہ الرحمۃ خلف الرشید خواجہ محمد ناصر المتخلص بعندلیب کہ از احفاد شیخ بہاء الدین نقشبند بوده قدس اللہ سرہما العزیز از طبقۂ صافیہ صوفیہ است حد فضایل صوری و کمالات معنوی وی خارج از حد رقم و بیرون از نیروی قلم است یارب از وارستگی وانقطاع الیشان شرح دہد یا بذکر ورع و تقوی پردازد یا از تہذیب باطن و تزکیہ نفس حرف زند یا از گداختگی دل و برشتگی جگر و دردمندی خاطر باز گوید بہر حال حوصلہ این عجالہ ذکر این مقدمات را برنمی تابد اگر باور اک سری دارے مصنفاتش کہ درین فن ہمانا ریختہ قلم قدرت است مطالعہ کن و دریاب کہ سخنم از خطا و اغراق بر کران ہست

از لطافت طبع و شستگی نظم و رشاقت مضمون پیداست که خواجه را درین فن نیز مانند کمالات اخروی ملکات ارجمند و دستگاهی بلند است فکرش صحیح و نظمش فصیح گفتارش از رکاکت و اغلاط پاک و در جنب گلهای خیالش گلهای چمن هم از خس و خاشاک دیوانش از نظم گذشت از اشعار رکیک خالی است و اکثر ابیات با علو معانی و سمو مضامین دلکش و حالی فن موسیقی را نیکو میدانست تاریخ آدینه بست چهارم صفر ندای یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة بسمع رضا اصغا نموده و کان ذلک فی سنه تسع و تسعین و مائة بعد الالف من هجرة خیر الانام علیه الوف الصلوٰة و السلام این اشعار از دیوانش منتخب درین بیاض ثبت افتاد

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا

بھول جا خوش رہ عبث وہ سابقے مت یاد کر
درد یہ مذکور کیا وہ آشنا تھا یا نہ تھا

ان لبون نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

تو اپنے دل سے غیر کی الفت نہ کھو سکا
مین چاہون اور کو تو یہ مجھسے نہو سکا

گو نالہ نارسا ہو نہ ہو آہ مین اثر
مین نے تو درگذر نہ کی جو مجھسے ہو سکا

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

ہی کوتہی اجل کی طرف سے ہی ورنہ مین
اک عمر سے اسیر ہون زلف دراز کا

نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس
جی مین نہ رہجاے یہ آہ بھی کر دیکھنا

کی تو تھی تاثیر آہ آتشین نے اسکو بھی
جب تلک پہنچے ہی پہونچے راکھ کا یان ڈھیر تھا

جفا سے غرض امتحان وفا ہے
تو کہہ کب تلک آزماتا رہیگا

اس نے قصداً ابھی میرے نالے کو
نہ سنا ہوگا گر سنا ہوگا

ہی کچھ خبر تجھے بھی کہ اوٹھ اوٹھ کے رات کو
عاشق تری گلی مین کئی بار ہوگیا

پھرتی ہی میری خاک صبا دربدر لیے
اے چشم اشکبار یہ کیا تجھکو ہوگیا

گر یہی ہی ڈھنگ تیرے ظلم
دیکھین گے کوئی وفا کریگا

مثل نگین جو ہمسے ہوا کام رہ گیا
ہم روسیاہ جاتے رہے نام رہ گیا

کھینچی ہی دور آپ کو میری فروتنی
افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہون

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں
دل ہی نہیں رہا ہے کہ کچھ آرزو کریں

تر دامنی پہ شیخ ہماری نجائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

دامن دشت ہی بھرا لالہ و گل سے یارب
خون عاشق بھی کہیں ہووے ہے بار دامن

نزع میں تو ہوں ولی تیرا گلہ کرتا نہیں
دل میں ہے وہی وفا پر جی وفا کرتا نہیں

کرتا ہوں پس مرگ بھی حل مشکل عالم
جیسے ہوں سینہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہوں

تو مجھ سے نہ رکھ غبار جی میں
آئے بھی اگر غبار جی میں

ہر چند نہیں صبر تجھے درد ولیکن
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہیں ہو

نہیں شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز
گلہ تب ہے اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو

ہر طرح زمانے کے ہاتھوں ہوں ستم دیدہ
گر دل ہوں تو آزردہ خاطر ہوں تو رنجیدہ

کاش تا شمع نہ ہوتا گذر پروانہ
تجھ سے کیا [illegible] کیا پال و پر پروانہ

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے

یار درد مرا شکوہ ہی بھلا کیجیے اس سے
مذکور کسی طرح تو ہاں کیجیے اس سے

خدا جانے کیا ہوگا انجام اس کا
میں بے صبر اتنا ہوں وہ تند خو ہے

ساقیا یاں لگ رہا ہے چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

کبھو ہنسنا کبھو رونا کبھو حیران ہو رہنا
محبت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے

دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے
آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے

نہ ملیں گے اگر کہے گا تو
تیری خاطر ہمیں مقدم ہے

کب ترا دیوانہ آئے قید میں تدبیر سے
جوں صدا نکلا ہی جائے خانۂ زنجیر سے

سب برا کہتے ہیں تو کہنے دو
بات لاتے ہو تم بھلی ایسی

اگلے معاملے کو اگر سمجھیے معاف
لگ جاؤں اب گلے سے مکافات کے لیے

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے

اس طرح سے یک لخت جو آنسو نہیں تھمتے
معلوم ہوا درد کہیں آنکھ لڑی ہے

تیری گلی میں میں نہ چلوں اور صبا چلے
یوں ہی خدا جو چاہے تو بندے کا کیا چلے

کہہ بیٹھیو نہ درد کہ اہل وفا ہوئین
اس بیوفا کے آگے جو ذکر وفا چلے

دل بھلا ایسے کو اہی درد نہ دیجے کیونکر
ایک تو یار ہی اور تسپہ طرح دار بھی ہی

یہی پیغام درد کا کہنا
گر صبا کوے یار مین گذرے

کون سی رات آن ملیے گا
دن بہت انتظار مین گذرے

روندے ہی مثل نقش قدم خلق یان مجھے
ای عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہان مجھے

درد تخلص سید زین العابدین از بنائر سیف الدولہ سید رضیخان بہادر است اصلاح سخن از شاہ نصیر گرفتہ از خیالات اوست

یون وہ کہیں او ید ۃ تر دیکھ کر دو چار کیا
اَڈ دیتے مجھکو نظر آئے ہین گھر دو چار کے

درد تخلص میر شاہ علی نام مشہور بشاہ الہ دیا کہ از مشائخ عالیشان است و مشہور خواص و عوام میر سد مختے از فنون رسمیہ کسب کردہ و کتب متداولہ بر استاد خواندہ بعنوان شباب شعر میگفت و مشورہ سخن با میر نظام الدین ممنون میکردہ اوست

درویش کو مجنون بھی لکھا کرتا تھا عرضی
اس مملکت عشق مین سلطان سمجھ کر

ایک شب بیٹھے تھے جس گھر مین کبھی یار سے ہم
روز روتے ہین وہان کے در و دیوار سے ہم

دل تخلص مولوی شمس الدین از صابران شکور است و با واعہ مالوف و از مدتہاسی لکھنؤ در ین بلدہ خجستہ می بودہ اوست

صبح ہو آئی ہی اور رات چلی جاتی ہی
تیری اب تک بھی وہی بات چلی جاتی ہی

دل تخلص زور آور خان از باشندگان سرکار کول است دیوانے ضخیم و مثنوی ہاے شعیدہ دارد کہ بنظر رسیدہ نوبتے عنایت حسین خان فرزند الیشان داستانی از یک مثنوی الیشان روبروے فقیر خواندہ بود این اشعار از تذکرہ با انتخاب یافتہ ؎

مت پھرا سر مرا ای ناصح جاہل اگر
پھر بھی جاتا ہی نصیحت سے کہین دل آکر

کیا سینے کو دا کسنے لگائی آگ گلشن مین
عیان ہین داغ حسرت لالہ کہ اکی چھاتی پر

فاتحہ کو عربستان سے جو زوار آئے
لائے تربت پہ مرے وادی مجنون کی گل

ساقی نے جو بلایا مجھے مین نے پی لیا
زاہد تجھے خبر ہی حلال و حرام کی

دل تخلص آزاد خان بذریعهٔ قبول اسلام از آتش جهنم آزاد گشته او راست

یہ تماشا ہو کہ قاصد کو ملی ہو دشنام
خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

دل تخلص ویبی پرشاد از ساکنان مرشد آباد است از افکار اوست

امید وصل اس سے عبث تو رکھے ہو دل
جس سے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہو

دلخوش تخلص بہادر سنگھ کھتری نبیرهٔ راجہ خوشحال راے که در عهد محمد شاه بادشاه از اہل ثروت بود او راست

ہون تری چشم بین جون دیدهٔ نرگس حیران
چشم پوشی نکر آ اپنے گنہگار سے

دلیر تخلص دلیر شاه نام درویشی بود در عظیم آباد ہر دست

بھر بچھڑی یارب وه کبھو دن رات ہو
یار ہو مے ہو گلے ہین ہاتھ ہو

دلسوز تخلص خیرانی خان نام از گروه افاغنه و باشندگان قصبهٔ ٹیل و تلامذهٔ شاه نصیر جہان آباد ہست و در خدمت نواب ظفریاب خان میگذاروی و مدام بشغل مدام بسر بردی نقل کرده اند که در جے بوراز ین عالم نقل کرده او راست

اراده پاے بوسی کا تھا اک سید اد گرا اپنا
گرا قدمون ہی پر تیرے کٹا جس وقت سر اپنا

جگر فراق کے صدمون سے لالہ زار رہا
یہان خزان مین صدا موسم بہار رہا

تپ فراق کے بیمار کی جو دیکھی نبض
طبیب کو بھی کئی دن تلک بخار رہا

وه تو کہتے ہین راز دل اپنا
مت کسی اپنے یار سے کہنا

اور یان دل کی بیقراری سے
زور دو تین چار سے کہنا

وه منہ زلفون سے ڈھانکے ہین تو ہم شب بہاتی ہین
وه دن کو رات کہتے ہین تو ہم تارے دکھاتی ہین

سب سہین گے ہم اگر لاکھ برائی ہوگی
پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی

رات ہم اُس طرف جو آن پھرے
دن مرے کچھ تو میری جان پھرے

دلگیر تخلص میر حیات الله خان خلف الصدق عالم خان آبا عن جد پدر از دنگی نعمتخانه والا سرفراز ہست و در فہم و فراست از اقران ممتاز در فن رمل مہارت خوشی دارد و ذکاوت ... بنظم ہم می رسد و در زمانیکه طرح مشاعره می افگنده اکثر را

هم تکلیف می نمود این اشعار از افکار او ست

جس طرح تاک میں دم لایا ہی سپر اپنی تیغ | باہر اس کے بھی پیچھے پڑین ہی شیطان پڑے
دلگیر ہے تم چھپکے سے گریبان کے ملتے | رسوائی سر کوچہ و بازار نہ ہوتی

دولھن تخلص جانش بیان روش در نقاب است این دو بیت از ان عصمت مآب است

بہا ہی پھوٹ کے آنکھوں سے آبلہ دل کا | تری کی راہ سے جاتا ہی قافلہ دل کا
جہان کے باغ میں ہم بھی بہار رکھتے ہیں | مثال لالہ کے دل داغدار رکھتے ہیں

دوست تخلص نامش معلوم نشد ناظم الدوله بود از اہل فرخ آباد و نوشته از او ست

رونق گریہ مری چشم سے سیلاب نے لی | بیقراری دل بیتاب سے سیماب نے لی

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خان نام از مردم بنارس است بمناصب ممتاز انگریزی سرفراز ماندہ و در ایامیکه بہمراہی روشن الدولہ کولبرک ناظم جہان آباد و جہان آباد آمدہ بود با فقیر هم در خوردہ این ابیات از و ست

اُس کا آخر اودھر کام ہوا | اپنا قصہ ادھر تمام ہوا
بتاؤ تو دست جنون کیا کرو گے | گریبان میں جس دم نہ اک تار ہو گا
چلتے چلتے ایکدن دیوانہ بس اُٹھ جائیں گے | جون چراغ صبحدم ہم سینہ سوزان سمیت
آیا نہ بعد مرنے کے بھی وہ مزار پر | خاک اُس کے پیچھے آپ کو ہم نے کیا عبث
مری سرگشتگی کو دیوانہ | پہونچے کب آسمان کی گردش

دیوانہ تخلص اسے سرتیپ سنگھ از مشاهیر شعر است اکثر موزونان بلاد شرقیه کسب سخن باو کرده اند جعفر علی حسرت میر حیدر علی حیران از انجمله اند اکثر میل طبعش بپارسی بود و گاہے ریختہ هم موزون مینمود این اشعار از و ست

جان پر آبنی ہے مری خاموشی سے | بات کچھ بن نہیں آتی ہے اب اظہار بغیر
دل ہو کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل بجائیے | رستم کا کب جگر ہی جو زہرہ پگھل نجائیے

حرف الذال المعجمه

ذاکر تخلص مرزا احمد بیگ شاگرد مرزا رستم بیگ تخلصی است از جہان آباد و درست

چھوڑا اسلام کو اور کھینچ کے قشقہ ذاکر ‌ ‌ ‌ طالب کفر ہوا اُس بت عیار سے مل

ذرہ تخلص مرزا رام ناتھ بہادر بمنصب پیشکاری نظارت حضور والا ممتاز بودہ او راست

ترے کوچے میں روز و شب پڑا پھرتا ہی یہ ذرہ ‌ ‌ ‌ بجا ہی ایسے دیوانے کے مطلب کو روا کرنا

ذکا تخلص ذکاء اللہ خان نام لکھنوی ہی از اولاد نواب محبت خان بن حافظ رحمت خان مرحوم
است کہ جلائل مآثر ایشان از غایت اشتہار نیاز مند اظہار نیست او راست

آہ کس طرح سے اُس پردہ نشین کو دیکھوں ‌ ‌ ‌ اُس کے گھر میں تو کوئی روزن دیوار نہیں

ذکا تخلص خوب چند کایتھ دہلوی شاگرد شاہ نصیر است روزے بافقیر بر خوردہ بود می گفت
کہ تذکرہ در ریختہ نوشتہ ام ملاحظہ نشد از وست

آسیا جب کہ چلے سر پہ ذکا نیند کہاں ‌ ‌ ‌ ہاتھ سے جسکے ڈھونڈھے ہے تو آرام کہیں
ہلی ہے ابروے دلدار دیکھیے کیا ہو ‌ ‌ ‌ کہاں کہاں چلے تلوار دیکھیے کیا ہو
نقش پا خالق گیتی نے بنایا ہمکو ‌ ‌ ‌ جسکے قدموں سے لگے اُس نے مٹایا ہمکو
شرم سے ہو گئی پانی تری دولت سے خون ‌ ‌ ‌ موج دریا بھی مری پاؤں کی زنجیر کو دیکھ

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی المخاطب بخاقانی ہندی آئینہ طوطی بلاغت است و طوطی شکرستان فصاحت جامۂ سحر بیانی ببالایش راست و دامن آتش زبانی از باد نفسش شعلہ افزا است رنگینی خیالش جلوہ لالہ و گل بنظر می فزاید و شمع فکرتش پروانہ وار دل می رباید اگر لفظ بنشیند در کلامش آید جان افزا تر از قم عیسی است و اگر حرف بر ورق سخنش گذرد دلکش تر از خوش آمدی شاہد زیبا ہر مصرعش تیریست از ترکش کمان ابروان برجستہ و ہر بیتش و شنہ ایست دلہا خراشیدہ و سرہا شکستہ از مدتے سی سال بمشق سخن می پردازد و در سرکار مرشد زادہ آفاق مرزا ولیعہد بہادر علم امتیاز می افرازد و قوت مشقی کہ او راست دیگرے را دیدہ نشد و معہذا رطب و یابس کہ شیوہ بسیار گویان است در کلامش کمتر و بر جمیع اصناف سخن قدرت تمام دارد و بالجملہ از شعراے مسلم و مقرر است و با این ہمہ کثرت فکر و ہجوم اشعار ہنوز بہ ترتیب دیوان نہ پرداختہ صحبتش گاہ گاہ اتفاق می افتد از منتخبات زمان و مغتنمات دوران است

نمونہ

چاندنی نے شب تجھ بن روپ یہ دکھایا تھا
مجھکو ماہتابی پر دھوپ مین بٹھایا تھا

ہم ہین اور سایہ ترے کوچے کی دیوار کا
کام جنت مین ہی کیا ہم سے گنہگار کا

مجھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر
مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا

مذکور تری بزم مین کس کا نہین آتا
پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا

کہے ہی خنجر قاتل سے یہ گلو میرا
کمی جو مجھ سے کرے تو پیے لہو میرا

لبون پر جان عبث ہی منتظر وہ شوخ کب آیا
اگر چہلم کو بھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا

تامل کیجو ذوق تپیدن دیکھیے کیا ہو
کہ اب تک تیغ کرنیکا نہین قاتل کو دھیان آیا

ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا ❁
زخم پر قسمت سے میری کارگر اچھا ہوا

لکھے اسے خط مین کہ ستم اٹھ نہین سکتا
پر ضعف سے ہاتھون مین قلم اٹھ نہین سکتا

دل تو لگتے ہی لگیگا حوریان عدن سے
باغ ہستی سے چلا ہون ہای پریان چھوڑکر

ٹھہری ہی اُن کی آنیکی یہان کل یہ صلاح
اے جان برلب آمدہ تیری ہی کیا صلاح

مجھ مین کیا باقی ہی جو دیکھیگا تو اُن کے پاس
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کے پاس

نہین تدبیر کچھ بنتی پڑے سر کو پٹکتے ہین
نہ دل چھوڑے ہے انکو اور نہ ہم دل چھوڑ سکتے ہین

مر گئے پر بھی تغافل ہی ادا آنے مین
بیوفا پوچھے ہی کیا دیر ہی لیجانے مین

خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
کیا جانے لکھدیا اسے کیا اضطراب مین

وہ جنازے پر مرے کس وقت آئے دیکھنا
جب کہ اذن عام میرے اقربا کہنے کو ہین

ہان تامل دم ناوک فگنی خوب نہین
ابھی چھاتی میرے تیر دلنشین چھنی خوب نہین

اُس حوروش کا گھر مجھے جنت سے ہی سوا
پروا ان رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین

دیکھا دم نزع دل آرام کو ❁
عید ہوئی ذوق وصلے شام کو

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو
وہ لب پر آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھ بن ہم نے
ورنہ ہی زہر تو ہر طرح گوارا ہم کو

تو جان ہی ہماری اور جان ہی تو سب کچھ
ایمان کی کہینگے ایمان ہی تو سب کچھ

رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکائی ہی
مژدہ خار دشت پھر تلوا کھجلاے ہی

کون وقت ای وای گذرا جی کو گھبراتے ہوے
وہ نہ جاگے رات ہمکو ضد سے بخت خفتہ کی
قطرہ قطرہ آنسو جس کی طوفان شدت ہی
قسمت برگشتہ دیکھو ایک نگہ کی تھی ادہر
زخمی مین ہوا ہون تری دزدیدہ نظر سے
وہ اپنے سینہ مین ہی آہ آتشین ای ذوق
نگہ کا وار تھا دل پہ پھر گئے جان لگی
الفت کا نشہ جب کوئی مرجاتے تو جائے
کہتے ہین لوگ موت تو سب جاسے جاے ہی
ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے
زخم دل پر کیون مرے مرہم کا استعمال ہی
جوشش گریہ کا مرے تم کچھ پوچھو ماجرا
زبان پیدا کرون جون آسیا سینہ مین پیکانسی
فلک کیا فتنہ ساز ہین ہمسر چشم فتان سی
یہان تک ناتوان ہین ہم گذر جائین اگر جان سے
اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہی
صراط عشق پر از بسکہ ہی ثابت قدم میرا
مژہ یون کو حق نہ دے آنکھین کہ نالا وین بلا
ای ہم مجھے تمام شب ہجر مین نہ تھا
بل بے غرور حسن زمین پر رکھے نہ پانون
نہ ہوا آب شہادت سے گلو تر نہ ہوا
شعلے مین خاک ہوا تو بھی رہا دل مضطر
ذوق بیمار محبت ہی خدا خیر کرے

موت پڑتی ہی اجل کو یان تلک آتے ہوے
بچ گیا آخر گجر زنجیر کا کٹتے ہوے
پارہ پارہ دل ہی جس مین تو وہ حسرت بھی ہی
سو بھی آکر تا سر مژگان حیا سے پھر گئی
جانے کا نہین جو مرے چشم جگر سے
کہ برق دیکھے تو فی النار والسقر ہو جائے
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
یہ درد سر ایسا ہی کہ سر جائے تو جائے
پر میرے پاس او سے بھی کوئی ٹلائے جائے ہی
کرکے ہین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن پا ہی
مشک اگر مہنگا ہی تو کیا نون کا بھی کال ہی
چادر آب روان منہ پر مرے رومال ہی
دہن کا ذکر کیا یان سر بھی غائب ہی گریبان سے
گرا تھا یہ بھی اشک سرمہ آلود اسکی مژگان سے
اٹھائے مور لاشہ کو ہما کے دست مژگان سے
کرتا ہو جائے لذت آشنا تلخی دوران سے
دم شمشیر قاتل پر بھی خون جاتا ہی تبسم میرا
عین حکمت تھی کہ معدوم البصر عنقا بنے
رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے
مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے
مستعد جب وہ ہوا ہاے تو خنجر نہ ہوا
یہ وہ سیماب ہی کشتہ نہ ہوا پر نہ ہوا
کہ یہ آزار ہوا جسکو وہ جان بر نہ ہوا

اوس نے مارا رخ روشن کی دکھا تاب مجھے
کل جہان سے کر اٹھا لائے تھے احباب مجھے
ہین وہ مجنون ہون کہ مجنون بھی ہمیشہ خط مین
بے یار روز عید شب غم سے کم نہین
دیتا ہے دور چرخ کسے فرصت نشاط
پی بھی جا ذوق نکر پیش و پس جام شراب
مجھکو اُس بوسۂ دندان نے پس از بوسۂ لب
تری کوچہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
ہر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ زا سمجھے
نہ دی رخصت نظر کو میری جانب کیون تغافل سے
حساب اصلا نہ پوچھے مجھسے میرے دلکی زخمون کا
سمجھ ہی مین نہین آتی ہے کوئی بات ذوق اُسکی
تصور کس طرح بھولے ترا اس چشم گریان کو
نکالون کس طرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو
دانہ خرمن ہے ہمین قطرہ ہے دریا ہمکو
اس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہم کو
ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہے صحرا ہم کو
کس سے تدبیر درستی ہو ہماری جون زلف
جا بجا نام تو جون نقش قدم چھوڑ گیا
اثر کفر ہے طاعت سے بھی اپنے پیدا
اپنا ہے کعبۂ مقصود فقط گھر دل

چاہیئے چاہے کفن چادر مہتاب مجھے
لے چلا آج وہین پھر دل بیتاب مجھے
قبلہ و کعبہ لکھا کرتا ہے القاب مجھے
جام شراب دیدۂ پر نم سے کم نہین
ہو جس کے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین
لب پہ تو ہے ترے دل مین ہوس جام شراب
دیے نقل نمکین چند پس جام شراب
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
اسے تیر قضا اُس کو پر تیر قضا سمجھے
اور اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اُس بت سے خدا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
اسے بھی آپ کیا سیراہی بخت نارسا سمجھے
حساب دوستان در دل اگر وہ دل ربا سمجھے
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
نکالے منہ پیٹتے ہین کوئی کیا گھر سے مہمان کو
نہ پیکان دل کو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکان کو
آتے ہی جہ مین نظر کل کا تماشا ہمکو
کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہمکو
اور جون خیمۂ لیلا ہے سویدا ہمکو
سر شکستون سے بنایا ہے سراپا ہمکو
خاک گم ہو کے گیا ڈھونڈنے عنقا ہمکو
نقش سجدہ کا ہے پیشانی پہ ٹیکا ہمکو
طوف گرداب صفت چاہیئے اپنا ہمکو

ایک دم عمر طبیعی ہی یہان مثل حباب
اک حلاوت ہی عداوت مین بھی اُس ظالم کی
ذوق بازی کہ طفلان ہی سراسر یہ زمین
مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
گھبرانا جو یاد آیا ترا ہو کے ہم آغوش
اُس زلف کے مارے کی اگر خاک کو چاٹے
ہین ترے رشک خط رخسار سے
شرح فرط حسرت دیدار سے
بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا
مین ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا
پانون کب نکلا رکاب حلقۂ زنجیر سے
کب لباس دنیوی مین چھپتے ہین روشن ضمیر
آدمیت اور شی ہی علم ہی کچھ اور چیز
سبکو دیکھا اُس سے اور اُسکو نہ دیکھا جون نگاہ
آگے زلفین رلین بستی تھین اور اب آنکھین تھی
حلقۂ گیسو مین دیکھی کس کے رخسارہ کی تاب
مجھ مین اُس مین ربط ہی گویا رنگ بوے گل
دین و ایمان ڈھونڈتا ہی ذوق کیا ہو قت مین
مے ملا کر ساقیان سامری فن آب مین
زلف افعی وش کو دھووے گر وہ پری فن آب مین
حیرت آئینہ مین کب ٹھہرا پانے نگاہ
پھرتا ہی سیل حوادث سے کوئی مرد کہن
صحبت صافی دلون سے ہون مکدر تیرہ دل

فکر امروز ہی نہ کچھ غم فردا ہمکو
کہ دیا زہر بھی جو اُس نے تو میٹھا ہمکو
ساتھ لڑکون کے نپڑا کھیلنا گویا ہمکو
تو تلطف مین کرتا ہی ستم اور زیادہ
گھبرانے لگا سینہ مین دم اور زیادہ
پیدا لب افعی سے ہو سم اور زیادہ
دل مین آئینہ کے جو ہر خار سے
جو نکلتے ہین کم نہین طومار سے
سبزۂ تربت میرا وقف غزالان ہی رہا
خاک پر روئیدہ میرے عشق پیچان ہی رہا
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا
کتنا طوطے کو پڑھایا پردہ حیوان ہی رہا
وہ رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا
ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا
شب مہ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا
وہ رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا
اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا
کر دئیے ہین جادو سے اپنی آگ روشن آب مین
ہووے جاکے موج پیدا مار رہزن آب مین
اس طرح جاتے ہین دیکھا پاکدامن آب مین
شیر سپہ ہا تیرتا ہی وقت رفتن آب مین
زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہی آہن آب مین

اب بھی گریہ سے نہین فرصت مجھے فوارہ وار
طاس قلیان مین رکھا ہی اُس نے ابر مردہ کو
دیکھنا آبی ڈوبتا مقدر پہ اُس کے وقت خواب
مین وہ ہون تفتیدہ دل کر جاہی اک یار کو جدا
یون رہا مین زندگی بھر تشنۂ دیدار یار
سایۂ سرو چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
وعدہ ہی آنیکا اُس کے ابر کھل جائے تو آئے
خط کو ہم لکھنے جو بیٹھے آنکھ سے ٹپکے سرشک
تیر چٹکی مین لیا اُس نے پی جان عدو
نام میرا اُس کے مجنون کو جو بھائی آ گئی ؛
مجھ کو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر
لے کے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار
حسن سے ہوتا دل آہن بھی گرم اختلاط
سوت اُس کو یاد کرتی ہی خدا جانے کہ گور
رات کو ہی ذوق اُس کی نوک مژگان کا خیال
زندہ تو ڈوبے ہی اور تیرے ہی مردہ آب مین
مت لگا ای عشق دل کے آبلہ پر نقش غم
باندھ دے ناقہ کی گردن مین دل نالان قیس
کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دے
کھلے ہی ناز سے گلشن مین غنچۂ نرگس
بلا سے آپ نہ آئین پر آدمی اُن کا ؛
صبا بگولے مین ہو کشتگان زلف کی خاک
بلا سے کم نہو گریہ سے میرا سوز جگر

گو کہ مین ڈوبا کھڑا ہون تا بگردن آب مین
ڈوب مر رو رو کے تو ای ابر بہمن آب مین
برج آبی مین ہی یہ یا مہر روشن آب مین
گر پڑی گر ذرہ میری خاک مدفن آب مین
جیسے مستسقی کا دم ہوتا ہی بدون آب مین
اژدہا بن نکلے شب ای رشک گلشن آب مین
ڈالتا ہون دم بدم آنسو اٹھا کے روغن آب مین
بہ گیا خط لکھتے لکھتے مشفق من آب مین
رشک میرے دل مین کیا کیا چٹکیان لینے لگا
بید مجنون دیکھ کر انگڑائیان لینے لگا
مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا
شمع کی گلگیر جب منھ مین زبان لینے لگا
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا
تن پہ ہر بوسے مرے کا نشان لینے لگا
بوجھ شاید جسم کا کم ہی نفس کے بوجھ سے
ٹوٹ جائیگا یہ گنبد اُس فلک کے بوجھ سے
بوجھ کم ہی اُس کا ای لیلی جرس کے بوجھ سے
نہ دے تو جام ڈبو کر کوئی کباب تو دے
ذرا دکھا اُسے تو چشم نیم خواب تو دے
تسلی آ کے مجھے وقت اضطراب تو دے
کہ بعد مرگ بھی معلوم پیچ و تاب تو دے
بجھا پر اُسکی ذرا آتش عتاب تو دے

نشے مین ہوش کسی جو گنے حساب کرے
جواب نامہ نہین گر تو رکھ دو نامہ یار
رکھے ہی حوصلہ دریا کب اہل ہمت کا
خنک دلون کی اگر مشت خاک دوزخ مین
پہونچ رہون گا سر منزل فنا ای ذوق
کب حق پرست زاہد جنت پرست ہی
دل صاف ہو تو چاہیے معنے پرست ہو
دولت کی رکھ نہ بار سر گنج سے امید
عنقاے گم نشان کیا نام کے لیے
بے ذوق مے پرست ہی یا ہی صنم پرست
شوق نظارہ ہی جب سے اس رخ پر نور کا
نسخ مین بھی دھیان تھا اس نرگس مخمور کا
وادی ظلمت مین اپنے دخل ہی کب نور کا
[illegible]
اشک کو چھین ہت لاغر ترے رنجور کا
مین وہ ہون نخچیر جس کو دیکھتا ہی وقت ذبح
اس نزاکت پر نظر کرنا کہ وہ رشک پری
دل کا یہ احوال ہی غم مین ترے ای مست ناز
حق تو یون ہی یہ آمانیت عجب غماز ہے
عشق کے مکتب مین ہو فرہاد سب ہی تیز تو ہن
جھانکتے ہین وہ جہین جب روزن دیوار سے
کھینچے مانی اس پری کی کیون کر تصویر کفک
تو ہی بعد از مرگ بھی گر ای محبت دستگیر
عشق نے ڈالی تھی جب قصر محبت کی بنا

جو تجھ کو دیتے ہین بوسے بلا حساب تو دے
جو پوچھین قبر مین عاشق سے کچھ جواب تو دے
نہین یہ اتنا کہ پھر کاف مہ حباب تو دے
پڑے تو واقعی ایک بار آگ داب تو دے
مثال نقش قدم کرنے پا تراب تو دے
حورون پہ مر رہا ہی یہ شہوت پرست ہی
آئینہ خاک صاف ہی صورت پرست ہی
سوزی وہ دے گا کیا کہ جو دولت پرست ہی
گم گشتہ کون کہتا ہی شہرت پرست ہی
کچھ ہی بلا سے لیک محبت پرست ہی
ہی مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا
مجھ کو شربت مین مزا آیا مے انگور کا
[illegible] ایک شعلے سا ہی سو بھی چراغ دور کا
ایک غبار ناتوان ہی کاروان مور کا
دیدۂ حسرت سے حلقہ جوہر ساطور کا
بال بھی باندھے جو تسمے پر تو زلف حور کا
جیسے مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا
قصہ پہونچایا زبان دار پر منصور کا
تین دن چاٹے اگر تعویذ میری گور کا
واے قسمت ہو اسی روزن مین گھر زنبور کا
جمع ہو جب تک نہ رنگ سرخ روی حور کا
استخوان سے ہو مرے دستہ تری ساطور کا
لکھ دیا تھا کوہ کن بھی نام ایک مزدور کا

بل بے وحشت اب تلک بھی شاخ آہو کی طرح
ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہی جس کی خاک مین
شمع نازان نہ ہوا اک رات ہبا آنسو گرم
مہروش بل بے شہ حسن جہانتاب کی تاب
دست خورشید کی رعشہ سے سپر جا بسے چھوٹ
دل عاشق کے جلانے کا ہی سارا سامان
کونسا سوختہ جان صبح سے ہی گرم فغان
ہم تو سنتے تھے سدا کلک حموص یار د
قبر مین عاشق جو تیرا مضطرب احوال ہی
ہم نے جانا تھا کف پا مین تمھاری خال ہی
ابر برسون رو چکا پر سوز غم سے اب تلک
میرے دود آہ سے یان تک زمانہ ہی سیاہ
دل مین شکل یار کب آئے نظر بے اضطراب
مین وہ مجنون ہون کہ میرا کاغذ تصویر بھی
جیسے ہی دل مین کسی کی نوک مژگان کی خلش
دل پہ ہون گر داغ سوزان عشق مین اے کوہکن
کھاؤن مین بیڑا جو اس پر کیونکہ دل بگڑے نہو
ہین جہان مدفن تمھارے کشتگان لطف کی
تیغ قاتل کو مرے کیا چاہیے ہی رنگ یان
بسکہ ہی لبریز اپنا آفتاب بادہ سے
کھل گیا مضمون شکست دل کا بن خط کے پڑھے
ہی اسیران محبت کی بلا سینے مین آگ
روز محشر سے کئی دن دیکھنے کو جا بجا ہین

تیغ کھاتا ہی دھوان میرے چراغ گور کا
ہی در تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا
برسون یان چشم سے ٹپکا ہی مری لو ہو گرم
رخ سے گرم آئینہ ہوا آئینہ سے زانو گرم
کھینچ کر تیغ کو جب ہو وہ ہلال ابرو گرم
بنی شعلہ ہی تری رنگ بھبھوکا رو گرم
کہ ہوا آتی ہی کوچے سے ترے گلرو گرم
ذوق ہوتا ہی وہ کیون ہو کے ترش ابرو گرم
لوح بالین پہ بھی لکھا سورۂ زلزال ہی
لیکن اب دیکھا سو پیدا ہے دل پامال ہی
خاک میرے ڈھیر کی اڑنے مین جیسی رال ہی
آفتاب آسمان زندگی کے منہ کا خال ہی
قلعی سیماب بن آئینہ بے تمثال ہی
مثل عید ہی باعث خوشنودی اطفال ہی
نشتر زنبور ہی تن پر مرے جو بال ہی
پھر تو خسرو کا بھی گنج سوختہ کیا مال ہی
جو رگ یان ہی وہ مجھکو شیر کا سا بال ہی
مشکل کیا بید مجنون ہی و یان پا جال ہی
خون اعجاز مسیحا سے لب اس کا لال ہی
دور ساغر ہمکو ساقی گردش یکسال ہی
نامہ بر کا اس قدر اپنے شکستہ حال ہی
شعلہ جوالہ سان طوق گلو تک لال ہی
گر یہی ای ذوق طول نامۂ اعمال ہی

ہوے سرداران سپہ کا ایک سراسر لشکر ہی
مانگ جو ہی ایک مار سفید اس لشکر کا سر لشکر ہی

آبلہ ہاے سینہ جو خیمہ سے دکھائی دیتے ہین
مزرع دل پر میری پڑا کیا غم کا آکر لشکر ہی

ہووے دل مظلوم ہمارا کیون نہ شہید شست بلا
دردی اسکے شامیون کا وہ زلف عنبر لشکر ہی

کہیے تو یہ خدا ہی رکھے آج کہ جوش پر ہین
ایک صحاب الفیل کا سایہ دوش ہوا پر لشکر ہی

ہین وہ شاہ کشور غم ہون یار و جسکے ساتھ سدا
جوش اشک کی دولت سے جون موج سمندر لشکر ہی

گاہ ہجوم یاس ہین ہی دل گاہ ہجوم حسرت ہین
ہی یہ مرد سپاہی پیشہ پھرتا لشکر لشکر ہی

خال چشم جانان کا مژگان سے تجمل دیکھو تو
اوترا پشت پہ مچھلی کی کیا لیکے سکندر لشکر ہی

ہووے امام برحق پیدا ذوق اگر تو دیکھا ابھی
ہوتا اگر وا اسلامیون کا جون بنجہ گوہر لشکر ہی

مین ہجر سے مرنے کے قریب ہو ہی چکا تھا
تم وقت پر آپہونچے نہین ہو ہی چکا تھا

جینا نظر اپنا ہمین اصلا نہین آتا
گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا

وہ کون ہی جو مجھ پہ تاسف نہین کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا

کیا قہر ہی وقفہ ہی ابھی آنے مین اسکے
اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا

دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہی
دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا

کرے ہی شرع کا پاس شمک مدام شراب
حرام ہی نہین لیکن نمک حرام شراب

یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کار سعید
شروع دیکھ کے کیجے مہ صیام شراب

بیمار عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج
کہہ ای طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج

فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمان صبح
ہوگی اذان گور ہماری اذان صبح ؂

پر نور ہی ترا رخ سیمین لبان صبح
آنکھین ہین تیری مست صبوحی کشان صبح

اب میکدہ مین شام کو ناقوس پھونکیے
مسجد مین مدتون رہی تسبیح خوان صبح

ریش سفید شیخ مین ہی ظلمت قریب
اس بکر چاندنی مین تکرنا گمان صبح

ہی زلف تیری سنبل صحن چمن کی شاخ
قطرون سے پر عرق کے بنی یاسمن کی شاخ

چمن سے بعد ہین جیسی سنین تو قافیہ قفس
قفس مین بند ہین ہم مثل قافیہ قفس

پر کترنے کو جو صیاد دینے چاہے ہمی مقراض
ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض

نام فریاد سے ہوتے ہین جگر کے ٹکڑے | ہوتا ہے حق مین مری مطلع آہی مقراض
بحر و بر مین ہے ہر اک کو ہوس قطع و برید | ناخن شیر ہے خنجر دم ماہی مقراض

پھر کر ادھر ادھر بھی نہ اپنا گیا تعلق | لفظ تعلق کی طرح سے یون ہین رہا تعلق

عنقا کی طرح خلق سے عزلت گزین ہون مین | ہون اس طرح جہان مین کہ گویا نہین ہون مین
اس در پہ شوق سجدہ سے فرش زمین ہون مین | مانند سایہ سر سے قدم تک جبین ہون مین
مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہون مین | مین ہون تمھارا سایہ جہان تم وہین ہون مین

مین وہ شکستہ دل ہون نہ دو رنج مین تنگ ہون | آہن کی طرح آگ مین بھی لال رنگ ہون
جو ہے سو پہلے سیر سے اٹھانے کی فکر مین | محفل مین اس کی مین کوئی جو سنگ کا رنگ ہون

مرے جو موت کے عاشق بیان کبھو کرتے | مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
غرض تھی کیا ترے تیرون کو آب پیکان سے | مگر زیارت دل کیون کہ بے وضو کرتے
اگر یہ جانتے چن چن کے ہم کو توڑین گے | تو گل کبھو نہ تمنائے رنگ و بو کرتے
نہ رہتی یوسف کنعان کی خوبی بازار | مقابلہ مین جو ہم تجھکو روبرو کرتے
یقین ہے صبح قیامت کو بھی صبوحی کش | اٹھین گے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے
سراغ عمر گذشتہ کا کیجیے گر ذوق | تمام عمر گزر جائے جستجو کرتے

جس ہاتھ مین خاتم لعل کی ہو گر آستین لف سرکش ہو | پھر زلف سیہ وہ دست ہوسی جسمین انگر آتش ہو
پوشاک آبی آپ کو گر دل پسند ہو | دریا یہ ہی حباب کے شیشہ مین بند ہو

لگی اس شعلہ خو کے کون مجھ سا زار دامن سے | الجھ سکتا ہے کوئی برق کے بھی خار دامن سے
لگا ہے اس تمنا مین میری ہر خار دامن سے | کرون دس تار مین گر ہو عطا اک تار دامن سے

ذوقا تخلص ذوقا شاہ نام از اہل بنارس درویشی است سر و پا برہنہ رخت بہ میرٹھ
ہم کشیدہ او راست

نے بام کی ہین زیب نہ زینت کسی در کے | ہم باٹ کے روڑے ہین ادھر کے نہ ادھر کے

ذوقی تخلص ذوقی رام نام از مراد آباد است نسبت شاگردے بندگی مہدی علی دارد
بسر بردہ اوقاتش بعطر فروختن است گویند در موسم ہولی کہ زمان عشرت ہندیان است

بتقلید فرقۂ بی نوایان در کوچہ و بازار اشعار می خواند او راست

ملنے سے تصور میں کچھ کم نہ مزا دیکھا
گر وہ نہوا اُس کی تصویر ہی اور میں ہوں

ذوقی تخلص المعروف بشاہ ذوقی درویشی است از لکھنؤ او راست

اپنی یہ چاہ اُس کی وہ صورت رکھ ہاتھ وہ قبضے پہ یہ ہم ہولگا کہنے
ای عزیزو نگاہ کیجیے گا اب تو ہی تراسر ہی شمشیر ہی اور میں ہوں

حرف الراء المہملہ

راقم تخلص غلام محمد در اکثر خطوط و شنگا ہی وار دلفا ہی دانے ہم معروف از وست

بس کر اچکے عاشقی مری جان جب میں نے کہا تم نے ملاقات اڑا دی
غصے سے ترے جو ڈر گئے ہم تو اوس نے ہنسی میں یہ مری بات اڑا دی

رقم تخلص بندرابن نام بعضے او را از باشندگان متھرا و بعضے از سکنائے جہان آباد نوشتہ اند و نظر بر اسم و رسمش می توان پذیرفت کہ از اہل متھرا باشد تلمذ سے اختلاف کردہ اند یکے شاگرد مرزا مظہر و یکے تلمیذ مرزا رفیع سودا نوشتہ بہر حال اشعار گوش کنید و این قصۂ بحث فراموش

مری بد شرابیوں سے کریں توبہ میگساران یاں تلک قبول خاطر کیجے تری جفا کو
رہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یاران تا سب کہیں کہ راقم رحمت تری وفا کو

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ نام ایرانی نژاد است و مولدش جہان آباد زمانے با انشاء اللہ خان بر طرف افتادہ و ابا جے رکیک گفتہ از یاران سعادت یار خان رنگین است او راست

رشک چمن جو اٹھ گیا آج ہمارے پاس سے منہ دوپٹے میں چھپایا اُس نے
پنے برنگ گل یہاں آڑ گئے کچھ حواس سے دل کو پردے میں لبھایا اُس نے

رافت تخلص محمد احمد نام سلسلہ نسبش بہ شیخ احمد مشہور بہ مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز میرسد و مولدش لکھنؤ و مسکنش رام پور شاگرد قلندر بخش جرأت

بارہا بدہلی رسیدہ و طریقہ رضیہ صوفیہ از غلام علی شاہ یاد گرفتہ در صنائع لفظی بسیار می کوشد او راست

کسکی مژگان کی آہ یارب چبھے ہین برہن ہمارے جگر مین
کہ شکل غربال پڑگئے ہین ہزارون وزن دل و جگر مین

راسخ تخلص غلام علی نام در عظیم آباد پٹنہ میزیستی در سنہ یکہزار و دو صد و چہل فوت شد او راست

دشمنی زیر پردہ کی ای وائے تم نے کیا کیا
آپ تو پردہ مین بیٹھے اور ہمین رسوا کیا

اب اور لگا ہونے ایجاد گلستان مین
راتون کو لگا رہنے صیاد گلستان مین

راجہ تخلص راجہ بہادر فرزند راجہ شتاب راے ناظم صوبہ بنگالہ او راست

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہونچے
ہم اون تلک نہ پہونچے وہ ہم تلک نہ پہونچے

رجا تخلص شخصی است مجہول الحال از کلام اوست

مردے شب کو آنے کی یہان دھوم دھام ہے
بہتر ہزار صبح سے یہ اپنی شام ہے

رسا تخلص یکے از خانوادہ امیر تیمور است او راست

ہم بھی ہین رسا وقت کے یان اپنے سلیمان
ہین قید مین ہر ایک پری زاد ہمارے

رسا تخلص مولوی علیم اللہ از سکناے ضلاع شرقی بودہ او راست

کب حوصلہ تھا دل کو ستمگر کی چاہ کا
خانہ خراب ہو نگہ روسیاہ کا

رستم تخلص سید رستم علیخان متوطن جالندھر کہ من مضافات سرکار سہارنپور است از نبائر نواب عبد اللہ خان فرخ سیری است او راست

کب تلک ہجر کی دن دیکھیے ہم دیکھین گے
آستین اشک سے ہر رات کو نم دیکھین گے

رسوا تخلص آفتاب راے نام جوہری لاہوری بعہد محمد شاہ سر برسوائے برآوردہ کوچہ گرد بیابان نوردی بودہ و دمی بے شغل بادہ نمی آسود از بس رغبت دم مرگ حضار بالین را وصیت کردہ بود کہ از شراب شست و شویش کنند گویند چنان کردند و از جامہ اندامش بوے می آمد العہدۃ علی الراوے او راست

کوئی جا نہین زمین پہ کہ شکون سے نم نہین
رسوا بھی اس زمانے مین مجنون سے کم نہین

وصل مین بیخود رہے اور ہجر مین بیتاب ہو
اس دوانے دل کو رسوا کسطرح سمجھائیے

رضا تخلص یکی از اہل رام پور است ازوست

اب کوئی لحظہ مین مجنون پہ بلا آتی ہے ۔۔۔ جرس ناقۂ لیلیٰ کی صدا آتی ہے

رضا تخلص میر رضا علی طغرا نویس از اہل لکھنؤ است ازوست

ہدف ناز جو کل سینے کا صندوق ہوا ۔۔۔ تیر جو دل مین لگا سو لب معشوق ہوا
مت پوچھو رضا کا کچھ حال غم تنہائی ۔۔۔ ایک دل تھا سو کھو بیٹھا ایک سر ہے سو سودائی

رضا تخلص حمید الدین خلف حکیم کلونی چاندپوری است ازوست

آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھ تری اے گلرو ۔۔۔ دو قدم صحن خیابان مین چلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہین چھپ کے ترے کوچے مین ۔۔۔ ہین گنہگار جو دیوار تلے بیٹھ گئے
(ق)

رضا تخلص میر محمد رضا از ساکنان عظیم آباد است پر توی از میر ضیا یافتہ و در عنفوان جوانی بورع و زہد گرائیدہ از فکرت اوست

اس کا کچھ انجام بھی سمجھا کہ تو نے اے فلک ۔۔۔ حسن روز افزون وہان یان عشق شور افزا دیا

رضا تخلص مرزا جیون ابن مرزا جان از تلامذہ میر نظام الدین ممنون از اہل این دیار است و صاحب دیوان با راقم تعارف داشتہ چند سالست کہ فوت کرد از وست

تمھارے وصف دندان مین یہ بھی شعر ہوتے ہین ۔۔۔ کہ گویا رشتۂ مضمون مین موتی پروتے ہین
غیر سے گرم اختلاط ہے وہ ۔۔۔ ہم بھی سنتے ہین اور جلتے ہین
کون سے وحشی کی ہمکو اسقدر ہے یاد آہ ۔۔۔ سنگ سے اب تک بھرا جو دامن کہسار ہے

رضا تخلص میر مہدی سید بست از لکھنؤ و از تلامذہ میر ضیا است ازوست

نقش شیرین کا ہٹے پتھر سے پر اس کا خیال ۔۔۔ نہین ممکن کہ جا دے خاطر فرہاد سے

رضی تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ از اہل شاہجہان آباد و از امرائے والا نہاد بود بہ وابستگی مسائل اثنا عشریہ معروف بود چند روز است کہ این جہان گذران را گذاشت با حقیر ہم تعارفے داشت ازوست

مرے قتل کرنے مین دو فائدے ہین ۔۔۔ ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا ❊ ❊
بن عشق آدمی کی ذرا شان ہی نہین ۔۔۔ جسکو نہو وے عشق وہ انسان ہی نہین

دیکھ ٹک شمع کو عاشق کے ستانے والے ‏ ‏ کس طرح جلتی ہین اورون کے جلانے والے

رضی تخلص مرزا رضی خان ہم از امرای لکھنو است و بواسطهٔ قرابت با نواب وزیر الممالک دارد مثنوی لیلی و مجنون بزبان ریختہ از خامه اش تراویده بنظر نگذشته اوراست

دل کی طلب ہی اور تمنا ہی جان کی ‏ ‏ یہ ہم پہ مہربانی ہی اُس مہربان کی

رغبت تخلص میر ابو المعانی ساکن لکھنو است از فکرت اوست

یاد ہی باتون کو چھپ چھپ کے وہ آنا اپنا ‏ ‏ چٹکیان میرے وہ لے لے کے جگانا اپنا

رغبت تخلص شخصی است از اہل مراد آباد از ناسخ اطلاع درست ہم نداد این بیت از وثبت افتاد

جسکو اپنی نہین پروای جگر سوزی کچھ ‏ ‏ اوسکی ہر بات پہ کیون جیکو جلاتے پھرئے

رفیق تخلص مرزا اسد بیگ از مرحوم دہلی و تلامذه تمناء اللہ خان فراق است بزم مشاعره می آراست اوراست

روشن رہے گا داغ دل عاشقان مدام ‏ ‏ ہو گا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل
ہیہات گر کے ہم نہ اٹھے پھر زمین سے ‏ ‏ مانند نقش پا ترے کوچہ مین مر مٹے

رفیق تخلص امین اللہ از فکرت اوست

رہ عشق کی کج و پیچ ہین جو رفیق تھے سو جدا ہوئے ‏ ‏ مگر ایک نالۂ آه کو مری دم سے ہمسفری ہی

رفاقت تخلص مرزا امین نام از تلامذه جرات است در آغاز شباب بعمرش بانجام رسید از وست

وان کیونکہ روئیے کہ سنا دی جہان یہ ہو ‏ ‏ زانو پہ سر کو دھر کے نہ بیٹھا کرے کوئی
برسون کی ایام مین رفاقت جو چھوڑ دی ‏ ‏ کیا ایسی زندگی کا بھروسا کرے کوئی

رفیع تخلص رفیع الدین خان از شیخ زادگان لکھنو است به مراد آباد آمده و بزیارت حرمین شریفین رفته اوراست

ناتوانون کے ستانے سے حذر کر ظالم ‏ ‏ عرش بھی آه سے مظلوم کی ہل جاتا ہی

رفعت تخلص مرزا قاسم علی اصلش از مشہد مقدس و یکی از بزرگانش در کشمیر سکونت ورزیده دومی درین بلده متولد شده به لکھنو شتافته و کسب سخن از جرات ساخته اوراست

خط وہ نہ بھیجے رقیب کا لکھا | یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا
ہمارے سامنے مست ابر بار برس | جو ہم سے ہو سکے تجھسے تو ہزار برس
چھٹ جائے کسی سے نہ ملاقات کسی کی | اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی
دیوار گلخان کا سایہ گر پڑا ہی | زاہد بتا تو مجھ کو طوبے میں شاخ کیا ہی

رنگین تخلص سعادت یار خان خلف محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان لختی از فنون سپاہگری آگاہ است اکثر بلاد را بکام سیاحت پیمودہ و در ایام جوانی عشقہا ورزیدہ مرد خوش صحبت و خوش اختلاط است با پیرانہ سالی ظرافت الطبع تلمیذ شاہ حاتم است چند دیوان با اصناف سخن نظم کردہ و آنرا در مجلدی فراہم آوردہ نورتن نام کردہ چون دو دیوان دیگر یعنی بہ ہزل و ریختی وغیرہ است کہ ایراد آن باین ذخیرہ نمی سازد بنابران از دیوان ریختہ و بیختہ بدقت تمام این ابیات گزیدہ شد بعد بپایان آمدن این تذکرہ عمرش بسر آمد و کان ذلک فی شہر جمادی الثانی سنہ ہزار و دو صد و پنجاہ و یک ہشتاد و سال زندگانی کرد و از غرائب امور آنکہ می گفت درین سال رخت بعدم آبادی کشم چون سبب پرسیدہ آمد گفت سالہاست کہ بیخواست مصرع تاریخ فوت خود بر زبان آمدہ کہ درین سال از انجا نشدن من خبر میدہد و قصہ شاہ حاتم کہ شاعر مشہور ہست و استاد او بود نقل کرد کہ ہمبرین نمط الیشان را اتفاق فتاد خلاصہ ہمچنان دیدہ شد او راست

بوسہ تو ہم کو دیکر ثابت گناہ کیجے | گر قتل تجھکو قاتل منظور ہے ہمارا
غرضمند اپنے مطلب کے ہیں کام ای رنگین | وہ آئے یا نہ آئے میں بلائے بن نہیں رہتا
کھینچ لائے ہے لعسا کی کشش دل یا تنک | یارب صد شکر کہ مجھکو بھی یہ مقدور ہوا
اُسے ہے شوق کہانی کا ان دنوں میں بہت | یہ طور خوب ہے احوال دل سنانے کا
کیا کرتے ہو ناصح تم نصیحت رات دن مجھکو | اُسے بھی ایک دن تم کچھ جا کے سمجھاتے تو کیا ہوتا
پر نہ بیگا نہیں مقدور جو وان جا کے پر ... | کیونکر گر ہمارا آنا مدعی ہوتا تو کیا ہوگا
کر اپنے دل میں تو انصاف میں روٹھا ہوں کیونکر | الگلے میں خیال کر یا ہمیں ... تیرا یاد آیا

قسم ہے ایک عالم کو رُلا دیتا ہے اے رنگین
زاہد بتا تو کعبے مین کیا دیکھتا ہے تو
تو نہ گزرے گا جفا سے تو یار
گھر سے تیرے روٹھ مین جاتا ہون روتا اسطرح
جو پوچھتا ہون تغافل سے کیون جلاتے ہو
دیکھتے ہی اُن کو ہو جاتے ہین شادی مرگ ہم
مسجد مین رہے کعبہ گئے دیر مین بیٹھے
حورون کے عوض مجھے الٰہی
کب مجھ کو بہشت کی ہے خواہش
یہی رونا جو ہے تو ہم رنگین
صلح سو تب آئے اپنے ہمنشین
اُسے مین چھپ کے دیکھون بھلا وہ غیر کو دیکھے
وہ نہ آئے تو تو ہی چل رنگین
یہ میرا جی ہی جانے ہے تری لکنت کے عالم کو
اس اپنے ہاتھ کی گل کی کہون کیا اک کہانی ہے
دم بدم بسکہ ترا حسن فزون ہے ظالم
قیامت پر رہا موقوف پھر تو دیکھنا اُس کا
بنے گی اُس سے صحبت کس طرح کچھ کہ نہین سکتے

وہ اُس کی جھڑکیان کھا کر ترا مجبور ہو جانا
جاتے ہین دہر مین تو صنم دیکھتے ہین ہم
جان سے اپنی گذر جائین گے ہم
جیسے تو مکتب کو جاتا تھا کسی ہنگام مین
تو وہ کہے ہے مجھے جان کر جلاتا ہون
اُن کو پاتے ہین تو پھر ہم آپ کو پاتے نہین
اک جنبش سے اب سیر خرابات کو جی ہے
دنیا مین تو ایک تا زمین دے
دنیا ہے جو کچھ سوا یہین دے
اُس کے کوچے سے آج گل نکلے
مجھ مین اُس مین جب صفائی ہو چکی
بھلا یون دیکھنا دیکھو تو دیکھا جائے ہے مجھ سے
اس مین کیا تیری شان جاتی ہے
خدا شاہد ہے کچھ تقریر مجھسے ہو نہین سکتی
نشانی اُن کی چھلا تھا سو اُس کی یہ نشانی ہے
رو زجی مین ہے کہ کھنچوائیے تصویر نئی
اگر اک دم کے دم آنے مین وہ تاخیر کرتا ہے
وہ ہرجائی ہے اور بن شغل ہم بھی رہ نہین سکتے

رنگین تخلص پورن لعل کایستھ دہلوی از فکرت اوست

رنگین نہین ہین قطرۂ شبنم یہ باغ مین | باد صبا دے نمی سے بھرا ہے ایاغ گل

رند تخلص گنگا پرشاد لکھنوی کشمیری از تلامذہ جرأت است اوراست

گل چکا مین خاک مین اور دل مین ہے تیری غبار | جان مجھ سے اس قدر کس نے مکدر کر دیا
روتا ہون چپکے چپکے آتا ہے یاد جس دم | وہ دیکھنا کسی کا نظرین چرا چرا کر

مانتے ہو گر برا عشوق کہنے سے تو جان　　ہم تمھیں مشہور اپنا چاہنے والا کرین
دیکھیں جو کسی طرف تو رک جاے　　کیا کہیے اب ایسے بدگمان کو
وہی فغان ہی وہی آہ ہی وہی نالہ　　خدا کے فضل سے اپنا جو حال ہی سو ہی
نکلا کبھی نہ گھر سے وہ بیرحم در تلک　　چوکھٹ سے اسکے مر گئے سر مار مار کے

رند تخلص مہربان خان از متوسلان نواب احمد خان بنگش است که ناظم فرخ آباد بوده و بعد نواب ذوالفقار الدوله مرحوم بر فاقت فراسیاب خان گذارده مرزا رفیع سودا از مدحت طرازان بست تحتی در فنون علم موسیقی نیز شناسائی داشت او راست

جس کا تجھسا حبیب ہووے گا　　اسکا عالم رقیب ہووے گا
دل کا گھبرانا کہون یا کہ نفس کی تنگی　　دیکھیے کیا کرے صیاد قفس کی تنگی
ہی مری جان کا یہی دشمن　　رند اس دل کو خوار ہونے دے
دیتے ہین عقد حسن مین عاشق عروس جان　　آتا نہین تو آپ تو تلوار کھینچ دے

سنج تخلص میر محمد نصیر نام دنبیره و سجاده نشین خواجه میر درد علیه الرحمة به اکثر صفات حسنه موصوف و لفهم رموز موسیقی معروف صاحب تسلیم در رضا مجتنش دلکش و دلکشا داعی نیز لو سے برکت صحبت ایشان دریافته است و نداو شعر و سخن در میان آمده در شناختن شعر سلیقه خوشی دارد بالفعل نظم اشعار ریختی پیروانه و هنگام جمع این اوراق خیالات ایشان را از خدمت ایشان طلبیده پس از انتخاب ثبت شد

خط دیکھ کر ادھر تو مرا دم الٹ گیا　　قاصد ادھر بدیدۂ پر نم الٹ گیا
یقین ہو گیا دیکھکر اس کا قامت　　کہ بیشک قیامت مین دیدار ہوگا
کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر　　کوٹھے چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر
یاد دلوا کے جو سمبستری یار رلائے　　سو وہ تصویر نہالی ہی بغل کا دشمن
دل جیس کے لیے پہلو مین تپان رہتا ہی　　یون سنا ہی کہ اسے بھی خفقان رہتا ہی
دیکھی نہین حالت یہ جدائی مین کسی کی　　ہی طور جدا اپنا جدائی مین کسی کی

رونق تخلص میر غلام حیدر خان از مردم عظیم آباد است او راست

رحم کر ای دوست گاہی خاکساری پر مری
نقش پا کی طرح تیری راہ مین افتادہ ہون

روشن تخلص حالش روشن نشد از خیالات اوست

جی مین یہ تھا کہ جان کیجیے نثار
ایک رسم بھی جو سے وفا نہ رہا

روشن تخلص روشن شاہ نام از بریلی کہ مولد اوست نقل کردہ بمیرٹھ سکونت گزیدہ لباس علایق از بر کشیدہ بدامن ارباب تجرد چنگ در زدہ بفراغ خاطر و جمعیت باطن و ظاہر بسر می برد از فکریست اوست

دیکھ کے مجھکو منھ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا
واہ ری تیری دانشمندی آئین کیا ایک کام کیا

غیر سے ہو دین یار کی باتین
ہین یہ پروردگار کی باتین

آپ کرتے ہین بار بار نہین
ہم کو ہان کا کبھی اعتبار نہین

کون سی جا ہی کہ جس جا نہ گزر آسکا ہی
مثل خورشید جہان دیکھیے گھر آسکا ہی

دل کی تپش سے گرمی خورشید سرد ہی
سینہ اگر یہی ہی تو دوزخ بھی گرد ہی

کوچے مین تیرے بیٹھ گئے جب کہ ہم ای یار
جون نقش قدم پھر نہین اٹھنے کے زمین سے

آنکھون مین ذرا ٹھہر تو تا دیکھ لین اسکو
اقرار یہ ٹھہرا ہی دم بازپسین سے

تیرے کوچے کے اشتیاق مین یار
گھر سے ویران ہوے وطن سے گیے

حرف الزا المعجمہ

زار تخلص برہان الدین خان نام از خدام بارگاہ سلطانی ہست در خط شکستہ دستی معقول دار داو راست

کیونکہ اس بت کو یہ حال دل ناکام لکھون
کب وہ دیکھے ہی خدا کا بھی اگر نام لکھون

چرخ کے کیسے انقلاب ہوے
پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوے

زار تخلص میر منظر علی در خدمت نواب احمد علی خان شوکت جنگ بو [illegible] بسر بردہ او راست

اگر کچھ بس چلے اپنا تو کاہیکو یہ خواری ہو
نچا ہین اس کو ای ناصح جو الفت اختیاری ہو

اب رہائی نے کیا اور پریشان مجھکو ۔۔ خوب تھا اس سے وہی گوشۂ زندان مجھکو

نزار تخلص میر جنون اصلش از کشمیر و مولدش این بلدۂ جنت نظیر است نوشته اند که در اوائل مرد شوریده بود آخر سودا بر مزاجش غالب آمد باز افاقت یافت دو زیست جنون عشقش نبود که ازالۂ آن محال بودی بالجمله این اشعار از خیالات اوست

ایک دن پہلے ہی دنیا سے اٹھانا ہم کو ۔۔ یا الٰہی شب فرقت نہ دکھانا ہمکو
لیجاؤ گے تم اس کی گلی سے جہان مجھے ۔۔ آرام جو یہان ہے نہوگا وہان مجھے

زکی شیخ مهدی علی از اهل مراد آباد است مدتها در لکھنؤ بسر برده و با شعرای مشهور برخورده چندی به پیشکاری تحصیل مضافات سهارنپور گذرانیده نوبتی بهوای دیدنم بدهلی آمده و از اتفاقات با وجود دلگرمی هاے شوق جا گرم ناکرده برگشته بار دگر وارد شده و روزی چند گذرانده تا مدت قیام شاهجهان آباد هر روزه میخورده مرد زکی است می گفت که کتب تحصیلی را از علمای فرنگی محل که محله ایست از محالات لکھنؤ درس گرفته ام و در فن تاریخ دستگاهی تمام دارد و قصیده در مدح آصف جاه والی حیدرآباد مشتمل بر چندین صنائع گفته است چون حوصله این عجاله متحمل نبود خامه از ایرادش عنان برتافت صاحب دیوان است دیوانش ملاحظه شده این ابیات از آن ملتقط گشت

وحشت ہے آشکار زلیخا کے حال سے ۔۔ آنکھیں بیان کرتی ہیں افسانہ خواب کا
آفتیں آتی اٹھائیں عبث ایجان حزین ۔۔ ہجر کا نام ہی سنکر تجھے مرجانا تھا
شعلۂ حسن کبھی برق جہان سوز نہو ۔۔ آفت جان زکی دل ہی کا آجانا تھا
ترک ملاقات کی پوچھو نہ بات ۔۔ ہم سے نہ ملنا اسے منظور تھا
جمال یار پہ ہم نے یہ ٹکٹکی باندھی ۔۔ کہ اپنی آنکھ کا تل اسکے منہ کا خال ہوا
آتش عشق کہیں بھڑک اٹھے نہ زکی ۔۔ اختلاط اس سے بہت گرم تمہارا دیکھا
سب لیچکا وہ جان و دل و طاقت و توان ۔۔ کیون آئے اب یہان اسے کیا کام رہ گیا
ہوسے ساقی سے خجل واہ ری کم ظرفی دل ۔۔ بوسہ لب کی طلب پہلے ہی پیمانہ پر

دھوم دیوانے اُڑاتے ہین پریزادون کے
یہ جگر دل کا ہی ای سوز محبت ورنہ
کب ہی یقین کہ عمر دوروزہ کرے وفا
شب آتے ہین قاتل کے جو در پر گذری
اُٹھائے بہت سے مزے زندگی کے
ایک دن اور چاہتے ہین زکی ✤
ہم گرفتار ہین نی بال و پری کے پابند
یوسفا کا اپنے دھیان ہی تحریر خط کے وقت
ماہتابی پر جو وہ خورشید رو ہی بےحجاب
دل ہم سے رہا جدا ہمیشہ
جب یہ سنا کہ پانون کو مہندی لگی وہان
حسرت ای تازہ اسیران قفس آتی ہے
لگا ہے غم فراق کے آرزوے وصل
حشر ہو جائیگا بیتابی دل سے لیکن

شمع محفل کو لگا دیتے ہین پروانے پر
پھینک دیتے ہین شرر سینے سے باہر
کیا کیجے زکی کسی دیرآشنا سے ربط
تجھے اے اجل یاد کرتے رہے ہم
بہت تجھ پہ ای شوخ مرتے رہے ہم
عاشق طرہ دوتا ہین ہم
ہی نصیبون کا گلہ شکوہ صبا نہین
ڈر ہی کہ انگلیان نہ شامل ہون قلم کے ساتھ
اپنے جامے سے ہوئی جاتی ہی باہر چاندنی
گویا وہ ضمیر منفصل ہی
شعلہ بھبھک اٹھا نگہ انتظار سے
دھوم سے فصل بہار اب کی برس آتی ہی
کیا کیا ہو دل لگی جو کہین دل لگا رہے
راہ پھر بھی تری ای عہدشکن دیکھین گے

زکی تخلص جعفر علی خان نام از امراے شاہ عالم بادشاہ بودہ ازوست

عشق مین نسبت نہین بلبل کو پروانے کیساتھ
وصل مین وہ جان دے یہ ہجر مین جیتی رہے

زمان تخلص سید محمد زمان شخصے بود در امروہہ از فکرت اوست

عارض ہی گل کا صاف ولیکن جھلک نہین
نرگس کی چشم ہی پہ پتلی پلک نہین

زینت تخلص زنے است از شاہدان بازار و حقیقہ ایست ازین دیار مسلمہ آثار با مرزا ابراہیم بیگ مقتول کہ کشتہ نادرشاہ بود نظر بہ اسم وفاداری دوری از وطن واصل وطن گوارا کردہ بہ لکھنو شتافت اوراست

شب مہتاب مین تا صبح زینت
خیال ماہ رو ہی اور ہم ہین

حرف السین المهمله

ساقی تخلص مرزا محمد جان بیگ اصلش از دست قبچاق پدرش در کشمیر رنگ سکونت ریخته وے بدهلی آمده دست ارادت بخواجه میر درد علیه الرحمه داده آورده اند که بزبان فارسی فکر خوشی داشت تاریخ نیکو می گفت قصیده در مدح خرم خان صوبه دار کشمیر باین صنعت که از هر مصرع دو تاریخ مے بر آید واز پیشگاه شاه عالم بادشاه مامور بنظم شاهنامه مشتمل بر وقایع ایام خلافت گشته و باتمام نرسانیده بود که سال عمرش باتمام رسید و آن قصیده و مثنوی ملاحظه نگشت دو سه غزل حسب خواهش احباب خویش در ریخته گفته بود از یک غزل دو بیت نوشته شد باین علت که درین زمان این هم از و غنیمت است

ہم گھر میں تمہارے کہو کس راہ سے پہنچیں
دشمن ہیں ہمارے در و دیوار تمہارے

مرغان قفس دل کو پکڑ رکھتے ہیں و لیکن
دن رات تڑپتے ہیں گرفتار تمہارے

سائل تخلص مرزا محمد یار بیگ قوم اوزبک ولادتش در جهان آباد در وداده ابتدا شاگرد شاه حاتم بوده آخر ببودا گرویده اوراست

وہ جو سائل ہو گیا دست شکستہ کی طرح
آہ اپنا جس کو میں نے قوت بازو کیا

سامان تخلص میر محمد ناصر از باشندگان جونپور است بزمان محمد شاه بادشاه وارد دار الخلافه گشته بود اوراست

رقیب اس طرح چلتے ہیں ہمیں دیکھ
اگر رستہ میں ہیں اُس شہر و کے

سبحان تخلص به عبد السبحان از شاگردان آبرو سبت از دست

جان و دل ہی قبول سب جانا
پر گلی میں تری نہیں آنا

سبقت تخلص مرزا اسمٰعیل فرزند مرزا علی اکبر اخوند از تلامذه جرأت است اصلش از ایران زمین و مولد و منشایش جهان آباد ارم تزئین کتب درسیه

تحصیل

مطالعہ کردہ فی الجملہ طبعش ہموار معلوم می شود و اوراست

تا بکجا یہ اضطراب دل نہ ہوا ستم ہوا
جان کیون نہ آگئی تو بھی قاتل نہ کم ہوا

مین ہی کچھ تنہا نہ اس کو دیکھ مفتون ہو گیا
ہر کوئی اس غیرت لیلے کا مجنون ہو گیا

ناقۂ لیلی جو ٹھہرا دی مجنون مین آہ
بولی کیا تیر اٹھی یان اے ساربان دل لگ گیا

کچھ فائدہ کی بات دلا اختیار کر
کیا فائدہ ہے گریۂ بے اختیار کا

سفقت سناؤن کیونکہ خبر دل کو یاس کی
احوال جانتا ہون مین امیدوار کا

کس کس طرح سے اپنے تئین کرتے پائمال
افسوس اس کو ذوق نہین ترکتاز کا

قصد مجھ سے بیگنہ کے قتل کا جب ولیکن ہو
کیون نہ پھر خنجر ترا قاتل سنبھے اور ٹوٹ جائے

سجاد تخلص میر سجاد از مردم اکبر آباد ہنگام ورود دہلی بزم مشاعرہ ترتیب میداد از تلامذۂ آبرو ست و متبع طریقہ او از وست

شتابی سے دسے لے کر جاتا ہے ابر
جو کچھ باقی ساقی رہی ہے شراب

ایک دل رکھتا ہون جو چاہے سو سجاد اسی
خواہ زلفین خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم

جب ہم آغوش یار ہوتے ہین
سب مزے درکنار ہوتے ہین

لب شیرین پہ اُس کے مرتا ہون
زندگی اپنی تلخ کرتا ہون

ہرگز آنے نہ دین گے غیر کو جان
ہون گے کیسی ہی ہم سے گئے گذرے

سخن تخلص حکیم مرزا محمد حسین اصلش از کشمیر ودی در جہان آباد و متولد شدہ از فن طب آگاہ است گویند کہ دربار سے ہم اشعار دارد و اوراست

جو ہین جان نکلی وہین آن نکلا
بھلا مرتے مرتے تو ارمان نکلا

سخنور تخلص دیوالی سنگھ نام کایتھ سرگروہ التبابرداران دفتر شاہی است اوراست

گریان رکھے ہے جب ترے یہ چشم تر مجھے
طوفان نوح آئے ہے اب پھر نظر مجھے

سنجر تخلص مرزا زین العابدین خان فرزند رشید نواب سالار جنگ اکثر مزاولت کتب دینی و علم الیقینی داشتی و از ملاہی و مناہی علے الرغم دودمان خود بیگانہ محض بودی بزرگانش بزمان دولت فرخ سیر بادشاہ بہند آمدہ در بارگار

سلطانی فرداول لقب داشتند صاحب دیوان ضخیم است مصحفی چهار سال در زمرہ شعرا نجد منتش شرف حضور داشتہ از افکار اوست

ہماری آہ پہنچتا ہے کیا تو
کب خوش آتی ہی ہمین سیر گلستان تجھ بن
مین روتا ہون سر سبز آتی ہی جب یاد
اس کے کوچے کی طرف مین تو نجاؤن سر سبز

دکھا دینگے تجھے اس کا اثر ہم
باغ آتا ہی نظر خانہ زندان تجھ بن
وہ صورت مجھے پیاری پیاری کسی کی
کشش دل ہی کہ کھینچے لئے جاتی ہی مجھے

سراج تخلص سراج الدین علی سراج بزم علم و دانش است آوردہ اند کہ روزے در رہگذرے سراج پروانہ بصری از طایفہ ہنود گشت چون مخالف مذہب در میان بود سدے آن شعر رنجہ مین افتادہ بیہودہ می لبوخت آخر تا شیر عشق یکرنگے پسند و دلی سوز زخمی در دل مرشد پدر آن ماہوش انداخت کہ برائے وصلت آن ہر دو سوختہ آتش فراق پرورش را ہدایت ساخت و بے لطف بشرط اعتقاد اعتراض نتوانست کرد در دم شمع را بہ پروانہ واد یعنی دخترش را بسراج دیوانہ چون کام پروانہ از وصل جانان غیر از جان دادن نیست سراج پروانہ وا گرد آن چراغ محفل حسن گردیدہ جان بجان آفرین سپرد دنیز شمع کردار لختے بر نعش سوختہ خویش گریستہ مرد فرد تو ہم شب را بسر کی می بری ای شمع کم فرصت + گرفتم سوختے پروانہ آتش بجانی را + بالجملہ غزلے کہ شعری ازان ایراد کردہ مے شود از شہرت تمام دارد و جز این چیزی دیگر از و مسموع نگشتہ

بجلی وحشت عشق مین یہ ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

سراج نامش معلوم نشد از اورنگ آباد است و معاصر آبرو از وست

نہین ہی تاب مجھے تیرے سامنے جانان
کہان سراج کہان آفتاب عالم تاب
نہ پوچھو خود بخود کرتا ہون تعریف کے قامت کی
کہ یہ مضمون مجھ کو عالم بالا سے آتے ہین

سرور تخلص اعظم الدولہ نواب سید محمد خان خلف الصدق نواب ابوالقاسم خان

شاگرد محمد جان بیگ سامی از اجلۂ اراکین جہان آباد است و از اعاظم امرای عالی نہاد و با فن شعر در نہایت مرتبہ مالوف است و در ہر بزم مشاعرہ شریک مے شود و غزل در ہر طرح سر انجام می کند شاعر قدیم است و کلامش مستقیم است تذکرہ مبسوطی مشتمل بر اشعار ریختہ گویان ما تقدم و ما تاخر نوشتہ بنظر رسیدہ صاحب دیوان است گاہ گاہ با راقم حروف ملاقات دست بہم میدہد الحق صاحب اوصاف گزیدہ و اخلاق پسندیدہ است بعد ضبط ترجمہ وی پیش از آنکہ این تذکرہ بانجام رسد عمرش بانجام رسید و کان ذلک فی شہر شوال سنہ خمسین و مائتین بعد الف من ہجرت خیر الورے علیہ الوف التحیۃ والثنا اوراست کہ خدایش در بہشت برین جا دہد

ہم جانتے زمین سے تھے دور چرخ کو — دیکھا تو ایک عرصۂ جولان نالہ تھا

ہے وصل نکل جان حزین آج ہی تن سے — صدمے سے جدائی کے جو کل جائے تو اچھا

نامہ کس سوختہ جان کا یہ لیے جاتا ہے — بازوؤن سے جو ہلاتا ہے کبوتر پٹکھا

ہاتھ اپنے رہے زیر بغل بعد فنا بھی — تھی بسکہ ہم آغوشی دلدار کی حسرت

میری آہ سرد کی تاثیر محفل مین ہے — جل نہین سکتا ہے اصلا شمع سے پروانہ آج

مین رہون محروم وہ دے بوسہ چشم یار پر — دیکھ کر یہ رشک آیا روزن دیوار پہ

کوچۂ یار مین خوابیدہ اس آرام سے ہون — شور محشر کو بھی ہووے گا جگانا مشکل

مجھ کو دکھاؤ آئینہ کوئی نہ وقت نزع — بالین پہ لاؤ گر وہ رخ سادہ ہے کہین

دیدۂ تر سے لگا خط کو نہ اس کے سرور — یار کے ہاتھ کا لکھا ہے ہوا واسط جاے

گھبرا کے نہ لے یار کی سرور تو بلائین — آسیب کہین اس رخ روشن پہ نہ آ جائے

غیر لایا اسے یہان پھر تما شادم نزع — دوستون سے نہوا وہ جو ہوا دشمن سے

عبث ہے نامہ و پیغام کی امید مجھے — ہزار مرتبہ قاصد جواب لایا ہے

سرور تخلص مرزا رجب علی بیگ شاگرد آغا نوازش حسین خان نوازش بودہ از خوشنویسی و موسیقی بہرہ واشتہ اوراست

ہی شوق سرور ایسا غالب کہ جو قاصد سے — کوسون ہی تلک حالت کہتے چلے جاتے ہین
ذرا دست جنون کی دیکھو جودت — لگیا ہی قبر مین ٹکڑے کفن کو

سعادت تخلص سعادت علی از مردم امروہہ بعہد محمد شاہ بادشاہ بودہ ادراست

یار سے جو رقیب لڑتے ہین — یہ کبھی اپنے نصیب لڑتے ہین

سعید تخلص قاضی سعید الدین خان خلف الصدق قاضی القضات نجم الدین علیخان از اہل کاکوری کہ قصبہ ایست از لکھنؤ شخصی است نجیبہ و ذی ثروت صاحب اخلاق و مروت مدتے خدمت فنا بالیشان ماندہ بعیش و نشاط تمام و وضع و وقار تمام بسر اوقات کردہ بتقریب دورہ بعیت یکی از اہل فرنگ واردین نواح شدہ بود باداعی ملاقاتش اتفاق افتادہ گوئید کہ ایدون چشمش از حلیہ نور عاری شدہ لہذا چون مردمک چشم خانہ نشین ہست ورست

بیدماغی آسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مری — آکہ پری کو نہین خوش آتی ہی انسان کی بو

سکندر تخلص خلیفہ محمد علی صاحب مرالی مشہورہ از مردم پنجاب است مزاج بمزاجش غالب بودہ از تلامذۂ محمد شاکر ناجی شمردہ می شود بشرب شراب بیشتر پرداختے گویند کہ از وطن سفر دہلی کردہ ازینجا بحیدرآباد رفتہ درانجا درگذشت اہالی آن معمورہ استخوانش را بکربلا فرستادند ادراست

قیس صحرا مین رہا کوہ مین فرہاد رہا — مین بگولے کی طرح دشت مین برباد رہا
ندیکھا ہو جو کسی نے حباب دریا مین — وہ دیکھلے مری چشم پر آب دریا مین
سحر گذرا چمن مین کو تماشا خورشید رویا رب — کہ شبنم گل کے منھ پر آب تلک پانی چھڑکتی ہی

سلطان تخلص مرشد زادہ آفاق مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلی از کلام اوست

دور رکھ دوران سر سے گردش دوران مجھے — مست رکھ ای دیر خراب آباد سرگردان نہ مجھے +

سلطان تخلص نواب نصر اللہ خان مرحوم از طائفہ شریفہ افاغنہ است قرابت مصاہرت با نواب فیض اللہ خان مرحوم کہ والی رامپور بودہ داشتہ از خیالات اوست

اس لب سے کیا لعل کا جب نہ تک برابر — دیکھا تو نہین اس کے یہ پاسنگ برابر

سلیمان شکوه بهادر خلف الصدق حضرت شاه عالم بادشاه
لکهنو بوده اکثر شعراے آنجا از خوان نعمتش بهره ور و کامیاب بوده اند
ــالم بدهلی وارد شده بود الحال زینت فزاے مستقر الخلافة اکبرآباد است

من نتایج افکاره

ه تیرے دیوانے کا اس تو قیر سے اٹھا — کہ شور نالہ ہر ایک خانہ زنجیر سے اٹھا
گالیان سیکڑون ہر بات مین اب دینے لگے — دیکھیو جھڑتے ہین کیا منہہ سے مرے یار کے پھول
کس طرح لون مین بلائین کرون کیونکر تعظیم — دست و پا اپنے گئے دیکھتے ہی یار کے پھول
رقم گر ایک شمہ اس کو اپنا درد غم کیجے — تو پھر یہ چاہیئے سارے نیستان کو قلم کیجے
برقع نہ اٹھا بزم مین تو منہہ سے وگرنہ — حالت ابھی ہو جائیگی تغییر کسو کی

سلیمان تخلص شخصی است مجہول الحال از کلام اوست

مجھسے ظالم سے بلا دیکھیو طرارئ دل — پھر بھی دھڑکا نہ گیا بلبلے جگرداری دل

سلام تخلص نجم الدین علی خان بن شرف الدین علی خان پیام از اکبرآباد است اوراست

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ — درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سودا تخلص سرخیل شعراے عالی مقام مرزا محمد رفیع نام اصلش از کابل و مولد و منشایش جہان آباد است بسن شباب به لکهنو رفت و همدران جا وفات یافت وفاتش راز مان بسیار آمده از مقربان بارگاه وزیر الممالک نواب آصف الدوله بهادر بود استاد مسلم است و در فنون سخنوری از همه پیش قدم لطف طبعش چون عشوهٔ دلدار سراپا ناز از هر رگ و پی نظمش می بارد و حلاوت کلامش چاشنی نوش لب شکرین شاهدان شیرین شمائل بیدار و فکرش چمن جنت است که گلهاے کس نچیده از ان می خیزد و اندیشه اش چشمهٔ خلد است که جوے شیر از ان میریزد ذوق کلامش هم اثر شراب است اما نه شرابی که از رگ تاک برآید و فروغ ضمیرش هم جلوهٔ آفتاب است اما نه آفتابی که بکسوت درآید طائر خیالش بالنسر طائر هم پرواز است و همای فکرش بر ایوان کیوان سایه گستر و جلوه انداز بافته سطرح

شاعری مناسبت تام دارد و براصناف سخن قدرت تمام وآنکه بین الانام شهرت پذیر
است که قصیده اش به از غزل است حرفیست مهمل بزعم فقیر غزلش به از قصیده
است وقصیده اش به از غزل اگر گوئی که غزل از اشعار رنگین مملو است و قصیده ازان
خالے زیاده ازین چه توان گفت که قباحت این تحقیق پیر نظارگیان دیوانش خالے
ودخلة السرآنست که قدما را مانند فصحاے متاخرین پیرا مون خاطر وجاگزین دل نه
این بود که هر شعر دلپذیر آید و هر بیت خاطر نشین لهذا در کلام ایشان قصص اجل
واقع شده چه در قصیده وچه در غزل مع انهم اولون ولهو حسدون والا خاطر بجمیع فنون
متعذر للمتقدمین و سدور من قال العلم للمتاخرین پس بنابرین مقدما
برین بزرگان دارو گیر نه سزاوار نیست وطعن وتعرض لائق نه معهذا
اشعار منتخب ومنتخب ایشان باید نگریست که در چه رتبت عالی و مکانت
فخیم جلوه ظهور گرفته ویدل علے ذلک ما قال شرف الاصل فخر الاماثل قدوة المحققین
مولانا محمد صدر الدین ادام الله تعالے ظلاله علے مفارق المستفیضین وحرسه
عن آفات یوم الدین المتخلص به آزرده در تذکره خود که بایجاز واختصار تمام
در حال ارباب النظم ریخته نوشته است تحت ترجمه میر تقی المتخلص به میر در
شرح کلام وے حیث قال پستش اگرچه اندک پست است اما بلندش بسیار بلند
خلاف این سفینه کمیت خامه لختی درین عرصه بجولان آمده که عطف عنان
باصل مدعا سازیم مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول نداشت
اما جز رکیک بسیار گفته وبآن شیوه داشته ومضامین دلاویزی یافته در اشعارش
بنظر رسید وازان انتخاب گردید

دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا — پہونچے کب اس کو ہاتھ ہمارے غبار کا
دکھلائیے لیجا کے تجھے مصر کا بازار — لیکن نہیں خواہان کوئی واں جنس گراں کا
ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا — پانی بھی پھر پئیں تو مزا ہے شراب کا
اکرون نگاہ ہاتھ سے جو رنگو ناغہ لیکے جام — ہوں میں ساغر کش کسی کی نرگس مخمور کا

زبان ہے شکر مین قاصر شکستہ بالی کے
چھٹے مست باد بہاری کہ مین چون نکہت گل
قطعہ
سودا قمار عشق مین شیرین سے کوہکن
کس منہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشق باز
پڑے رہ برق خار آشیان سے میرے کہتا ہون
بہنا پھر اپنی چشم کا دستور ہو گیا
جھٹکے پھرے ہے کب سے خدا یا مری دعا
سودا کو کہتے ہین کہ ہے اُس سے مصاحبت
اورون کی نسبت ان دنون کچھ لگ چلا تھا و
کر قطع ہاتھ پہلے تب فکر کر رفو کا
کچھ بن عجب معاش ہے سودا کی ان دنون
ق
نے حرف و نے حکایت و نے شعر و نے سخن
خاموش اپنے کلبۂ احزان مین روز و شب
یا جا کے اُس گلی مین جہان تھا ترا گذر
تسکین دل نہ اس مین بھی پاوے تو بہر شغل
کہتے تھے ہم نہ دیکھ سکین تجھ کو غیر پاس
سو واہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر
صحبتون کا ذکر غیر کی مجھ سے اخفا
اتنا ہے تو یوسف سے مشابہ کہ عدم کی
سودا جو ترا حال ہے ایسا تو نہین وہ
یان پھر اس شرم سے عیسےٰ نے گذارا نہ کیا
اس قدر شگفتہ ہے شکل کا اپنی کہ سدا
یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گا ہے پیام

کہ جس نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤن گا
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا
اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا
اُڑے گا دھجیان ہو کر ترا دامن جو یان اٹکا
دی تھی خدا نے آنکھ سو ناسور ہو گیا
دروازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا
کہتا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا
دو چار چھیر ٹلکیون مین بدستور ہو گیا
تا صبح جو یہ گریبان تو نے سیا تو پھر سیا
تو بھی ٹک اُس کو جا کے ستمگار دیکھنا
نے سیر باغ نے گل نہ گلزار دیکھنا
تنہا پڑے ہوئے در و دیوار دیکھنا
نے صبح تا بشام کئی بار دیکھنا
پڑھنا یہ شعر گر کبھی اشعار دیکھنا
پر جو خدا دکھائے سو لاچار دیکھنا
مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا
کونسی شب تھی کہ مین وان پس دیوار نہ تھا
پردے مین چھپا اُس کی تئین تجھ کو نکالا
کیا جانیے تو نے اوسے کس آن مین دیکھا
چشم خوبان کے جو بیمار کا چارا نہ کیا
ہاتھ مین آئنہ مشرق کو نظر آخر شب
کچھ بھی ای خانہ خراب اس دل کے سمجھانے کی طرح

ساقی گئی بہار رہی دل مین یہ ہوس
دل عشق کے شعلے سے جو بھڑکا تو رہا کیا
اے لالہ گو فلک نے دیئے تجھکو چار داغ
سینے بھی پائے نہ لب سے ترے تو شام تمام
یکدست اگر زمانہ جہا نکلے لٹا ئے گل
ہے شرط درد یون کہ بجز جسم عندلیب
قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
بھری ہے دل مین ترے یان تلک محبت غیر
نہ زر نہ زور نہ طالع نہ تیرے دل مین رحم
عاشق تو نامراد ہے پر اس قدر کہ ہم
کیا چاہیے تجھے سمرا انگشت پر چنا
تو نے سودا کے تیئن قتل کیا کہتے ہین
کام ہے چشم کا نظارہ نہ بہنا شب روز
بوسہ ہنسکر نہ دیا اُس نے سوائے دشنام
کیفیت چشم اُس کی مجھے یاد ہے سودا
ناوک نے تیرے صید نچھوڑا زمانے مین
سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
کیا گلہ صیاد سے ہمکو یوہین گذری ہے عمر
کہے ہے تو یہ زاہد کہ تجھ کو دین تو نہین
ظاہر مین دیکھنے کا کچھ اسباب ہی نہین
جی تک تو دیکے لون کہ تو ہو کار گر کہین
ہوتی نہین ہے صبح نہ آتی ہے مجھ کو نیند
ساقی ہے یک تبسم گل فرصت بہار

تو منتون سے جام دے اور مین کہون کہ بس
اے جان نکل جا کہ لگی متصل آتش
چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ
جنبش لب ہی سے اپنا تو کیا کام تمام
سر کو ہمارے خاک نہ دیوے چہ جائے گل
کوئی کسی مزار پہ ہر گز نہ لائے گل
ذرہ بھی ہم تڑپنے نپائے کہ بس تمام
کہ جا نہین مرے سینے کو مہر تو معلوم
جو چاہے تجھ سے یہ دل کا مہا سب ہو معلوم
دل کو گنوا کے بیٹھ رہے صبر کر کے ہم
جس بیگنہ کے خون مین چاہین ڈبو لیان
یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین
آنکھ خالق نے رقیبون کو دی ناسور ہین
سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور ہین
ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا مین
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین
اپنی تو نیند اُڑ گئی تیرے فسانے مین
اب اسیر دام ہین تب تھے گرفتار چمن
بھڑا دے خم ہی مرے منہ سے چل نہین تو نہین
آئے مگر وہ خواب مین سو خواب ہی نہین
اے آہ کیا کرون نہین بکتا اثر کہین
جس کو پکارتا ہون سو کہتا ہے مر کہین
ظالم بھرے ہے جام تو جلد پیے پھر کہین

کوئی جو پوچھتا ہو تو کس پر ہی داد خواہ
سخت مشکل ہی کہ ہر بات کنا یہ سمجھو
لخت جگر آنکھون سے ہر آن نکلتے ہین
سو شیون ہون جس کو منصفی رکھے ہی جرم میری
سن کے یہ کہتا ہی میرے نالۂ جانکاہ کو
اس کشمکش سے دام کے کیا کام تھا ہمین
احوال مرا کہہ کے سفر ور کیا اُس کو
مقتل پہ مرے آکے انصاف لگا کرنے
جو طبیب اپنا تھا دل اُسکا کسی پر زار ہی
اب تو مین چھوڑنیکا نہین اُس کو ناصحا
پیغامبر نے دیر لگائی تو ہی وے
مستی سے اُس نگاہ کی لے محتسب خبر
سودا کسی کو وہ تو ستاتے نہ بے سبب
مت پوچھ یہ کہ رات کٹے کیونکہ مجھ بغیر
سودا جہان مین آکے کوئی کچھ نہ لے گیا
یوسف مجھے کہہ بیٹھے زلیخا تو کہون کیا
انصاف کس کو سونپیے اپنا بجز خدا
ق ایک غماز نے اُس ترک پسر سے یہ کہا
سن کے بولا یہ کہو میری طرف سے اُسکو
دل لے کے ہمارا جو کوئی طالب جان ہی
عجب بیداد حسرت پر مری صیاد کرتا ہی
عیان ہی شوق ملنے کا مرے نامے کے کاغذ سے
قاصد کو اپنے ظالم جو کچھ تین دون بچا ہی

جون گل ہزار جا سے گریبان دریدہ ہون
ہی زبان میری بھی گفتار کرون یا نکرون
یا دل سے محبت کے ارمان نکلتے ہین
بسکہ ہوئی ہی تجھکو رہ خانہ بخانہ کو بکو
کیون نے مجھے ایسا بنا یا کیا کہون اللہ کو
ای الفت چمن ترا خانہ خراب ہو
اغیار تو مجھے ہی سکتے پر یار بہت تحفہ
تقصیر سے یان آگے تقصیر نظر آئی
مژدہ باد ای مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہی
ہونی جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہوگئی
دھڑکے ہی دل کہ یہ نہ کہے رات ہوگئی
دنیا تمام بزم خرابات ہوگئی
کیا جانیے کہ تجھ سے ہی کیا بات ہوگئی
اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی
جاتا ہون ایک مین دل پر آرزو لیے
عاشق وہ ہو لی وان کہ جہان جا ہی ادب ہی
منصف جو بولتے ہین سو مجھسے ڈرے مجھے
ہی جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتون ہی
باندھنا خون پہ کمر انچی نیا مضمون ہی
ہم بھی تو سمجھتے ہین کہ جی ہی تو جہان ہی
دکھاتا ہی مجھے اُس کو جسے آزاد کرتا ہی
کہ جب کھولے ہی تو اُسکو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہی
جیتا پھرے تو اجرت وبدہ یہ خونبہا ہی

ترا عتاب و مرا عجز تا کجا ظالم
ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے

گذرا ہے کس کی نعش پہ ظالم تو بے خبر
دامن کے ساتھ ساتھ ترے گرد بھی تو ہے

سودا چون شمع نہین گرمی بازار مجھے
ہون مین وہ جنس کہ آتش دے خریدار مجھے

ہے قسم تجھ کو فلک دے تو جہان تک چاہے
جلوۂ حسن اسے حسرت دیدار مجھے

نہ ضرر کفر کو نے دین کا نقصان مجھ سے
باعث دشمنی اسے گبر و مسلمان مجھے

تصور مین ترے گیسو صبا اُس لاابالی سے
گلے لگ لگ مین رویا رات تصویر نہالی سے

ہزارون نیش زن پاتا ہون مین یان کام مین اپنے
ترے گھر سے تو ظالم خانۂ زنبور بہتر ہے

کیا ضد ہے مرے ساتھ خدا جانے وگرنہ
کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی

بے خوابی سے مرتا ہے شب ہجر مین سودا
اب کہنے کو افسانہ کوئی نوحہ گر آئے

مین بھی ہون ضعیف اسقدر الہی ہو کہ وہ آب
گذرے مرے سر سے جو ترے تا کمر آئے

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے

قاتل ہماری نعش کی تشہیر ہے ضرور
آئندہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے

کم بولنا ادا ہے ہر چند پر نہ اتنا
مند جائے چشم عاشق تو بھی نہ لب کو کھولے

پیش از ظہور مرغ چمن خادمان عشق
بٹتے تھے رشتہ رگ گل دام کے لیے

سوز تخلص محمد میر نام لکھنوی در تیر اندازی دستگاہی داشت خط شفیعا و نستعلیق زیبا می نگاشت بخواندن اشعار بطرز مطبوع مشہور جہان و کلامش از جادۂ مستقیمہ برکران اوراست

اہل ایمان سوز کو کہتے ہین کافر ہو گیا
آہ یا رب راز دل ان پر بھی ظاہر ہو گیا

تڑپتی کیون ہے اے بلبل کمال اتنا تو پیدا کر
کہ تیرا اشک جس جا گر پڑے گلزار ہو پیدا

قاصد سے تو پوچھا تھا کہ بھیجا ہے تو کس کا
دہشت سے اسے یاد مرا نام نہ آیا

غیر سے مل کیونکہ ہم چشمون سے پھر ہوگے دو چار
آئینہ تک منہ دکھانا تم کو مشکل ہوئیگا

قتل سے یہ بیگنہ راضی ہے اپنے اس لیے
ہاتھ مین ایک روز تو دامان قاتل ہوئیگا

کعبہ ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا
جو تم سے بتو ہوگا سو اللہ کرے گا

ہم اُس سے شب جو بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رُلا دیا — وے مین بھی کیا ہون کہ رونے مین بنا یا منہ کہ ہنسا دیا
جن کے نامے ہوتے ہین تجھ تک — کاش مین اُن کا نامہ بر ہوتا
سوز کیون آیا عدم کو چھوڑ کر دنیا مین تو — وان تجھے کیا تھی کمی یان تجھکو کیا درکار تھا
یہ سب باتین ہین قاصد یار میرے گھر نہین آتا — نہ دیکھون جب تک آنکھون سے مجھے باور نہین آتا
رخصت جو دے تو مجھکو تو مین تیرے پانوکا — بوسہ لون اس طرح کہ حنا کو نہو خبر
مین اگر قید حیا سے چھوٹون — ناصحا تیری بلا سے چھوٹون
الٰہی دل مین کسی دوست کے صفا نرہے — ہمارے عکس کی آئینہ مین بھی جا نرہے
کھینچ کر تیر مار بیٹھے بس — سوز ہو یا شکار ہے کیا ہے
لوگ کہتے ہین مجھے یہ شخص ہو عاشق کہین — عاشقی معلوم لیکن دل تو بے آرام ہے
اشک خون آنکھون مین آکر جم گئے — دور سے بھی دیکھنے سے ہم گئے
سر زانو پہ ہو اُسکے اور جان نکل جائے — مرنا تو مسلم ہو ارمان نکل جائے
منھ دیکھو آئنہ کا تری تاب لاسکے — خورشید سے پہلے آنکھ تو تجسے ملا سکے
دامن تلک تو تیرے کہان دسترس مجھے — تیری گلی کی خاک بھی ہون تو ہے بس مجھے

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ بن مرزا علیخان از بزرگ زادگان لکھنؤ است اوراست

فرقت مین اُسکی سوزان ناحق تو جان دے ہے — اُس بیوفا کو غم ہو مرنے سے کیا کسو کے

سہراب تخلص سہراب بیگ از سکنائے شاہ جہان آباد در فن رمل مہارت تمام دارد چندے اصلاح سخن از شاہ نصیر گرفتہ گاہ گاہ بر مے خورد از دست

نہ ہوئی کوئی شب وصل میسر ورنہ — دیکھتے شوق محبت سے مین کیا کیا کرتا
ہم آگئے بتنگ زیست سے پر — ای خانہ خراب تو نہ آیا
تا عمر ہم ہی تری چھوڑینگے ہم نہین — ہین سایہ وار ساتھ ترے گو ہم یہان نہین
کسدن نہین خیال دہان و کمر مجھے — وہ روز کونسا ہو جو سیر عدم نہین
یہ عجب ہو کہ نہ تو بہر تماشا نکلے — ایک عالم ترے شیدا کا تماشائی ہے

سیادت تخلص میر مجاہد الدین از شاگردان میر نظام الدین ممنون است او راست

سنبل نسیم صبح پھرا مین تو ہر کہین	پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہین

سید تخلص میر غلام رسول مفتی ست از مشائخ مرادآباد او راست

خوبرویون سے کہے تو ملتے سے نہ باز آینگے	یہ تو بدخو نہین جائینگی مگر جان کے ساتھ

سید تخلص میر قطب علی مشہور بہ قطب عالم از سکنائے سکندرآباد است
فی الجملہ کتب طب خوانده در انجا بہ معالجہ مے پردازد او راست

جادوگری ہے شہر مین سید کا ریختہ	دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ بن گیا

سید تخلص میر غالب علیخان المخاطب بسید الشعرا سید یست جلیل النسب سرگروہ انشاپردازان دفتر شاہی بودہ بخوش صحبتی مشہور دیرگاہ است کہ این جہان گزران را بدرود نمود تاریخ ایر ما الشعراست کہ اکرام نام یکے از نقیبان حضور والا بیرون دروازہ لاہوری ساختہ بود و الحال از و نشانے باقی نماندہ
بسیار بہ لطافت و پاکیزگی گفتہ للہ درہ ع امشب کرمی کن بسرائے اکرام + او راست

نے غازہ نہ گلگونہ ہے نے رنگ حنا تو	اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا
سبب کیا پوچھتے ہو مجھ سے میرے زار رونے کا	کسیکو کچھ مرض ہو مجھکو ہی آزار رونے کا
حیف ہے یہ عداوت اللہ رے کفر ایتی	چھٹ جانے جنازہ اسکا سب آئے تو نہ آیا
زلف و کاکل خط و خال ابرو و چشم و گیسو	اس دل زار کو کس کس نے بلانے چاہا
نہ ہین گردون نہ سنگ آسیا ہم	وے رہتے ہین گردش مین سدا ہم
جب نہ تب شکل بتان اسمین نظر آتی ہے	دل کو اللہ کا کس رو سے مکان کہتے ہین
یہ دھڑک دل کی جو ہے عشق مین کچھ اور ہی ہے	وہ مرض اور ہے جسکو خفقان کہتے ہین
ہین اور ترک عشق پہ امکان ہی نہین	ناصح کی پند سننے کو یان کان ہی نہین
جدھر دو دو سے آنکھیں مین لڑا جاتے ہین	تو ہم بھی کہین دل لگا جاتے ہین
یا بہو چڑھی بالین سے نہ اٹھو نہ جدا ہو	حالت مری اچھی نہین کیا جانیے کیا ہو
بنا ہے کفر و دین اک تار سے ہی	کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے

تیغ قاتل کی مرے تن ہی نے لذت جانی — کہ ابھر آئے ہیں ہر زخم کے منھ میں پانی
ابرو کے اشارے ترے لڑتے ہیں سبھی سے — تلوار ابھی بزم میں چلتی ہی کسی سے

حرف الشین المعجمہ

شاد تخلص الہ یار بیگ نام کیانی نسب است از تلامذہ غلام ہمدانی مصحفی او راست

اگر چاک سینے کا طلسم وا کریں — تو ہنگامہ محشر برپا کریں
گلعذاروں کی بیوفائی کا — داغ دل پر مرے نشانی ہی

شاد تخلص یکے از برہمنان سکندرآباد است از فکرت او ست

اس رنگ جنبشی کا پڑا جس زمین پہ عکس — چنپا کے پھول اگتے ہیں واں سبزے کے عوض

شاد تخلص متوطن بڈھانہ بودہ نامش معلوم نیست پر کلام رنگین ہم رفتہ او راست

پاوے جو کہیں دل کی مرے ٹک خبر آتش — پھر شاخ سے لوٹا کرے اکثا ہوں آتش
خون ٹپکے تھا آنکھوں سے لگے جھڑنے شرر بھی — اکامل ہوئے فن اپنے میں یہ دیدۂ تر بھی

شاد تخلص میر احمد حسین بزرگانش در عہد سلطان شمس الدین التمش از حجاز
بہند آمدہ بودند وے بالفعل در شکوہ آباد سکندرآباد از وست

لب ہلاؤ کبھی بس ایسی بھی رعنائی کیا — کام آئیگی قیامت کو مسیحائی کیا

شاداب تخلص خوشوقت رائے نام از جاندپور است و از تلامذہ قائم بودہ او راست

جب تلک ہو کام مژگان سے تو ابرو مت ہلا — تیر کے ہوتے کوئی کھینچے بھی ہے تلوار کو

شادان تخلص میر رجب علی نام از تلامذہ بھورے خان آشفتہ شخصے است درویش از و

دل نہ دیجے آہ شادان طفل ابتر کو کبھی — یاد ہے نکتہ مجھے یہ حضرت استاد سے

شاکر تخلص شاہ شاکر علی از اہالی دہلی مرد فقیر مقبل درویشی است صاحب دل او راست

اسکی آنکھوں نے نہ اک خلق کو بیمار کیا — زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا

شاکر تخلص محمد شاکر جز اینکہ از شاگردان محمد علی حشمت است زیادہ
بر روداد ش وقوف نشد از وست

کیا پوچھے ہی حال بلبلون کا — ق — جو اُن پہ گزرنی ہی گزرے
گلچین نے تجھے کیا تری بلا سے — گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

شاہ تخلص شاہ سعد اللہ صاحب است درویش خستہ جانی است جگر ریش از وست

وابستہ ہی تجھ سے اپنی یان زیست — جب تو ہی نہین تو پھر کہان زیست
لکھی ہی اسقدر آنکھون نہین خوبصورت یار — کر رہ گیا نظر آنے سے خوب و زشت مجھے

شائق تخلص محمد ہاشم نام شاگرد میر عزت اللہ عشق بودہ بشغل خیاطے نان و جامہ بکسب میرسانید او میگوید

سراپا اُس پریرو مین لطافت ہی صفائی ہی — تصدق ہین ہم اُسکے جسنے یہ صورت بنائی ہی
موسم گل کی خبر سنتے ہی بس آ نکلی — ہو گئی اور ہی صورت ترے دیوانیکی

شائق تخلص میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی تخلص شخصی است باوصاف نیک موصوف و بمحامد پسندیدہ معروف در فن موسیقی کامل عیار بودہ از وست

نہ پوچھو یان کی آسائش کہ ہم اس بحر ہستی مین — حباب آسا کوئی دم کے یہان مہمان بیٹھے ہین
اُس سنگدل کے دلمین ذرا بھی نہ راہ کی — تاثیر ہمنے دیکھ لی بس اپنی آہ کی

شائق تخلص پیر محمد نام اولاً شاگرد ہاشمی نام شاعرے بودہ آخر زانوی ادب بخدمت جرأت تہ کردہ او راست

تماشا دیکھ کر جراح کے مرہم لگانیکا — ہمارے زخم ٹانکے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہین

شائق تخلص محمد نذیر الدین حسن ابن شاہ غلام محی الدین رومی سرہندی از شیخ زادگان بریلی است از وست

چین اس دل کو نہ اک آن ترے بن آیا — دن گیا رات ہوئی رات گئی دن آیا

شرف تخلص مرزا شرف الدین بیگ نام از سکنائے لکھنو بودہ او راست

مژگان اُسکے برچھی ہین یا خنجر ہین یا بھالے ہین — سینہ سپر یان ہم بھی ہین سب اپنے دیکھے بھالے ہین

شرف شیخ شرف الدین در مقامیکہ شہرہ بقدم شریف است خانہ داشت داروغگی کروڑ یومی متعلق بود بیشتر بفکر مراثی و مناقب می پرداخت از وست

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پر عیاں ہوا — وہ مہ جبین جرات کو پھر مہربان ہوا

شرف تخلص میر محمدی فرزند سید جعفر خان که صوبه دار مرشد آباد بوده از وست

یک صفائی قلب بس ہے بہر تسخیر جہان — خاتم دست سلیمان ہے یہ نگین آئینہ

شریف تخلص مرزا شریف بیگ از دودمان شریف است تخلص ظریف فی حریف او است

شریف رونے پہ آجائیں گر یہ دیدۂ تر — تو ابر و بہر رہے کچھ گھٹا برسنے کی

شرافت تخلص مرزا اشرف علی نبیرۂ میر مشرف که از امرائے مشہور است ساکن لکھنؤ شاگرد ممنون او راست

چمک کے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات — نظر میں پھر گئی دامن کی وہ کناری رات
ضد ہے تجھے صید افگنی کی جب صنم چڑھ جائے ہے — سیل خون صید تا بام حرم چڑھ جائے ہے

شرر تخلص مرزا جعفر کہ بن برادر حکیم مرزا محمد المتخلص بعشق از مردم دہلی است بحیدرآباد رفته عازم پیشتر گشت یعنی ازین دار فنا رخت سفر بربست او راست

اے عشق جگرسوز شرر کی تجھے سوگند — اک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہوں

شررت تخلص مرزا صادق شخصی بوده که ترک دنیا نموده او راست

گئے دو کون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

شرر تخلص مرزا ابراہیم بیگ شاگرد نوازش حسین خان نوازش از وست

جھوٹی ہی محبت تم یاں کسکو جتاتے ہو — تقریر میں لکنت ہے کیوں باتیں بناتے ہو
شربت کے سے گھونٹ اب تو پیتے ہو شرر ہر دم — یوں اتنی شکرین لب کی اب گالیاں کھاتے ہو
سامعین کا نہ فقط سننے سے دم رکتا ہے — سرگذشت اپنی جو لکھیں تو قلم رکتا ہے

شعور تخلص یکے از مردم جوالا پور است و از دورۂ سابقین او راست

پھرتا رہے ہے چار پہر مضطر آفتاب — روشن ہے یہ کہ محو ہوا تجھپر آفتاب

شعلہ تخلص امرناتھ نام اصلش از کشمیر و مولد و منشا روے لکھنؤ است طبع خوشے دارد از وست

جان دی شعلے نے حسن سبز سے پرہیز کر — حق مین اُس بیمار کے پرہیز کرنا سم ہوا
تھے نہ سیماب ہوس تو طلا زر کرتے ہم — کیا سمجھ کر چرخ نے اُسکو ملایا خاک مین
جلوہ گلزار ابراہیم آتا ہے نظر — اے بہار حسن تیرے رشتے آتش ناک مین
غم اسیرون کی بھی کچھ ہے اندمال زخم کا — باغبان پھول ایکدو رکھدے قفس کے چاک مین
رخ محبوب کو وہ دیکھتے ہین عین بینش مین — کوئی خدمت نہین دنیا مین خوب آئینہ داری سی
غبار راہ ہین پر ہے ہواے عالم بالا — فلک پر ایکدن پہنچین گے ہم ہین خاکساری سی

شفا تخلص حکیم یار علی بن اسرائیل از خیالات اوست

چون ڈاک کے دینے سے دونا لگے ہی یاقوت — چمکا ہے رنگ پان سے یہ جوہر ترے لبون کا

شفیع تخلص محمد شفیع نام از پیشینیان است از فکرت اوست -

شام جب یاد تیری بات آتی ہے ہمین — نیند کافر ہون جو ساری رات آتی ہے ہمین

شفیق تخلص مظہر علیخان از شاگردان ثناء اللہ خان فراق است از اوست

آیا نہین چمن مین مرا گلعذار حیف — جاتی چلی بہار ہی لو ہین ہزار حیف

شکوہ تخلص محمد رضا لکھنوی کشتہ منت اصلاح مرزا قتیل است از وست

گرچہ کہتے ہو پھر بھی آؤن گا — ہے یہ انکار مین سمجھتا ہون
نہ اُس کا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دلکو — عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو
تھوڑی بھی نیک و بد کی گروہ تمیز رکھے — کافر ہو پھر جو اُس سے دل کو عزیز رکھے

شکوہ تخلص میر شکوہ علی ساکن زیادہ برین حالش معلوم نگشت از اوست

شرم دم مین دم ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھون مین — کبھی جو روئے تھے خون جم رہا ہے آنکھون مین

شکیبا تخلص شیخ غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی میر بزمرۂ شعراے پایہ تخت حضور والا محسوب بود بیت اول او لغایت دلپذیر فقیر است

نیم بسمل اُسنے گر چھوڑا شکیبا غم نہین — پر یہ غم ہے اعتبار دست قاتل اٹھ گیا
چپکا ہون مین طبیب یہ امکان ہی نہین — تو نبض دیکھتا ہے یہان جان ہی نہین
تیری چین جبین ہے موج طوفان — اسی سے ہم کنارے ہو رہے ہین

نہ پوچھو ماجرا ہجراں کی شب کا سخت آفت ہے | مہ تاباں بھی میرے سر پہ خورشید قیامت ہے

شکر تخلص رادھاکشن کایت از مراد آباد است اوراست —

دیکھ تو اے چشم سیل اشک طغیانی میں ہے | گھر سنبھال اپنا کہ دیوار مژہ پانی میں ہے

شگفتہ تخلص مرزا بیدار بخت بہادر عرف مرزا حاجی خلف الرشید شاہزادۂ آفاق مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم است بمعیت پدر بزرگوار خویش بجانب بلاد مشرق رفتہ ہوائے بنارس باطبع ایشان سازگاری کردہ از آہنگ بازگشت باز داشت از وست

مشکل ہے میری اسکی ہو صحبت برار آہ | میں جلد باز ہوں وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ تخلص مرزا سیف علی خلف الصدق شجاع الدولہ بہادر مغفور است ذکر کنش بسعی کاظم بیگ جوان تہذیب یافتہ جوان صاحب مروت و اخلاق بودہ از خیالات اوست

آنکھیں چرا کے شب وہ بہانے سے اٹھ گیا | حرف مروت آہ زمانے سے اٹھ گیا
خرام ناز ترا بس مری نظر میں رہا | تمام عمر ہی بیٹھا میں رہگذر میں رہا
بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھو ادب کرتے ہیں | گالیاں دیتے ہیں یہ آپ غضب کرتے ہیں
غم نہ کھا اے دل اگر شب زلف کی تاریک ہے | پاس ہے رخ اسکا یعنی صبح بھی نزدیک ہے

شگفتہ تخلص بدھ سنگھ از حدادان است مشورۂ سخن با ظہور ریحان آشفتہ کردہ از وست

پروانہ وار جل کر گو خاک ہوگئے ہم | پر شمع رو نہ چھوٹا اپنی شرارتوں سے

شوق تخلص شیخ الٰہی بخش اکبرآبادی کاتب تقدیر منصب نامہ نگار سے مرزا مظفر بخت بہادر خلف مرزا جوان بخت بہ بخت وے نوشتہ گویند دیوان ریختہ و فارسی فراہم آوردہ کتابے تصنیف کردہ است مسمی بقوانین السلطنت ہنگامیکہ کشمکش شوق بہ تختگاہ جہان آباد میرسد برسم رہ آوردہ پیشکش شاہ میکند وفاتش در سنہ ۱۲۱۲ھ اتفاق کردہ از تراوش رگ کلک اوست

مٹے ہے جو رنگ اس مژۂ اشکبار کا | دل بجلیوں سے آب ہوا ابر بہار کا

این خاکسار کو کوئی کیونکر اُٹھا سکے
جون نقش پا جہان کہ یہ بیٹھا وہین رہا

شوق تخلص جواہر بیگ لکھنوی از شاگردان مصحفی است فن نغز و معما میدانست
به مشہد مقدس رفته او راست

جہان بن تلق جب بستر غم پر تمام رات
تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات
ہمارا حال زار اے شوق وہ آکر اگر دیکھے
یہ کیا ممکن ہی جو آنسو نہ چشم یار سے ٹپکے

شوق تخلص مولوی قدرت اللہ نامش در جرگہ فضلا ثبت است از باشندگان
قصبہ موی بودہ این شعر از و بنظر آمدہ ثبت شد

اے خدا یون بھی کبھی تیری خدائی ہوگی
کہ مجھے اُسکی جدائی سے جدائی ہوگی

شوق تخلص یکے از ساکنان جہان آباد و شاگردان سودا است از وست -

دامن کو تیرے خون سے ہین بھرے ہوئے
چھوٹے نہ اپنا عشق تو قاتل مرے ہوئے

شوق تخلص حسن خان از افاغنہ و از تلامذہ سراج الدین علیخان آرزو ست از وست

دکھا دیدار اے پیارے کہ مین فرقت سے در گذرا
مرا فرداے محشر آج ہی تین کل سے در گذرا
مدت سے یہ بحث در میان ہی
پر علم نہین کہ کہان ہی

شوق تخلص بھو سگے لعل نام از فکرت اوست

کہین مرقد پہ آنکلا بت ایمان شکن میرا
گلے مین ہو گیا زنار ہر تار کفن میرا
کہین وہ شوخ بھی آجائے لڑکو نہین تماشے کو
مبارک جب مجھے اے شوق ہو دیوانہ پن میرا

شوق تخلص روشن لال در علم موسیقی و ستار نوازی علم استادی می افراشت او راست

گردش چشم دکھا تا نہ گل اندام کہین
ورنہ ٹوٹے کی صراحی کہین اور جام کہین
عقدہ دل نہ کھلا ناخن تدبیر کے ساتھ
آخرش کام پڑا پنجہ تقدیر کے ساتھ

شوق تخلص محمد بخش نام حالش کماہی معلوم نشد او راست

اے شوق اچھا لے ہو وہ شیشے کو تشے مین
منظور کسی کی تو اُسے دل شکنی ہی

شوق تخلص غلام رسول از جہان آباد یاست بدولت حفظ کلام اللہ تن را
از آفات فاقہ نگہدارد و امامت مسجد یکہ بصحن خانہ عزیز آبادے است حضرت

ولی عہد بہادر بہرہ مسلم داشتہ اند و تعلیم اطفال نیز مے کند نسبت شاگردی بشاہ نصیر دارد اکثر کلامش بطرز استاد خود است ازین سبب بعزار تردد یک شعر درین رسالہ ثبت افتاد

لکھا ہوا تھا یہ اُس مہ جبین کے پردہ پر — نہیں ہے کوئی اب ایسا زمین کے پردہ پے

شوکت تخلص منیف علی خلف میر رستم علی از مردم بجنور است فن نظم را از علی عشرت بریلوی گرفتہ نقل کردہ اند کہ وے را در بنارس باشخصے از اہل فرنگ مخالطت فراوان روداد بتطمیع و تحریص وے العیاذ باللہ ترک اسلام گفتہ بروش نصارے برآمدہ اکنون در میرٹھ بتعلیم اطفال قسیسی ازین طائفہ لبسر می برد و منیف مسیح نام کردہ است این ابیات ازان متبع مسیح دجال است

کاٹ سے ہے جدا ابروے ستم دا رہین — ہے یہ برش کب کسی تلوار میں +
تجھ میں اور ابرو میں ہے معرکہ آرائی آج — سرخ رو رکھیو تو اے دیدۂ خونبار مجھے

شورت تخلص مرزا محمود بیگ عرف چھجو بیگ ایرانی نژاد است و مولدش این بلدہ بنو سواد در معرکہ کارزار کارش با تمام رسید مردی سپاہی پیشہ و درست اندیشہ بودہ است

ایک آہ سرد بھرنا اور دل کو تھام لینا — ہوتا ہے گا ہے گا ہے یون تیرا نام لینا
وہ قتل کو ہمارے ارشاد کر رہے ہین — یان کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہین
غضب آنکھین ستم ابرو عجب منہ کی صفائی ہے — خدا نے اپنے ہاتھوں سے تری صورت بنائی ہے

شورش تخلص غلام احمد نام فرزند محمد اکبر قبالہ نویس جوان شوریدہ مزاج است گاہ گاہ بہ نظم اشعار می پردازد و از مومن خان استفادہ مے سازد و باد ائی طریق آشنائی می سپرد این اشعار از و نگارش یافت

نامہ جو نیا لایا ہے قاصد تو صنم کا — ایسا ان لکھو نا کسی مایوس کرم کا
کیا جانے عدو خون جگر پینے کی لذت — شورش سے ذرا پوچھیے تلخ آب الم کا
لکھو رکھیگا مجھکو میرا دیدۂ تر ایک دن — شمع سان گھل جائیگا یہ جسم لاغر ایکدن
کیا قیامت ہے کہ روز حشر ہے ہر روز ہجر — تھا قیامت کے لیے یا رب مقرر ایکدن

جب وہ بخواب غم دوری اغیار سے ہو
شکوہ پھر کیون نہ مجھے طالع بیدار سے ہو

چشم عاشق سے جو دریا کو کوئی دے تشبیہ
بس وہین رونیکا ہو جائے بہانا مجھکو

ہمدم شب ہجران مین اجل بھی تو نہین ہے
حال اپنا کہین کیا در و دیوار کے آگے

تا خواب مین بھی جلوہ فرزا اُنکے ہو تو
ہم کوچۂ اغیار مین فریاد کرینگے

شورش تخلص میر غلام حسین از ارباب عظیم آباد است اصلاح سخن از میر باقر حزین گرفتہ گویند کہ رنگ تذکرہ موزونان ریختہ ریختہ است وفاتش در ۱۱۹۰ نوشتہ اند اور است

رقیب گرچہ بہت بر خلاف ہے شورش
ہوا کرے ہمین ہے یار اپنے کام سے کام

شہرت یکی از شاگردان جرأت است اور است +

دل ڈھونڈتے ہو پاس مرے دل کہان ہے
اک شعلۂ آتش ہے کہ پہلو مین نہان ہے

شہرت تخلص امیر بخش نام پسر علیعلی خان ہمراہ پدر بدکن رفتہ بذریعۂ شاعری ملازم سرکار دیوان چند ولعل گشت وصلہ ہا یافت دو نوجوان مرد کسب فنون نظمیہ از شاہ اللہ خان فراق کردہ اور است

حیرت پڑی ٹپکتی ہے کس شمع مزار سے
آئینہ کو جلا دو ہمارے غبار سے

شہامت تخلص شاہ شہامت علی یکی از درویشان بلاد شرقیہ بودہ اور است +

یاد حق گر ہے ہند دل مین تو ہو قالب نفس شوم
بوم ہو جاتا ہے وارث خانۂ ویران کا

شہید تخلص شاعرے از معاصرین میر دلکشو دل است اور است

کئے برباد اپنے نالۂ و فریاد یا قسمت
بہار آخر ہوئی تب ہم ہوے آزاد یا قسمت

شہید آخر مقدر تھا یہین حسرت مین جی دینا
ہمارے سر پہ آکر پھر گیا جلاد یا قسمت

شہیدی تخلص کرامت علی نام باشندۂ لکھنو طبع خوشے دارد و در عروض دستگاہی معقول و در حساب مکاشفتے مقبول در بلاد پنجاب و گجرات بیشتر بسر بردہ گاہ گاہ بدہلی وارد شدہ ہنگام ورود دہلی بار اقم آثم بارہا برخوردہ مرد بے تکلف دوارستہ مزاج و وسیع المشرب است آزادانہ میزید اور است

قدر سب چاہنے والون کی تری دیکھ چکے
خوار رہتا ہے پرانا تو پشیمان نیا

گر کچھ مزا ملا تو شہیدی اُسی کے ہاتھ
خنجر تو یون گلے پہ مرے بار با پھرا

کیا تو نے سُنا کرتے تھے ہم جادو ہے اک شے
آنکھون سے تری نرگس فتان نے دکھایا

عام ہین اُسکے تو الطاف شہیدی سب پر
تجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

ہم نہ پہونچے اپنے مطلب کو نہ پہونچے پر خدا
یہ نہ سُنوا لے کہ مطلب غیر کا حاصل ہوا

جلد انصاف چکا خلق کا لے داورِ حشر
پھر قیامت ہے جو وہ شوخ ستمگر آیا

نام مرنے کا سنے سے جسے غش آتا ہے
وہ شہیدی کے جنازے پہ مقرر آیا

وعدہ کہ شام ہی کی سینے عبث جاگ کے صبح
وہ اُسی وقت نہ آتے اگر آنا ہوتا

ظالم کبھی تو بام پہ آجا کہان تلک
بہلائے جی کوئی در و دیوار دیکھکر

شہیدی مین تو کیا ہون لیکے بوسہ سنگ اسود کا
کیا خوش ہو اُس بت نے خدا کو ایک بوسہ مین

دلکے جانے کا شہیدی حادثہ ایسا نہین
کچھ نہ روئے آہ اگر ہم عمر بھر رویا کیے

شہید تخلص جزاینکه ساکن مرادآباد است بدیگر روداوش وقوف نشد اوراست

کرتے ہو کیون شتاب تم در سے مجھے اُٹھا کے
کیا میرے بیٹھنے کا خاطر پہ بار گذرا

شیدا تخلص خواجه بہنگا اصلش از کشمیر وے لیکن علاقه بندے علاقه داشته از تلامذهٔ میر محمدی بیدار است وراست

جانین مشتاقون کی لب تک آئیان
ہائے ظالم تیری بے پروائیان

جھکا کان مین باتون کے بہانے لیا بوسہ
دیوانہ ہون شیدا مین بڑا کام کیا ہے

شیدا تخلص نواب معین الدین خان نبیرهٔ نواب غازی الدین خان مرحوم متخلص به نظام که جلائل مآثر ایشان مقرع سمع خاص و عام است بکالپی سکونت دارد گاه گاه بجهان آباد میرسد نسخهٔ از ابیاتش بکف آمده بود بعد انتخاب ثبت گشت

اتنا نازک ہے مزاج اے بت قاتل تیرا
گر تڑپتا نہین دل کھول کے بسمل تیرا

بیٹھا رہتا ہے جو زانو پہ جھکائے شیدا
پاؤن سے کس کے سر لیتا ہے یہ مائل تیرا

جواب نامہ بھی اُس کا نہ آیا + دیے میرے ہی خط مجھے سب نے لاکر
شمع تک ٹھنڈی اُٹھی بزم سے اُسکی پہ ہم + اُٹھے تو جل کے اُٹھے بیٹھے تو جل کر بیٹھے

شیفتہ تخلص شاعری از پیشینیان است او راست +

عید کے دن بھی نہ دیکھا اُس ہلال ابرو کو آہ + چاند دیکھا ہم نے لیکن منھ نہ دیکھا چاند سا

شیفتہ تخلص حافظ عبد الصمد از خاندان اہل علم است و وے لسپاہی وضع بودہ فن نظم از بھولے خان آشفتہ آموختہ او راست

بے سبب کاکل مشکین کو پریشاں نہ کیا تھا + منھ چھپانا تھا اگر تو یہ بہانہ کیسا تھا

شیفتہ تخلص راقم آثم است از کم وزنیہائے خود است کہ بزمرۂ موزونان بشمار آید اما بامید کرم ارباب کرم کہ عیب را ہنر پندارند و خطا را صواب انگارند نجنے از گفتار خویشتن کہ ناخوبتر چون کردار است سامع خراشے میکند

شنیدم کہ در روز امید و بیم + بدان را بہ نیکان ببخشد کریم
تو ہم از بدے بینی اندر سخن + بخلق جہان آفرین کار کن

پیش از عرض افکار نقد بیا گذارش کیفیت خود می نماید کہ فقیر از آوان صبا باین شغل منوط بودہ اکثرے عمر گرامی را رایگان داد چون رابطہ باین فن از دیگر اشغال عالیہ و فنون شریفہ باز می دارد اکنون دیرگاہ است کہ سر دکارم نیست مگر تحریکات محفلیان گاہے از واردات جدیدہ اتفاق مے افتد و آنہم بعد سالے نہ کہ ماہے و چنانکہ پاس ہجوم دلہ مشتاقان ریختہ وقتے بغور و فکر ریختہ مضطر مے کند ہمچنان رعایت جوشش شوق آرزومندان پارسے گاہ عنان دل بپارسے مے کشد و در مراتب سخن اگرچہ ادائے خاص با من است اما طبع با ہر روش چنان مناسب افتادہ کہ بہر شیوہ سخن میکنم کہ ہمانا طرز خاص من است و این سخن را اگر مجموعۂ نظم و نثر من بینی مسلم میدارے و ہر انچہ در قدسی کہنانہ نجش من داشتند از دست ساقی مصطبۂ سخن مومن خان لکاسہ ام ریختند و این چند بیت از خیالات پریشان خود

کہ جمعیت دیوان گرفتہ عرضہ می ہد

کوئی بجان جہاں میں نہیں جیتا لیکن
تمنے کیا جانیے کس ذوق سے وہی جان دم قتل
ایک نالے میں ستم ہائے فلک سے چھوٹے
کیا ہووے شام روز جزا ڈھب نجات کا
کہتی ہیں جان جانتے ہیں بیوفا مجھے
اے مرگ آکہ میری بھی رہ جائے آبرو
اُس سے میں شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا
قبر سے اُٹھ کے یہی دھیان مکرر آیا
اے اجل نیم نگہی کی تو مجھے مہلت دے
دو دیا ہاے مجھے لذت آزار نے چین
شوق مردن تو ہجر پہ چلنے سے بن آئیگی
ہے خراش ناخن غم میں بھی کیا بالیدگی
ہاتھ اُٹھایا اُسنے قتل بیگنہ سے میرے
شعلہ رو یار ہے شعلہ رنگ شراب
نقش تسخیر غیر کو اُس نے
میری ناکامی سے فلک کو حصول
کیا دوں جواب داور روز شمار کا
گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے
کب طالع خفتہ نے دیا خواب میں آنے
ایسے جفائے یار میں پائے مزے کہ بس
کہ آغاز محبت میں ہوا کام اپنا
ذکر عشاق سے اتنی ہے جو نفرت اسکو

تیرے رنجور کو جیتے ہوئے بیجان دیکھا
کر بہت اُس نے ستمگر کو پشیمان دیکھا
جس کو دشوار سمجھتے تھے سو آسان دیکھا
باقی ہے انتقام ابھی عشرت کی رات کا
کیا اعتبار ہے اُنھیں دشمن کی بات کا
رکھا ہے اُس نے سوگ عدو کی وفات کا
کیا کروں تھا مرے دل میں سو زبان پر آیا
وہ تو آئے نہیں میں آپ میں کیونکر آیا
اہل ماتم میں یہ چرچا ہے کہ دلبر آیا
دل ہوا رنج سے خالی بھی تو جی بھر آیا
شگفتہ ضد پہ جو وہ اپنی ستمگر آیا
جو ہلال غرہ تھا سو ماہ کامل ہو گیا
طالع اغیار سے جلا دل ہو گیا
کام یاں کیا ہے دامن تر کا +
خون لیا تو مرے کبوتر کا + + +
کام ہے یہ اُسی ستمگر کا + +
ہے اب تلک خیال اُسی غفلت شعار کا
دیکھا اثر یہ نالۂ بے اختیار کا +
وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا جو نہیں سکتا
منکر ہی ہو گیا میں عذاب الیم کا
پوچھتے ہیں ملک الموت سے انجام اپنا
آپ عاشق ہے مگر وہ بت خود کام اپنا

کیون نہووے تپش دل سے مجھے خواہش مرگ
تاب ہوسکی ہے کسے دین بھی وہ اب شیفتہ گر
آب جو عشق سے بہے شب بزم مین +
غیر بھی کچھ ہین سے گئے اب شیفتہ
یاس سے آنکھ بھی جھپکی تو توقع سے کھلی
شب ہجران نے کہا قصہ گیسوے دراز
کب ہمین حاجت پیامبر پڑی
خوبی بخت کہ پیمان عدو
کیس لیے لطف کی باتین ہین پھر
پروانہ بنا ہے جلانے کو وفادار
پروانہ دار جلنا دستور ہے ہمارا
یان سنگ حرف ملامت وہان گران عرض نیاز
ہائے اُس برق جہان سوز پہ آنا دل کا
ہے ترا سلسلہ زلف بھی کتنا دل بند
دیکھتے ہم بھی کہ آرام سے سوتے کیونکر
تیغ حسن سے سب جن و بشر ہین تسخیر
کبھی بیتاب کو دیکھا کہ ہوا گرم عنان
نہ لکھا تھا غم ناکامی عشق
بے پردہ وہ آئے مجھے کس طرح نہ ہووے
شوق نگہ کل ہوش آگیا تھا دیکھ کل پھر غش ہوا
کیا کہین کے گر ستم دیکھے کہ اک بیداد تر
میرے آنے سے تم اٹھ جاتے ہو
کیا بن گیا ہون صورت دیوار دیکھنا

سب کو دنیا مین پسند آئے ہے آرام اپنا
کر چکی کام یہان لذت دشنام اپنا
جان کو دشمن کی مین رو بیٹھا کیا
کچھ تو ہے جو یار نے ایسا کیا
صبح تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا
شیفتہ تو بھی دل زار نے سونے نہ دیا
غم نہ کھایا تھا کہ ستم یاد آیا
اُس کو ہنگام قسم یاد آیا
کیا کوئی اور ستم یاد آیا
محفل مین کوئی شمع بدل جائے تو اچھا
اُس شمع رو پہ مرنا مشہور ہے ہمارا
سخت جان ہم کب نہ تھے اور نازنین تو کب نہ تھا
سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا
وہ الجھنے سے پہلے بھی مشکل تھا چھڑانا دل کا
نہ سُنا تم نے کبھی ہائے ستانا دل کا
سر ہے بلقیس کو دعوا ہے سلیمانی کا
کچھ بنیاد ہے ترے رنجش کی جو اب شکوہ کا
جواب نامہ نہ لے مدعا کہنا
اے شیفتہ ہنگامۂ محشر کی شکایت
یاد آئی مجھکو اُس چاک گریبان کی بہار
شیفتہ عاشق ہوے وہ شوق میرا دیکھکر
بزم دشمن مین نہ آؤن کیونکر +
صورت کسی کی مین سر دیوار دیکھکر

کہتا تھا وقت نزع کے ہر اک سے شیفتہ
یہ ناخن و خراش مین بگڑی ہی کہ کیا کہون
صبح شب فراق کیا لطف مرگ نے
بیرحم نہین جرم وفا قابل بخشش
لکھتا ہون ز بس آرزوے قتل مین نامے
رہجاے کیون نہ ہجر مین جان آکے لب تلک
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا
ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بے طلب
بیان عجز سے لیا ہے بنوان ناز دلفریب
صبر پروانے کا تجھے نہ پڑے ڈرتا ہون
تنگ اتنا نکر اے شوق ہم آغوش کہ وہ
ہنگام غش جو غیر کو اُس نے سنگھاے گل
از بسکہ دیکھ جلوہ ترا جھل گئی بہار
خوش ہون وگھاے لائیگا اسکو کہ غیر نے
کب ہوے حنا رراہ غیر بھلا
نعش پر تو حنا کے واسطے آ
افغان چرخ رس کی لپیٹ نے جلا دیا
ہین جان بلب کسی کے اشارت کی دیر ہے
ہم زندہ اور غیر پہ بیداد جلد آ
کیا جانتے تھے صبح وہ محشر قد آئیگا
اے جوش رشک سب عدو ابتو مت اُٹھا
کم التفاتیون کا ہے وہم اہل بزم کو
آنکھون سے یون اشارہ دشمن نہ کیجئے

دینا کسی کو دل تو وفا دار دیکھکر
اکدم ہوا جو عقدۂ بند قبا سے ربط
کیا دیر مین ہوا ہمین زود آشنا سے ربط
محروم ہین کس واسطے تعزیر کے مشتاق
ہین میرے کبوتر بھی ترے تیر کے مشتاق
ہے آرزوے بوسہ یہ پیغام اب تلک
مرتے رہینگے تم ہی پہ جیتے ہین جب تلک
پہونچا دو یہ پیام اجل جان طلب تلک
سنکر بچارہا گلہ بے سبب تلک
ماہرو شمع کو ہرگز نہ جلانا شب وصل
ڈھونڈتے ہین چلے جانیکو بہانا شب وصل
جنت مین لیچلی مری جان کو ہواے گل
شعلہ اُٹھے زمین چمن سے بجاے گل
بستر پہ میرے کانٹون کے بدلے بچھاے گل
کیون کھٹکتے ہین چشم یار مین ہم
مرگئے تیرے انتظار مین ہم
نامے کو ڈھونڈھتی ہے صبا اور صبا کو ہم
دیکھے ہے اُس نگہ کو قضا اور قضا کو ہم
اے مرگ داد چاہینگے چل کر خدا سے ہم
شام شب فراق نہ مرتے بلا سے ہم
بیٹھے ہین دیکھ بزم مین کس التجا سے ہم
شرمندہ ہوگئے تری شرم و حیا سے ہم
ہوتے نہ اس قدر جو نہ بیتاب یون ہین ہم

تزئین میری گور کی لازم ہے خوب سی
طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دشمن تو از نیار فلک بوالہوس پرست
مین جل گیا وہ غیر کے گھر جو چلا گیا
کب ہاتھ کو خیال ہو جانے رفو نہین
کیا جانے درد زخم کو گو ہو شہید ناز
کچھ اور بیدلی کے سوا آرزو نہین
نے اشک لالہ گون بھی ہین بے آبرو نہین
پھر بھی کہو گے چھیڑنے کی اپنی خو نہین
کیا جوش انتظار مین ہر سمت دوڑیے
شکر ستم ہی رہ اس نہ آیا ہمین کہ اب
ہر جا کی اپنے وحشی کو کس منہ سے کہتے ہو
شیر نگیون نے تیری یہ حالت تغیر کی
کیا ہو سکے کسی سے علاج اپنا شیفتہ
چراغ وقف محبت نے کر دیا افسوس
تنگ تھی جا کہ دل ناشاد مین
کیون کر اٹھتا ہے خدا رنج قفس
یان اسد قتل ہی سے خون کیا
لیلی کہے سے بگڑ گئے تھے
گر کہیے کہ غیر سے نہ ملیے +
دشمن کہین گیا ہو آنکھون سے شیفتہ
الفت چھپا کے اور بھی شرمندہ ہین ہوا
جو حال پوچھنا ہے تم اس سے ہی پوچھ لو

تقریب سیر ہی سے وہ شاید گذر کرین
دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین
کس سے جفائے غیر کا یارب گلا کرون
شعلے سے استعارۂ آواز پا کرون
کب پارہ پارہ پیرہن چارہ جو کرون
جو نیم کشتہ خنجر نشاں عدو نہین
اے دل یہ یاد رکھیو کہ ہم ہین تو تو نہین
گریہ مین رنگ کیا ہو کہ دل مین لہو نہین
عطر سہاگ ملتے ہو وہ جس مین بو نہین
بدنامیون سے ہائے گذر ایک سو نہین
کہتے ہین وہ کہ لائق الطاف تو نہین
کیا آپ کا نشان قدم کو بکو نہین
اے اسد زندگی کی کچھ ہوس ہے کچھو نہین
اس گل پہ غش ہین یا ہمین محبت کی بو نہین
کر مجھکو دوست و دشمن سبھی جلاتے ہین
اسکو بھولے ہم اس کی یاد مین
اڑ گئے ہم تو کہت صبا د مین +
رہ گئی حسرت دل جلاد مین
دیوانہ مین جہان کر بسا ہون
کہتا ہے کہ کیا مین بیوفا ہون
اسکی گلی مین آج نشان قدم نہین
اظہار عشق غیر سے وہ منفعل نہین
مجھکو دماغ قصہ غم ہائے دل نہین

جلے کیا کیا نہ عرض سوزش داغ نہانی مین
عدو سے بات کی اور حرف آیا بدگمانی مین
دعوے ہین بو الہوس کو عیش مال و جاہ مین
رقیب پیتے ہین کس کس مزے سے جام شراب
ہوے یہ بھی نہ مجھے کس طرح اضطراب نہ ہو
ہے دل کو شکر وفا کے عدو سے بیتابی
نا ہو یون کبھی تو مر جاتے ہین
بوسۂ لب نہ مانگتا دشمن
دیکھکر چشم غضب کو اسکے مین نے رو دیا
کب ہوئین گستاخیان آداب دان عشق سے
کیون نہ شادی مرگ ہونا کام مجھسا دیکھکر
خط آزادی تھا نامہ غیر کا اپنے رشک
آہ و زاری نارسا شوق اسیری بے اثر
الٹے دم شمشیر کے آزار سب جاتے رہے
اجل نے کی ہے بس دم مہربانی
سحر ان کو ارادہ ہے سفر کا
رہے تا اہل فلک کے دل پہ ہم داغ
انصاف لے خدا لے دو عالم کہان تلک
تشبیہ تیری زلف سے دی ہو نہ غیر نے
اب وصال اس سمن اندام کو کہان
جاتا ہون کوے غیر مین صحرا کے بدلے مین
لگے رشک ان کو یاد آنے لگے
پھر محشر کی ستم شعاری نے

عجب آرام تھا جون شمع ہمکو بے زبانی مین
غرور حسن کم ہوتا ہے الطاف نہانی مین
الماس ریزی فرش ہین یان خوابگاہ مین
ہمارے دہر مین افسوس اجتناب نہین
یہ جور ہین کہ قیامت کے دن حساب نہ ہو
کرون مین کچھ گلہ لطف کر عتاب نہ ہو
عشق سے مجھکو ڈراتے کیون ہو
منہ لگاتا ہے کون سائل کو
پلاتے ہے پانی ملا اپنا شراب تیز کو
دیجے تعزیر اپنی تمکین ہوس انگیز کو
وحشت میں مین زبان خنجر خونریز کو
پھاڑ ڈالا آپ نے کیسی دستاویز کو
کون الٹے آشیانے تاب ہے صبا دیکھو
ہم سچا جانتے ہین شاد جلاد کو
گر حجاب پہلو مین وہ نامہربان ہے
قیامت لگے ہین شب درمیان ہے
اثر نالہ اپنا خون چکان ہے
وصال صنم عدو کو ہو رشک عدو سے مجھے
سنبل سے عطر فتنہ کی آتی ہے بو مجھے
لب لب نہ چھیڑے کشش آرزو مجھے
دیوانگی مین بھی ہے تری جستجو مجھے
ہم جو غیر دن گھر مین جانے لگے
پھر اٹھانا جستجو تمہاری سے

پھر وہی بیقراری تسکین ہو
کہے ہے مجھسے کہ ایسی جور پہ تو چھوڑ اُسے
خیال تجھے اثر جذب دل نے کیا کیا آج
کہاں تلک ستم یار کا فلک سے گلہ
غیر بھی کیوں تم سے نباہیں گے گر
کرتا ہوں میں تعریف زبس اُسکے دہن کی
جس لب کے بوسے غیر نے اُس لب سے شیفتہ
شکر ستم نے اور بھی مایوس کر دیا
آوے مجھا میں لڑائی ہو چکی +
کیا ارادہ اگر سیر باغ کا تو نے
دیکھ تغیر مرے رنگ کو شوخی سے کہا
بھیجکر کسکو بلاؤں شب غم میں کہ کوئی
بزم دنیا میں ہر دو شخص کو کب عیش نصیب
دولت وصل سے کیا کام ہوس ناکوں کو
خود چاک کروں جامۂ اعدا کہ نہیں چاک
اے عدو کس لیے نازاں ہے سمجھ تو آخر
لے چلیں تھوڑا نمک بھی دشت میں
کھول جلد اے شیفتہ آغوش شوق
اُسنے خوش کر شکر پڑھوایا عدو سے خط مرا
ننگ ہماری دشمن بھی کیا ہے مجھے قبول
[illegible]
[illegible]
یہ غم اگر نہیں کہ نہ آیا وہ بیوفا +

وہی تسکین بیقراری ہے
ستم تو دیکھو کہ طعن عدو وفا پہ ہے
ہزار خون ہوس گردن حنا پہ ہے
تو آپ شیفتہ اے شیفتہ جفا پہ ہے
جرم وفا قابل تعزیر ہے
لیتے ہیں مرے لب مری تقریر کے بوسے
کم بخت گالیاں بھی نہیں تیرے واسطے
اس بات کا وہ غیر سے شکوہ کیا کرے
ایکدم صبر آزمائی ہو چکی ++
قیامت آئے گی ابر بہار کے بدلے
تجھسے ڈرتا ہوں کہ تو دم میں بدل جاتا ہے
لا کلام شاطر ہو یہ کب سوے اجل جاتا ہے
سو تجھی کو ہے مجھکو تو یہ غم بھی بس ہے
نازنین کے لیے خیل و حشم بھی بس ہے
شیشہ میں ہے کہ لوٹ دہجیاں اسباب ہوس کا
جیسے ہم خوار ہوئے ہیں یہ وہی عزت ہے
آ ملے ہو میں گے آخر شمار سے
یہ صدا آئی لب سوفار سے
بسکہ تھا آگاہ حرف شکوہ کی تحریر سے
شیفتہ لیکن نہ آئے وہ کسی تدبیر سے
انصاف کر کہ دل یہ مرا زور کیا چلے
سمندی کی کہ سمت مرا لاش پا سے چلے
رونے مرے جنازے پہ کیوں اقربا چلے

نکلی کب سے مرگ و حسرت دیدار مین نزاع	وہ ایک دم مین آنکے جھگڑا مٹا چلے
اے جان لب پہ آکے ٹھہرنے سے فائدہ	رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے
تذکرہ صلح غیر کا نہ کرو	بات اچھی نہین لڑائی کی
تم کو اندیشہ گرفتاری	یان توقع نہین رہائی کی
ایکدن بھیتر سے گھر مین آنا ہے	بخت وطالع نے گر رسائی کی
ایسی رغبت سے کرے قتل گمان کا ہیکو تھا	شیفتہ اُس کو تو لو تم سے محبت نکلی

حرف الصاد المهمله

صاحب تخلص مظفر الدوله ممتاز الملک نواب ظفر یار خان بهادر خلف شمرو فرانسیس اصلاح شعر از خیراتی خان دلسوز گرفت هنگامے که در جهان آباد می گذرانید رنگ مشاعره سے ریخت در میان جوانے ریخته خیالش گنجیست او راست

نظر آیا مجھے شب بام پہ سیارا اپنا	بارے اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا
سبزۂ زلف حلقہ زن خط دلبر کے آس پاس	یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

صاحب تخلص از سپاهیان است و صاحب دیوان او راست

زرد رنگ بسنت سے ہے کہ سبھی پی کے جھکتے ہین	جام پر شیشہ جھکا شیشے پہ سبو ار جھکا

صاحب تخلص ناسخ اشد الفاظ بیگم مشهور بصاحب جی که ماه آسمان نکوئی است آفتاب صفت از مشرق بجانب مغرب آمده بتقریب براه بامومن خان کارش افتاد ماهی چند کارها در دو دوا بود سالهاست که باز به لکهنو رفت مثنوی قول غمین نام که از مصنفات خان معزے الیه است شرح نسخه حسن و جمال هیمان موزون قدانست القصه بفیض صحبت شان دلش بشعر و شاعری میل کرد از موزونے قامت بموزونے طبع گرائیده واز آرایش زلف پریشان بموشگافی اشعار پیچیده ازدست

رقیبوں کا جلنا کہاں دیکھتا تو	سماں یہ مرے گھر میں آیا تو دیکھا
گھو کیا صنم کے نظارے میں زاہد	یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا
کھولے ہیں اُس نے پیرہن یوسفی کے بند	تہ کر رکھے نسیم سے کہدو قبائے گل
نظر ہے جانب اغیار دیکھیے کیا ہو	پھرے ہے کچھ نگہ یار دیکھیے کیا ہو
جو خط جبین کا مرے کاتب ہے اسی کو	دکھلا تو مرا نامۂ اعمال الٰہی
صاحب جو بنایا ہے تو مانند زلیخا	یوسف سا غلام اک مجھے ڈال الٰہی

صبا خفقان تخلص امام علی نام از سادات رضویہ است و از سکنائے بلگرام شرم و حجاب از دلش بمراحل دور و طبعش از آداب و اخلاق مہجور چنانچہ در آب جامع این اوراق بیت کہ عیاذاً باللہ کسے را بہ بدے نام برد اما در خصوص انشکس نظر فحش و ہرزش خلاف عنوان ناخواست حرفے چند از نوک خامہ بر صفحہ نامہ ثبت گردید یارب از نامۂ اعمال این نامہ سیاہ محو باد بالحاصل ہمہ اشعارش از انواع ہزل مملو است اگرچہ مضامین دلپذیر ہم دارد اما حیا مانع تحریر مگر از یک بیت نتوان گفت کہ در نہایت مرتبہ عالی رتبہ آمدہ و شاید کہ نوجوانان بیباک و شبان ہوسناک را نا نوشتن آن ابیات موجب شکایت و گلہ گردد ناچار تحریر رفتہ آمد کہ الانسان اذا ابتلی بلیتین فاختار اہونہما خلاصہ آن شعر این است

مجھکو شہوت ہوئی تم سے	تھی مقرر کسی چھنال کی خاک

صادق تخلص صادق علیخان از امرائے عظیم آباد است او راست

ڈوب مرے غرق سے یار کے چاہ ذقن میں آب	دیکھے تو خضر کبھی پھر آسکے دہن میں آب

صادق تخلص میر جعفر خان از اکابر دہلی بودہ او راست

شرم سے نام وہ نہیں لیتا	پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق تخلص صادق علی خان از اقارب فوجدار خان کہ بلقب پیلبان خاص شاہی اشت نسبت شاگردی با افشار اسد خان دارد او راست

صادق

صادق اب اور سرو کا رہین اُس سے نگو ۔۔۔ ایک بوسے کی رکھے ہے دل غمناک ہوس

صابر تخلص صابر شاہ دہلوی از موزونان زمان محمد شاہ است از وست

جو ہم بستر ہو ہم سے تو اسکی کیا شکایت ہے ۔۔۔ نظر بھر کے ہمین اک دیکھنا اُسکا کفایت ہے

صانع تخلص نظام الدین احمد بلگرامی و ہمین نام تاریخ ولادت اوست شخصے است با آداب و اخلاق مہذب و فکر تش در پارسی زبان آفرین طلب با شعرائے ممتاز عصر خویش مانند شیخ علی حزین لاہجی اصفہانی و والہ داغستانی صحبتہا داشتہ احیاناً ہمت بفکر ریختہ می گماشت از وست

صنم کی اُس محبت پر دیا تھا جان و دل صانع ۔۔۔ نہ تھا معلوم ہم جو بیحیا سے نکلا یون نامہربان اپنا

صبا تخلص کانجی مل نژادش از فیروز آباد و مولدش شاہ جہان آباد لکھنؤ از تلامذہ مصحفی است دیوانی مختصر گرد آوردہ در عنفوان شباب این جہان گذران گذاشت از وست

ابھی تسکین ہوئی تھی اک ذرا فریاد و نالے سے ۔۔۔ لگا دل مضطرب ہونے کہ پھر درد جگر اُٹھا
افسوس وہ آرام عدم مین کبھی نہ پایا ۔۔۔ جس کے لیے دنیا سے سفر ہم نے کیا تھا
چلے دامن اُٹھا کے یہ کہو اُس شوخ قاتل سے ۔۔۔ کہ یہ مدفن نظر آتا ہے رنگین خون بسمل سے

صبا تخلص شخصی از تلامذہ میر ضیا است از وست

جمع کرکے درد سارے تو نے دل پیدا کیا ۔۔۔ کہہ تو اے دست قضا پھر اس سے کیا حاصل کیا
نہ کہو محروم بوسے سے ہمین قاتل کہ مرتے ہین ۔۔۔ جو مانگے سو اُسے دیتے ہین جسکو قتل کرتے ہین
تربت صبا کی دیکھی کل رات دو رسے جو ۔۔۔ ق ۔۔۔ آئے نظر مجھے وان شمع و چراغ کتنے
جاکر جو آج دن کو دیکھا کیا تفحص ۔۔۔ اک دل جلے سے اُسمین حسرت کے داغ کتنے

صبا تخلص مرزا راجہ شنکر ناتھ بہادر خلف مرزا راجہ رام ناتھ بہادر منصب پیشکاری نظارت با اوست محفل مشاعرہ می آراست از وست

کیا پوچھتے ہو جور و ستم مجھسے یار کا ۔۔۔ دیکھو نہ حال میرے دل بیقرار کا
دل جب اُس کی نگہ مست کا مخمور ہوا ۔۔۔ سرخوش کیفیت بادۂ انگور ہوا

صبر تخلص مرزا غلام حسین خان خلف حکیم بوعلی خان اصلش از کشمیر

جنت نظیر و مولودش دہلی بعضی از بزرگانش ہمین بلدہ دلپذیر افکار خود را از نظر میر عزت اللہ خان عشق گذرانیدہ او راست

لگے قصد حرم کا ہے سر میخانہ لکھتے ہین ۔ غرض ہم بھی عجب ہی مشرب رندانہ لکھتے ہین

صدق تخلص ہے از اہالی حیدر آباد است از وست

برقت اشک جو نکلے ہے شاید ۔ ہوا آنکھون مین اب لخت جگر بند
کہان نکلے ہے تار زلف سے دل ۔ کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

صبا تخلص منو لعل کایتھ از اہل لکھنؤ و تلامذۂ مصحفی است ہر چند جز این شعرے ازو در نظر نیامدہ اما می باید کہ صاحب این بیت سلیقۂ خوشی درین فن داشتہ باشد

چرخ کو کب پہ سلیقہ سے ہے ستمگاری مین ۔ آگو کی مشتق ہے اس پردۂ زنگاری مین

صفا تخلص از اسم و رسمش آگہی دست نداد از وست

تکلے سب چھوٹ سے کی کسنے بھری سیشتیان ۔ رہ گئی ہے مرے آنسو کی تری شیشیین

صفدر تخلص میر صفدر علی از سوئے پت است این ابیات از وست

بمنہ کو اٹھا منہ سے جو تم کرتے ہو باتین ۔ اب مین ہمہ تن گوش ہون یا ہمہ تن چشم
شبنم سو ختۂ شمع ہے جب گل نکلے ۔ چاہیے بیضۂ فانوس سے بلبل نکلے
کھول دیتی گرہ زلف صبا کیون ہوئی ۔ تیرے پاؤن سے لگی رہتی حنا کیون ہوئی

صفدری تخلص میر صادق علی کوچک برادر میر نظام الدین ممنون از ہمین برادر خود تربیت یافتہ در عین شباب از دست کافری بیگناہ کشتہ شد او راست

نہین معلوم پڑا ہے نگارین کس کا ۔ چھپا ہے حنا کی سی گل قالین پر
صفدری قد کو نہین اسکے کہا تھا گل سرو ۔ سیدھی اس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھکو
آنکھ اپنی یہ کس کے دُرِ دندان پہ پڑی ہے ۔ جو اشک مسلسل ہے سو موتی کی لڑی ہے
ہے شکایت یہی کہ غیرون سے ۔ آشنا شکایت ہماری آپ سے کی

صنعت تخلص کریم الدین نام از مراد آباد است و در صنائع زرگرے استاد از دانہ مینرید اوقات عزیز بعبادت مے گذراند بارہا بدہلی آمدہ اما فقیر مش

ندیدہ ام از دوست

یہ مانا کہ ہیں آپ دلبر ولیکن | ہمارا ہی دل لیکے دلدار ٹھہرے

حرف الضاد المعجمہ

ضبط تخلص میر حسن شاہ جوانیکہ از لکھنؤ است دیگر حالش معلوم فقیر نگشت کہ بضبط تحریر آید از اوست

نقد دل وحشت ہیں کھو کر اک جنون پیدا کیا | ہمنے بازار محبت ہیں یہ کیسا سودا کیا

ضمیر تخلص شیخ مداری اکبرآبادی از تربیت یافتگان ولی محمد نظیر است از اوست

وہ ابھی سے تو گل آرزو وہ ہنوز تازہ بہار تھا | نہ کچھ آئنہ سے اُسے خبر نہ حیا سے کچھ سروکار ہے

ضمیر تخلص انکا دامن نسبت شاگردی بخدمت شاہ نصیر دارد و درد دل ہم آگہی داشتہ از دوست

میں بتاتا ہوں ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال | چشم خواب آلودہ اُسکی فتنہ بیدار ہے

ضیا تخلص میر ضیاء الدین از باشندگان قدیم شاہجہان آباد است از ینجا نقل کردہ در عظیم آباد طرح سکون انداختہ ہمدران جا فوت کردہ از شعراے نامی است شاگردان بسیار فراہم آوردہ از فکر اوست

صاف تھا جب تک تو ہمکو بھی جواب صاف تھا | اب تو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا
راز دل ہیں پوچھتے اور بولنے دیتے نہیں | بات منھ پر آرہی اور لب ہلانا منع ہے

ضیا تخلص مرزا ضیا بخت پور مرشد زادہ آفاق مرزا فرخندہ بخت دیگر صفاتش را احتیاج اظہار نیست از دوست

چھڑا کے کون گیا ہاتھ سے ضیا دامن | بندھا جو اشک کا تار جیب تار رہتا ہے

ضیا تخلص ضیاء الدین نام شوریدہ سری بودہ می پرستیہا بسیار نمودہ از دوست

چون حبا در اس جا نہ بھولیں ہیں نہ پھل لائے ہیں ہم
جب مراد ملنے پہ کو پہونچیں ہیں تو جل جاتے ہیں ہم

حرف الطاء المہملہ

طالب تخلص طالب حسین فرزند عسکری نالان تخلص مشقش قلم خوردہ انشاء اللہ خان است او راست

دشت میں آہ شرربار جو طالب نے بھری	ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ

طالب تخلص از باشندگان دکن و ہم عصرولی است از وست

طالب کے خون چشم سے آلودہ کیا کرے	وہ پانوں جو حنا سے رہے ہے سرگران سدا

طالب تخلص میر طالب خلف سعید الشعرا میر غالب علی خان سعید تخلص این مطلع از وست

مضطر ہو کب میں شب اٹھ لے باہر وہ نہ آیا	گھر سے تری گلی میں تا بام تو نہ آیا

طالب تخلص حافظ طالب شخصی است از رامپور و در تلامذہ مولوی قدرت اللہ شوق مذکور او راست

جیرے سینے کو شق کیجے دل دلگیر کو	یہ ہی دو جا گہ ہے اور کیا کہا گیا میں تیر کو

طرب تخلص جھبو لعل نام کایستھ از اہل لکھنو شاگرد نوازش حسین خان نوازش است بیشتر بفکر مراثی کامل و دران نظر بمناسبت دلگیر تخلص دارد و مرثیہ ہایش در افواہ مشہور و بر السنہ مذکور و فرط اعتقادش با ئمہ علیہ السلام باعث بتغییر کیش شدہ کہ دین آبائی را گذاشتہ بشرف اسلام مشرف گشتہ او راست

معطر اُس کے نہانے سے بسکہ آب ہوا سگئے جان سے گذر ہم جو نہ وہ وعدہ کی شب آیا	حباب بحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا بہانا اُس کا گویا موت کا اپنی بہانا تھا

طرہ تخلص طرہ باز خان سپاہی از مردم بنارس است او راست

مصور کھینچے گر اُس شوخ کی تصویر کا غذ پر	مرے صورت بھی ہو نہ پر قدم تحریر کا غذ پر

طفل تخلص مرزا عبد القدر بہادر عرف مرزا طفل شرف مصاہرت حضرت شاہ عالم در یافتہ صاحب زہد و ورع بودہ او راست

رات دن مونس جان وحشت تنہائی ہی | دل ہی میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہی

طور تخلص شخصی است در لکھنو از تلامذۂ محمد رضای برق کہ درین ہنگام از رشید شاگردان ناسخ شمردہ می شود یاتی کیفیتش جلوۂ ظہور نگرفتہ حتے کہ نامش ہم دانستہ نشد او راست

نہ لیتا عمر بھر نام رہائی | تو اپنے دام مین لایا تو ہوتا

طوماس تخلص فرنگی زادہ ایست مشہور بجانصاحب شاگرد شاہ نصیر او راست

سودا ہی زلف یوسف ثانی کا اسقدر | روتے ہین ہم کھڑے سر بازار زار زار

حرف الظاء المعجمہ

ظاہر تخلص میر محمدی اصلش از جہان آباد دہلی است دوے سکنے در اکبر آباد اختیار کردہ او راست

یہ تو سب جور و جفا ہوگئے خوگر ہمارا | چاہیے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظفر تخلص مرشدزادۂ آفاق مرزا ابو ظفر بہادر ولیعہد سلطان زمان حضرت محمد اکبر شاہ ادام اللہ تعالے ظلالہ بہ اکثر صفات موصوف و بہ محامد مکارم معروف در اکثر خطوط دستگاہی شائستہ دارد با این فن بسیار مالوف است شیخ ابراہیم ذوق از مائدۂ نعمتش ذلہ ربا و وظیفہ خوار است و افکار ایشان بمحک اصلاح او درست و ہموار از اشعار آبدار ایشان است

ضبط فریاد کرون گریہ کو روکون لیکن | دل بیتاب کو تھامون یہ نہین ہو سکتا
چار ٹکڑے کرون دل کے یہ نہین ہو سکتا | رخ کو دون لب کو ندون زلف کو دون تل کو ندون
ہمارے آگے ہی ذکر اگلے دو ستداروں کا | پرانے مردون کی وہ ہڈیان اکھاڑتے ہین
اب بھی وہ آنکھ تری آئنہ رو ہی کہ نہین | اگلے طورون پہ خدا جانیے تو ہی کہ نہین
دل دیکے اُن کو ایسی اذیت ملی ہمین | اب دل کبھی نہ دینگے نصیحت ہوئی ہمین
پی لاکھ بار صہبا کی لاکھ بار توبہ | اب کر چکا ہین توبہ توبہ ہزار توبہ

تیس دن عدو پہ غمزے کے پڑتا ہی مجھے
جب ہوا چاند تو غرہ ہی بتاتا ہی مجھے

جیون میں کیا مرے پیوند پیراہن کو لگے
کہ ایک تار بھی چھوڑا ہو تو کفن کو لگے

قاصد اشک چلا لیکے جو دل کا پیغام
کیا ظفر اُس سے ملاقات کی پھر ٹھہرائی

نعل شکل مہ نو جب تری توسن کو لگے
چار چاند اور فلک پہ مہ روشن کو لگے

پڑھ لیتے ہیں صفحہ سے مضمون تری خط کا
کاغذ میں سیاہی دم تحریر نہ پھوٹی

خفا کی آپ کی باعث وفا ہماری ہی
خطا تمہاری نہیں ہی خطا ہماری ہی

ظہور تخلص ظہور اللہ بیگ نژادش از خاک توران است و جاے ولادتش شہر جنت نشان بضبط کلام الٰہی پرداختہ از فقراست

ایسا نہو قاصد کہ مرا کام نہووے
اگر نامۂ حال دل گمنام نہووے

حرف العین المہملہ

عالی تخلص از خانوادۂ امیر تیمور است و شاگرد شیخ ابراہیم ذوق از وست

صریح اُسکو اگر حال دل جتا نسکے
تو کیا غزل میں بھی پڑھ پڑھ کے ہم سنا نسکے

یوں تو دل کی بجھے آگ آہ اثیر سے
ذرا سا اور کے پانی بھی یار لا نسکے

عالیجاہ تخلص خلف الرشید نواب نظام الملک بہادر نظر تخلص سابر حالش را احتیاج ایراد نیست از وست

رات دن اشک سے آنکھوں میں تری رہتی ہی
شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہی

عارف تخلص محمد عارف نام کشمیرے الاصل ولادتش در جہان آباد دہلی اتفاق افتادہ رفو سازی پیشہ اوست شریک دورۂ میر و مرزا ست نظر بفکرت اصلی بفکر شعر مائل شدہ از وست

اس ابر میں بے ساقی دم جی پہ بنی ہی
پھر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہی

دختر رز سے کہو کہ آن ملے
ورنہ عارف افیم کھاتا ہی

عارف تخلص میر عارف علی سید لیست از امروہہ از چندے بمراد آباد

جا گزیده و مرد یست با فہم و فراست عروض و قافیه نیکو میداند دعوے شاگردی مصحفی مے کند اکنون ترک شاعرے گفته حرف از پند و وعظ میزند و خلق خدارا براه خدامی آرد او راست

رات ساری مجھے دونون کی تسلی مین کٹی — ہاتھہ دل پر سے اُٹھایا تو جگر پر رکھا
ہاتھون کو چاک جیب تلک دسترس نہین — ہین کس کے بس مین ہون کہ مرا کچھ ہی بس نہان
وہ ہو اگر دسے جب وقت شکار آلودہ — تیر جفا کی سینے مژگان غبار آلودہ

عاجز تخلص الفت خان شخصی است از افاغنہ خورجہ شعرے از و ملاحظہ شد و ثبت افتاد

کیا ہوا گر چشم تر سے خون ٹپک کر رہ گیا — بادۂ گلگون کا ساغر تھا چھلک کر رہ گیا

عاجز تخلص ژور آور سنگھ کھتری از بنارس نندرام مخلص و از تلامذہ شیخ نصیر الدین عزت است او راست

شب مہتاب کس کمبخت کو ہجران مین بہاتی ہے — اگر اس سے گرمی روز قیامت ہائے دابی ہے

عاصی تخلص منشی امداد حسین بجنوری اسم از ریختہ ہیچ آگہی نیست از وست

مین کس کس شعلہ رو کو سینۂ صد چاک دکھلاؤن — رہا تھا ایکدل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤن

عاصی تخلص مردی است از اہل رامپور او راست

کھلا سے ہو گئی سے نکھرے وہ گل اندام — اللہ یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہی

عاصے تخلص خواجہ برہان الدین از اولاد خواجہ عبداللہ احرار بودہ در زمرۂ قد باشمارے آید او راست

چمن کے تخت پر جسدن شہ گل کا تجمل تھا — ہزارون بلبلو نکی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزانکے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین — بتاتا باغبان رو رو کے یان غنچہ یہان گل تھا
ق

عاقل عاقل شاہ شوریدہ سرے آزاد وضعے بودہ او راست

قید بھی یان کچھ نہین اور چھوٹ بھی سکتے نہین — واہ واہ اس دام کو اور آفرین صیاد کو

عاشق تخلص یکے از مردم نرور است این مطلع از وست +

فقط تو ہی نہ میرا اے بت خونخوار دشمن ہے | ترے کوچے میں اپنا ہر در و دیوار دشمن ہے

عاشق تخلص بخشی بھولا ناتھ پنڈت پدر مسن راجہ گوپی ناتھ بدلیوانی سرکار مجد الدولہ امتیاز داشتہ اوراست

قیس ناداں سر اپنے نظر آیا ہمکو | چلئے دشت میں کیوں کوچۂ دلدار کو چھوڑ

عاشق تخلص رام سنگھ کھتری سابقا از تلامذہ غلام حسن تجلی بودہ آخر شاہ نصیر را باستادی بر خواندہ ازوست

حیرت زدہ میں ٹھیروں ہوں یوں آنکو بزم میں | تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف

عاشق تخلص مہدی علیخان نبیرۂ نواب علی مردان خان مرحوم صاحب فتوت و اخلاق و بصفات حمیدہ مشہور آفاق تا عرض دہ سال متصل صحبت مشاعرہ تاریخ آدینہ بکاشانۂ ایشان انعقاد مے یافت اعظم الدولہ گوید کہ تصانیفش قریب دو صد ہزار بیت بنظر راقم در آمدہ مشتمل بر سہ دیوان ریختہ و دو دیوان فارسی و حملہ حیدری و دیگر مثنویات متعددہ لیکن نسخۂ کلام وانچہ بار اول برائے انتخاب بدست آمدہ این بیت است کہ بناچار نوشت

ابر آتا ہے آفتاب چھپا | ساقیا مست شراب ناب چھپا

عاشق تخلص شیخ نبی بخش اکبرآبادی خلف شیخ محمد صلاح از شاگردان نظیر اکبرآبادیست اوراست

دام میں پیکر ہمیں صیاد پچھتایا بہت | استخوان اے نظر جب بال اور پر کر گئے
اب یاد کیے سے چھیلتے ہیں سو خار ندامت سینے میں | اس گل کو جو وقت رخصت ہم چھاتی سے لگانا بھول گئے

عاشق تخلص مولوی جلال الدین از شاعران قدیم است اوراست

یہ کیسی نوک مژگان سے پڑا ناسور سینے میں | کہ بند ہوتے کبھی نہ پایا زخم پر انگور سینے میں

عاشقی الموسوم بہ آقا حسین قلی خان خلف آقا علیخان از مغول است اصلش از خراسان و مولدش عظیم آباد بزرگانش در دولت تیموریہ اعتبار دلخواہ داشتہ اند و سے بصاحب جلیلہ انگریزی بہرہ اندوز عشرت و کامرانی ماندہ

دارے در حالیکہ اختیار تحصیل محال سکندر آباد بدست وے بود دیدہ است ہر چند در آن زبان تمیز بد و نیک نداشت اما این قدر نیک میداند کہ شخصی متین و خلیق بودہ گویند کہ اکنون در لکھنؤ میگذراند تذکرہ از تصانیف وے مسمے بہ نشتۂ عشق مشتمل اشعار فارسی از نظر گذشتہ چون سواد عربی نداشتہ روشن و آشکار است کہ از خطا ناچار با جملہ این ابیات او راست

جس سے کہ مین پوچھون ہون مزا عشق کا کیا ہی
رو رو کے یہ کہتا ہی کہ کچھ کہہ نہین سکتا
بہ جو اسی ہی بہا تاک پوچھنے کو اشک کے
چشم کو مین بھول کر رکھتا ہون سر پہ آستین

حیرت تخلص میر ضیاء الدین کسب سخن از نواب محبت خان کردہ او راست

بیتاب نہین شے کوئی سیماب کے مانند
پر وہ بھی نہین اس دل بیتاب کے مانند

عبد الواسع حالش نہفتہ ماند او راست

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا
سوائے بیکسی اب کوئی آشنا نہ رہا

عزلت تخلص سید عبد الولی نام خلف شاہ سعد اللہ سورتی خانہ در یکے از قصبات لکھنؤ وارد با آنکہ متخلص بعزلت است جہانگرد بودہ بجہان آباد رسیدہ و بحیدر آباد گذر نمودہ و خالی از فضیلتی نبودہ او راست

جلایا مصحف دل تو نے کیون برق تغافل سے
جو سچ پوچھو تو تجھے جھوٹی قسم کھانے کے کام آتا
نشانہ اس نے لف مین پھرتے یہ بجا کہتا تھا
بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی ہو
شکستہ گر ہوا دل اب نظر کر مجھ پر
یہ ٹوٹے آئینہ مین منہ تری بلا دیکھے

عزیز تخلص بکھاری لال مرد یست خوش معاش فارغ از فکر و تلاش او راست

بات اب امتحان پر آئی
قصہ کوتاہ جان پر آئی
ملین کیونکر بھلا اس شوخ طفل لاابالی سے
کہ سوتے سوتے چونکی ہی تصویر نہالی سے
آرام وصل و ہجر مین ممکن نہین ہاین
یون ہی ہمیشہ مضطرب اے رشک ماہ تھے
اب ہجر ہی تو حسرت دیدار سے ہی جی
جب وصل تھا تو کشتۂ تیغ نگاہ تھے

عزیز تخلص عزیز اللہ از دکنیان است این بیت از وست

ایسے بیدرد سے کیوں دل کو لگایا ہمنے
عشق میں جسکے کبھو چین نپایا ہمنے

عزیز تخلص مہاراج سنگھ بچہ نام از نشانش اطلاعی نیست اوراست

ضعف سے ہر رگ تن جسکو ہو تار بستر
کیونکہ بستر سے وہ بیمار اُٹھے اور بیٹھے

عزیز تخلص شیو ناتھ از برہمنان دہلی است اوراست

لیا دل اک نگہ میں دلربائی اسکو کہتے ہین
کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہین

عسکری تخلص مرزا عسکری از شاگردان شاہ قدرت اللہ مرشدآبادی است
از وست

سے کہنے کو ادھر اُدھر گئے ہم
سے تجھے تیری طرف جدھر گئے ہم

عشاق تخلص یکے از ہنود است و از مردم بیشین اوراست

سرسبز خط سے اور ہوا حسن یار کا
آخر خزان نے کچھ نہ اکھاڑا بہار کا

عشقی تخلص جزاینکہ از سکان مرادآباد است دیگر حالش براقم جلوۂ ظہور نگرفتہ اوراست

کوئی تو ہے گل کوئی سرو روان ہے
دیکھا تو یہان ایک نہ اک آفت جان ہے

عشق تخلص شاہ رکن الدین معروف بشاہ گھسیٹا از سخن پروران معروف عظیم آباد است بوقار زندگانی کردہ اوراست

ترے نام پر تڑپتا ہے
اس طرح کا کہیں جگر دیکھا

اُسکے دامن تلک نہ پہونچے ہم
خاک میں آپ کو ملا دیکھا

ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا
نہ دیکھا سو دیکھا جو دیکھا نہ دیکھا

وہ آیا نظر بارہا پر کسی نے
یہ حیرت ہے اسکا سراپا نہ دیکھا

تری چین ابرو مرا غنچۂ دل
یہ عقدے ہین وہ جنکو کھلتا نہ دیکھا

خانمان کر چکا ہوں مین برباد
تو بھی وہ میرے گھر نہیں آتا

کیا کیا جفائیں ظالم ہمنے تری سہی ہین
لیکن شکایتوں سے لب آشنا نہیں ہین

عشق تخلص حکیم میر عزت اللہ خان خلف الصدق حکیم قدرت اللہ خان قاسم

از معتبران دہلی است با راقم اتحاد موفور دارد اصلاح شعر از حکیم ثناء اللہ فراق گرفتہ واز والد ماجد خود نیز استفادہ کردہ در فن طب دستے بلند دارد مرد سنجیدہ و متین است و صاحب دیوان اما باوجود خواہش مکرر چشم شوق بران نیفتاد لہذا این اشعار از سفائن منتخبا ثبت گشت ورنہ بزعم فقیر اکثر اشعارش سزاوار رقم است

ترا ہی صانع تقدیر نے ہمنے کیا بیگانا اٹھا
کہ اُس نازک بدن کا دل بنایا سنگ خارا سا

سبزہ خط کی دلیے الفت ہم اٹھا سکتے نہین
جو خدا نے لکھدیا اُسکو مٹا سکتے نہین

بلبل تو عبث پھولی ہے اُس گل پہ کہ جسکے
کچھ دلمین مروت ہو نہ آنکھون مین حیا ہو

چل ساتھ مرے تجھکو دکھاؤن وہ طرحدار
آنکھون نے نہ دیکھا ہو نہ کانون نے سنا ہو

تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے
ہم کون ہین صاحب ہمین کیون یاد کروگے

کل رونے کی آمد سے گھٹا جاتا ہے دم بلکے
ہوتی ہے بلا موسم برسات کی گرمی

عشق تخلص شیخ غلام محی الدین کہ مبتلا ہم تخلص اوست از سکنائے میرٹھ است صاحب تصانیف بسیار است اما نظر بیکے از دواوینش کہ از نظر گذشتہ واین ابیات ازان منتخب گشتہ شاید کہ آن ہمہ قابل تماشا باشد

سنکے ہی سنکے وہ یون مبتلا کے قصہ کو
کہ خواب ناز کو تازہ یہ اک فسانہ ہوا

سمجھ اگئی ہین ابہی تو آئندہ اے چشم
قسمت مین لکھے ہے ترا دیدار دیکھنا

شام کو عشق مجھے پھر بھی ہے ملنے کی امید
صبح پہلو سے مرے اٹھکے وہ مسرور گیا

وان بر سر فساد ہین رندان بادہ نوش
اے محتسب نہ جائیو میخانہ کی طرف

تجھے اے کافر بدکیش ظالم کچھ نہ رحم آیا
ستمگر نامسلمان سنگدل سب کچھ کہا ہمنے

دل کا تختہ ہے مرا جون گل کاغذ کا چمن
یان بہار ایک ہی چھینٹے مین خزان ہوتی ہے

عشرت تخلص میر غلام علی از ساکنان بریلی است فن شعر از مرزا علی لطف کہ وے از تلامذہ مرزا رفیع سودا است گرفتہ صاحب دیوان است ملاحظہ شد اما نظر باشعاریکہ بچشم و گوش رسیدہ بیدل است کہ بجاے نرسیدہ او راست

بسان جام خالی پھوڑ ڈالون چشم پرخون کو
نہ دیکھون گر صراحی دار اُس مخمور کی گردن

شب وصال مین دلپر قلق ابھی سے ہے — سحر ہی دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے
مین لکھ چکا ہی نہین حال دل کہ اُسکی طرف — ہواے شوق مین اُڑتا ورق ابھی سے ہے
ہنوز دفن ہوا ابھی نہین ترا بسمل — کہ زلزلے مین زمین کا طبق ابھی سے ہے
کسی نے شام سے آنے کو کیا کہا عشرت — کہ پھولی آپ کے منھ پر شفق ابھی سے ہے
غیروں نے ہنسا وہ جو مرے سامنے عشرت — کچھ بس نہ چلا دیکھکے آنسو نکل آئے

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ نژادش از توران دیار است و مولد و منشایش این شہر خلد آثار از تلامذۂ شاہ حاتم غرور شاعرے بسیار و لختے طبع ہم ہموار داشتہ در جواب اعتراض انشاء اللہ خان کہ در مشاعرہ مرزا مینڈ ہو خلف نواب شجاع الدولہ مرحوم بعلت انتقال از بحر ہزج بہ بحر رمل بظرافت تمام باوے معارض شدہ بود مخمسی موزون موزون نمودہ خلاصۂ این ابیات او است

تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خانہ دار — آتا ہی گریہ ہر سر حرف بیان پر
سوزش سے مری بسکہ ہوئی منفعل آتش — شیشے مین نہین مے یہ بھری مضمحل آتش
بھڑکا ہی دیا آہ نے دامان شفق کو — اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش
چھپتا ہی کوئی شمع صفت سوز دل اپنا — سر کاٹون اگر تو ہو نمودار گلے سے
کس نگاہ مست کا زخمی ہوں یارب جن اب — جیاسے خون ہر زخم سے جاری شراب ناب ہے
آکر ہماری نعش پہ کیا یار کر چلے — خواب عدم سے فتنے کو بیدار کر چلے
بالین پہ مری آکے دم نزع کل عظیم — رو کر لگا وہ کہنے یہ کیا یار کر چلے
جلتی ہی شرح سوز سے میرے زبان کلک — ہر دم ملی ہی لے جو سیاہی دوات سے

عظیم تخلص از نامش با شند حالش وقوفے نیست او راست

کچھ نگہ مین نہین آتا ہی بجز جلوۂ یار — جب کہ ہم دل مین عظیم اپنے نظر کرتے ہین

عظمت تخلص میر عظمت اللہ خان خلف الصدق میر عزت اللہ خان مرحوم المتخلص بجذب در دہلی از نہان خانۂ بطون بجلوہ گاہ ظہور سر کشیدہ در آوان صبا بمعیت والد بزرگوار خود اکثر بلاد را مانند بلخ و بخارا و کشمیر و غیر آن دریافتہ

اکنون در جہان آباد بتمتع و وقار تمام می گذراند در نہایت مرتبہ صاحب فطرت ارجمند است طبع خوشے دارد فکر شعر کمتر میکند گاہ گاہ در بزم مشاعرہ شریک میشود با داعی آشنا راہ و رسم شناسائی مربوط است کسب سخن از حضرت خان عظیم الشان مومن نمودہ او راست

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ — کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہون

علی تخلص مرزا علی قلی از دہلویان است و صاحب دیوان او راست

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین — بجائے موبدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

علی تخلص علی محمد خان اعظم الدولہ گوید کہ تخلصے است از قوم افاغنہ باشندہ مراداباد او راست

ڈھیان مین لاتے ہین جب اُبھری کسی کی گات ہم — مارتے ہین تب وہین چھاتی پہ دونون ہاتھ ہم

عنایت تخلص عنایت علی خان فرزند نواب عبدلطیف خان کوچک برادر عباس علی خان بیتاب بہ نظم ریختہ و فارسی مائل غزل فارسی از نظر شیخ امام بخش صہبائی گذرانیدہ و در ریختہ بہ امیر حسین تسکین مشورت می نمودہ او راست

مین اُسکے دوش سے محفل مین لگ کے بیٹھ گیا — تبھی یہ دیکھ کر اغیار بے حیا نہ اُٹھے

عیش تخلص مرزا حسین رضا از لکھنؤ ست طرز فکر سخن از سوز آموختہ از وست

وہ اگر آوے پشت بام کہین — مین بھی کرون اُسے سلام کہین

عیشی تخلص طالب علی خان لکھنوی بر سر مشق غزلہائے ریختہ و فارسی است فکرش شایستہ آفرین و نظمش دلاویز و دلنشین بپارسی استفادہ از قتیل و در ریختہ از مصحفی نمودہ از اعزہ آن دیار بودہ صاحب دیوان بہر دو زبان ہست او راست

دل گرفتہ ہون کرد نگاہ ہوکے ہین آزاد کیا — مجھکو یکسان ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا

زخم کاری جسم پر کشتونکے جان تازہ ہی   آب حیوان مین بجھا تھا خنجر جلاد کیا
کون پابند جنون فصل بہاران مین نہ تھا   اس برس ننگ جوانی تھا جو زندان مین نہ تھا
لے چلے ہم بہ کف آبلہ دار آخر کار   خار بھی اپنے نصیبون کا بیابان مین نہ تھا
مین نے عیشی سے جو پوچھا دل پر خون کا حال   اک صراحی مے گلگون کی بھری دکھلائی

عیاش تخلص میر یعقوب از باشندگان لکھنؤ ست فکرش فی قصہ مرثی است اور است

خنجر بیداد کو سنگ فسان پر تیز کر   وقت قتل اتنا ترحم مجھ پر اے خونریز کر
پیر میخانہ یہی کہتا ہی ہر اک رند کو   صحبت زاہد سے جتنا ہو سکے پرہیز کر

عیاش تخلص خیالے رام از کائیتان دہلی است نسبت شاگردی بادشاہ نصیر دارد

جام ہی ہاتھ مین اور شیشہ مے زیر بغل   نہین عیاش کو اب کم خرابات سے چھوٹ

حرف الغین المعجمہ

غالب تخلص مکرم الدولہ بہادر بیگ خان خلف نیاز بیگ خان کہ از اکابر دورہ ذوالفقار الدولہ بہادر مرحوم بودہ گویند بعد مرگ پدر داد شادمانی دادہ اموال کثیرہ صرف بزم سورے نمودہ قبل از آشوب و فتنہ غلام قادر خان محفل مشاعرہ آراستی مردم را بہ مہمانی خواندی شب ہنگام بعد انقراض صحبت اشعار ہنگامہ رقص شمع رویان مہ جبین گرم شدی بفارسی ہم فکرے کردہ در سنہ ۱۲۱۸ وفات یافت اور است

رہتے ہین آنکھ سے ہمیشہ دو چار آپ   تنہا ہی لوٹتے ہین یہ ساری بہار آپ
بجلی کے چمکنے سے ہوا احسان   شب چھاتی سے لگ گیا وہ ڈر کر
قصہ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے   یان تلک روئے کہ اسکو بھی رلایا ہم نے

غالب تخلص غالب علی خان نبیرہ دوندے خان است کہ در شجاعت و تہور سستم زمانہ بلکہ در اکثر اوصاف یگانہ از رؤسائے نامے و در نظر اولوالابصار گرامے بودہ اور است

جان بلب ہین تری اس چشم کے بیمار بہت	تیر مژگان سے ہوے ہین جگر افگار بہت

غالب تخلص اسم شریفش اسد الله خان المشتهر بمیرزا نوشه از خاندان تخمه است و از روسای قدیم سابقا مستقر الخلافه اکبرآباد از استقرارش سرگرم کبر و ناز بود اکنون دار الخلافه شاهجهان آباد بدین نسبت غیرت افزای صفاهان و شیراز طوطی بلند پرواز چمن معانی است و بلبل نغمه پرداز گلشن شیوا بیانی پیش بلندی خیالش اوج فلک پستی زمین است و در جنب تیزی غور تیزش سر فرازی قارون کرسی نشین شاهین فکرش جز بشکار عنقا نه پردازد و اشهب طبعش جز بعرصه فلک نتازد اگر امروز بتلاشش متاع نفیس بشتابی جز بدکانش در نیابی سالهاست که پا بدائره شاعری نهاده در اوائل حال بتقاضای طبع دشوار پسند بطرز میرزا عبد القادر بیدل سخن میگفت و دقت آفرینها میکرد آخر الامر از آن طریقه اعراض کرده انداز دیگر مطبوع ابداع نموده دیوانش را بعد ترتیب و تکمیل دیگر نگریست فراوان ابیات از آن حذف و ساقط کرده قدری قلیل انتخاب زده مدتهاست که بنظم ریخته سر نمی آرد در زبان فارسی نیز دستگاهی بلند و پایه وافر بهم رسانیده پایه اش از فحول استادان کم نیست غزلش چون غزل نظیری بی نظیر و قصیده اش چون قصیده عرفی دلپذیر مضامین شعری را کما هو حقه می فهمد و بجمیع نکات و لطایف پی می برد و این فضیلتی است که مخصوص بعض اهل سخن است اگر طبع سخن شناس داری باین نکته میرسی چه خوش گفته سخن اگرچه کمیاب است اما خوش فهم کمیاب تر خوشا حال شخصی که از هر دو نصیبی یافته و حظی برده بالجمله چنین نکته سنج نغز گفتار کمتر مرئی شده دیوانش هر چند گاه گاه صدور شعرش می شود اما پیوند معنی مستحکم است دیوانش بنظر رسیده این ابیات از آن منتخب دید

کاو کاو سخت جانیہاے تنہائی نپوچھ	صبح کرنا شام کا لانا ہے جوے شیر کا
تیشے بغیر مر نسکا کوہکن اسد	سا ہوتا ہے زیان ہین / حلو گمان ہم بنیر یانون ہین

جاتی ہی کشمکش کوئی اندوہ عشق کی
احباب چارہ سازی وحشت نکر سکے
مین نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون
تو اور سوے غیر نگہ ہاے تیز تیز
دوست غمخواری مین میری سعی فرماوینگے کیا
ہی اب اس معمورہ مین قحط غم الفت اسد
گریہ چاہے ہی خرابی مرے کاشانے کی
کی مرے قتل کے بعد اسنے جفا سے توبہ
نہ مارا جان کر بے جرم قاتل تیری گردن پر
آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لیکے رہ گئے
مرنے کی اے دل اور ہی تدبیر کر کہ مین
غم فراق مین تکلیف سیر گل مت دو
دلے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہو
اعتبار عشق کی خانہ خرابی دیکھنا
کوئی ویرانے سے ویرانے ہین
مین نے مجنون پہ لڑکپن مین اسد
دریاے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
رشک کہتا ہی کہ اسکا غیر سے اخلاص حیف
اب جفا سے بھی ہین محروم ہم اللہ اللہ
کافی ہی نشانی ترے چھلے کی نہ دینا
کون ہوتا ہے حریف مے مرد افگن عشق
سامان کب کیا مین نے
[illegible] آبادی

دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا
زندان مین بھی خیال بیابان نورد تھا
وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہوا
مین اور دکھ تری مژہ ہاے دراز کا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جاوینگے کیا
ہم نے یہ مانا کہ دلی مین رہے کھاوینگے کیا
در و دیوار سے ٹپکے ہی بیابان ہونا
ہاے اس زود پشیمان کا پشیمان ہونا
رہا مانند خون بیگنہ حق آشنائی کا
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا
شایان دست و بازوے قاتل نہین رہا
مجھے دماغ نہین خندہ ہاے بیجا کا
اب تلک تو یہ توقع ہی کہ وان ہو جائیگا
غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا
سنگ اٹھایا تھا کہ سر یاد آیا
میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا
عقل کہتی ہی کہ وہ بے مہر کس کا آشنا
اسقدر دشمن ارباب وفا ہو جانا
خالی مجھے دکھلاکے بوقت سحر انگشت
ہی مکرر لب ساقی مین صلا میرے بعد
کہ گر پڑے نہ مرے پاؤن پر در و دیوار
ہمیشہ روتے ہین ہم دیکھ کر در و دیوار

وہ آرہا مرے ہمسایہ مین تو سایہ سے
فلک سے ہمکو عیش رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہی
اسد بسمل ہی کس انداز کا قاتل سے کہتا تھا
ستم کش مصلحت سے ہون کہ خوبان تجھ پہ عاشق ہین
گری تھی ہم پہ برق تجلی نہ طور پر
مر گیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہی ہی
ہم نے مانا کہ تغافل نکروگے لیکن
وہ حلقہ ہای زلف کمین مین ہین ای خدا
زہر ملتا ہی نہین مجھکو ستمگر ورنہ
دھول دھپا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہین
یون وام بخت خفتہ سے ایک خواب خوش دے
مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین
تیرے سرو قامت سے اک قد آدم
کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ
ظلم کر ظلم اگر لطف دریغ آتا ہو
دلکو نیاز حسرت دیدار کر چکے
شوریدگی کے ہاتھ سے سر ہی وبال دوش
ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہی
مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
نالہ جز حسن طلب ای ستم ایجاد نہین
کم نہین وہ بھی خرابی مین پہ وسعت معلوم
قیامت ہی کہ سن لیلی کا دشت قیس مین آنا
ہوگئی ہی غیر کی شیرین بیانی کارگر

فدا ہوے در و دیوار پر در و دیوار
متاع بردہ کو سمجھے ہوے ہین قرض رہزن پر
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر
تکلف برطرف ملجائیگا تجھ سے رقیب آخر
دیتے ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر
بیٹھا اُس کا وہ اگر تیری دیوار کے پاس
خاک ہوجائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک
رکھیو میرے دعوی وارستگی کی شرم
کیا قسم ہی ترے ملنے کی کہ کھا بھی نسکون
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن
غالب یہ خوف ہی کہ کہان سے ادا کرون
ایک چکر ہی مرے پانون مین زنجیر نہین
قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہین
ہمکو جینے کی بھی امید نہین
تو تغافل مین کسی رنگ سے معذور نہین
دیکھا تو ہم مین طاقت دیدار بھی نہین
صحرا مین ای خدا کوئی دیوار بھی نہین
دشوار تو یہی ہی کہ دشوار بھی نہین
حسن کے ستم ظریف نے مجھکو اُٹھا دیا کہ یون
ہی تقاضائے جفا شکوۂ بیداد نہین
دشت مین ہی مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہین
تعجب ہے وہ بولا یون بھی ہوتا ہی زمانہ مین
عشق کا اُسکو گمان ہم بے زبانون پر نہین

اہل تدبیر کی واماندگیاں
آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں

ہے مجھکو تجھ سے تذکرۂ غیر کا گلہ
ہرچند بر سبیل شکایت ہی کیوں نہو

تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو
ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہمکو

عاشق ہوئے ہیں آپ بھی اک اور شخص پر
آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

رہے اُس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلف سے
تکلف بر طرف تھا ایک انداز جنوں وہ بھی

مرے دلمیں ہے غالب شوق وصل و شکوۂ ہجراں
خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی

ایک جا حرف وفا لکھا تھا سو بھی مٹ گیا
ظاہرا کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے

غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
گر حیا بھی اُسکو آتی ہے تو شرما جائے ہے

ہو کے عاشق وہ پری رخ اور نازک بن گیا
رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اُڑتا جائے ہے

غم دنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی
فلک کا دیکھنا تقریب تیرے یاد آنے کی

کیا خوب تمنے غیر کو بوسہ نہیں دیا
بس چپ رہو ہمارے بھی منھ میں زبان ہے

ہے بارے اعتماد وفاداری اس قدر
غالب ہم اسمیں خوش ہیں کہ نامہربان ہے

گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے
خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
بے نیازی تری عادت ہی سہی

کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ
شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالب
ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

بس ہجوم ناامیدی خاک میں مل جائیگی
یہ جو اک لذت ہماری سعی بیحاصل میں ہے

نظارہ نے بھی کام کیا واں نقاب کا
پڑتے ہی ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی

پھر اُسی بیوفا پہ مرتے ہیں
پھر وہی زندگی ہماری ہے

بے اعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے
جتنے زیادہ ہوگئے اتنے ہی کم ہوئے

نہ مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال
مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے

دے مجھکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر
کچھ تجھکو مزا بھی مرے آزار میں آوے

نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی نہ سہی
امتحان اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

کب وہ سنتا ہے کہانی میری
اور پھر وہ بھی زبانی میری

اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور
دلمیں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی

کیوں ڈرتے ہو عشاق کی بیحوصلگی سے
یاں تو کوئی سنتا نہیں فریاد کسو کی

دشمنی نے میری کھویا غیر کو
کس قدر دشمن ہے دیکھا چاہیے

منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید
ناامیدی اُس کی دیکھا چاہیے

مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائیگی
ولے ناکامی کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے

وعدہ آنیکا وفا کیجے یہ کیا انداز ہے
تمنے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے

کبھی نیکی بھی اُسکے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے
جفائیں کرکے اپنی یاد شرما جائے ہے مجھ سے

گرچہ ہے کس کس بُرائی سے ولے بااین ہمہ
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے

زندگی اپنی جو اس شکل سے گذری غالب
ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے

غازی - تخلص از موزونان دکن است و از مہرہ فن او ست

تمھیں مژدہ ہو دیوانو مقرر پھر بہار آئی
کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

غافل تخلص رائے سنگھ در فن حساب نیکو دستی دارد از وست

وصف کرتا ہے اُن ہونٹوں کا جب
غافل اُسوقت لعل اُگلتا ہے

غافل تخلص بختاور سنگھ شاعریست از مراد آباد او راست

بیمار عشق کی نہ دوا ہو طبیب سے
مرجائے یا جیے کوئی اپنے نصیب سے

غربت تخلص شخصی متوطن مراد آباد است از وست

گھر چھٹا شہر چھٹا لیک نہ چھوٹا غم عشق
ہم تو غربت کی اسی بات کے دیوانے ہیں

غریب تخلص شیخ نصیر الدین احمد کشمیری الاصل دہلوی مولد است نوشتہ اند
کہ در فارسی ہم صاحب دیوان است گاہے ریختہ ہم می گفت از وست

حالِ دلِ شوریدہ کہوں کس سے غریب آہ
وہ درد نہیں جسکی طبیبوں سے دوا ہو

غضنفر تخلص غضنفر علیخان نبیرۂ غلام حسین کروڑہ ساکن لکھنؤ از شاگردان جرأت است ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از ہمہ شاگردانش ممتاز است وفقیر شعری ندیدم کہ نظر بر آن این معنے باید پذیرفت الابیت اول بسیار ما را بہ انداز استاد او ست از وست

کہتا تھا اس مریض کو وہ کل سُنا سُنا
کر دے کوئی معاف کسی کا کہا سُنا

تصویر میں ہے اس سے دو بدو ہم
کیا کرتے ہیں پہروں گفتگو ہم

کھینچی دیکھی جو کل تصویر مجنون
تو گویا سُنتے ہیں بس ہو بہو ہم

لایا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ
لگے اُس نقشہ سے وہ اپنا ملانے نقشہ

غلام تخلص راجہ گوپال ناتھ خلف مرزا راجہ رام ناتھ از مقربان حضرت شاہ عالم بودہ و بہ آئین رعایت غلام تخلص می کردہ او راست

جو ہم بستر کبھی ہم ہوں غلام اُس خوبصورت سے
نہ لیں واللہ تا روز قیامت دوسری کروٹ

خدا نے تو نے گوش پر آواز ہیں قاصد
مژدہ تو ہیں یار کے آنے کا سُنا دے

غلامی تخلص شاہ غلام محمد از معاصران حاتم است او راست

اک جسکی نظر تیری گذری مرے دل سے
پھر آج وہی دور سے قاتل نظر آوے

غمگین تخلص میر سید علی خلف الصدق میر سید محمد مغفور کہ برادر شاہ نظام الدین احمد قادری است کہ در عہد مرہٹہ ہا اختیار نظم و نسق صوبہ جہان آباد داشتہ بودہ او راست

تو نے صیاد بنا ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

پھر یاں کوئی مرا جز غم دلدار نہیں
خس کا خعلے کے سوا اور خریدار نہیں

غنی تخلص از مردم شکوہ آباد است از فکر ت او ست

اگر کچھ زندگانی میں مزا ہے ہائے ہا
تو ایام جوانی میں مزا ہے ہائے ہا

غنی تخلص شیخ عبد الغنی از اشخاص تھانہ متعلقات سہارن پور است او راست

پڑتی ہے نظر جس پہ دم چشم بریدن
یاں ہم نے بد کاہ بھی بیکار نہ پایا

غواص تخلص از اہل دکن است و در زمرۂ شعرائے سلف معدود از وست

تو اے شیخ دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہو جاوے ۔ اگر گل تجھ تلک پہونچے گلے کا ہار ہو جاوے

حرف الفا

فارغ تخلص میر احمد خان مہین پور و تربیت یافتہ نظر اعظم الدولہ میر محمد خان سرور تخلص ست مردے نیکو اطوار ستودہ خصال بحسن خلق و جودت طبع معروف با راقم آشنا ست این دو سہ بیت از کلامش ثبت افتاد

اپنے دیوانے کا تو شوق گرفتاری تو دیکھ ۔ پاؤں مر کر بھی نہ نکلے حلقۂ زنجیر سے

خط لیکے نہ اُس سے جو مرے نامہ بر آئے ۔ یاں شرم سے آتے نہیں اور اپنے گھر آئے

کیا چین سے جا قبر میں آرام کرونگا ۔ دم بھر بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے

فارغ تخلص از احوالش اطلاعی دست بہم نداد مطلعے ازو ثبت افتاد

قطرۂ اشک جو نکلا سو دُر گوہر نکلا ۔ بعد مدت کے مری چشم کا جوہر نکلا

فارغ تخلص فارغ شاہ اصلش از بریلی است در عنفوان شباب کہ آمیزش ارباب دنیا کردہ بے نیازانہ در خورجہ میگذارند از ثقات معتمد شنیدم کہ بشرب باطن مشرب اسلاف بلکہ جذب بر سلوک غالب اوراست

ممکن نہیں جو حرف قضا ہو جبیں سے دور ۔ جب نقش ہو چکا نہیں ہوتا نگیں سے دور

فارغ تخلص ملند سنگھ از سکان بریلی و شاگرد حاتم است اوراست

دور سے دیکھ مجھے چین بجبیں ہوتا ہے ۔ تا کہ تجھ کہہ نسکوں بلبے رکھائی تیوری

فائز تخلص حشیم از حالش و گوشش از حالش بے بہرہ است اوراست

کل ملیگا وہ گلے غیر دن کے یہ آیا چودھیاں ۔ بس ہلال عید ہمکو شب عقرب ہو گیا

فدا تخلص معروف بہ گند اشاہ اسمش سید محمد علی از سکنائے لوہاری من متعلقات سہارنپور پیشتر معاشش بہ پیشہ سپاہگری میگرد آخر خوف معاد غالب آمدہ دنیا را باہل دنیا گذاشتہ مجردانہ بسیر و سفر میگذراند عزیزے حکایت کند

که بهمین تقریب رو باین مصرع هم کرده مردی بود خوش اختلاط بذله سنج از فدائیان فن شعر ابیات تر و خشک از طبعش سے تراوید احباب بظرافت زیاده از اندازه مے ستودندش عاقبت مائل بهزل گشت رفتنش را ازین دیار یازدهم سال است پیمان مکرر آمدن زده بود چون وفا نشد بگمان است که کاتب قضا نامش از لوح هستی زده باشد با لجمله او راست

اُس سے ہیں اور مجھسے وہ باہم رہا
ایک مدت تک یہی عالم رہا
جس نے کھایا ہے تیر مژگان کا
اُس کے نزدیک پھانس سے بھالا

فدا تخلص میر عبد الصمد از طلباے دہلی است او راست

جو درد دل کا لکھوں یار کو میں لے کاغذ
تو اشک یاں تلک اُمڈے کہ بہ چلے کاغذ

فدا تخلص فدا حسین خان از مغول است مسکنش لکھنو اولاً افکارش از نظر میر ممنون در آورده بود ثانیاً به مصحفی گردید بزرگان ویرا در فن رمل مہارتے مطلوب و در طب سلیقه مرغوب بود او راست

بیدری جو نگاه میں سب کی ہیں
ہر ایک سے کے جی پہ بار ہیں ہم
کیا کوئی سر جھکا کے ہووے ذلیل
ناطقہ سر نگون کبھی اُٹھتا ہی نہیں
ناکام کیا رہیں گے کچھ کام کر رہیں گے
بد نام ہوں گے تو بھی ایک نام کر رہینگے
وان ہمکنار غیر ہے وہ رشک ماہ ہے
یان کنج غم میں شکوۂ بخت سیاہ ہے
نہیں کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی
سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مر جانیکی
ظالم یہ جرم دل ہے کہ عاشق ترا ہوا
قتل فدا عبث ہے کہ وہ بیگناہ ہے

فدا تخلص امام الدین نام تخلصے است از فرید آباد او راست

تو بات بات میں ہوتا ہے مجھسے آزردہ
یہی تو کچھ نہیں لے دلربا تری باتیں

فدا تخلص لچھمی رام از سکناے دہلی و تلامذہ سودا است او راست

گذشتہ حسن کا اب تک نشان باقی ہے
نہ ہوں فریفتہ کیونکر کہ آن باقی ہے
کہا جو اُسنے کہ میں دل تو کر چکا ہوں فدا
تو ہنسکے بولے ابھی تجھ میں جان باقی ہے ٤٠

فدا تخلص عاقبت محمود خان صدر الصدور مرد مہذب و شوق کسب علم داشت او راست

چون شمع ضبط نالہ تو مین نے کیا فدا — پہ بس چلا نہ گریہ بے اختیار سے

فدائی تخلص مرزا عظیم بیگ نام از تاجران است او راست

یار گوشے مین ہے اور عیش سے پابوسی ہے — نقش پا تک بھی مرے در پے جاسوسی ہے

فدوی تخلص باسم نکند بقال پیرے بودہ است بدولت اسلام فائز شدہ از اہل لاہور است درین معمورہ آمدہ با سودا طرف شدہ سودا بر لے او ہاجے رکیک گفتہ کہ مشہور است از شاگردان شاہ صابر علی صابر تخلص شمردہ می شود گویند کہ نقش محبت سادہ رویان دلخواہ دل نشین داشت و بآن تقریب چند یار جنگہا آوردہ و زخمہا برداشتہ آخر ہا بسرکار نواب ضابطہ خان ملازم شدہ بعالم آخرت رفت و بعض اہل تذکرہ وے را از مغول و نامش فدائے بیگ نوشتہ اند بالجملہ این اشعار از وست

بعد مرنے کے بھٹکتا ہون تہ خاک ہنوز — ساتھ پھرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز

چشم پر آب ہے اور تس پہ جگر جلتا ہے — کیا قیامت ہے کہ برسات مین گھر جلتا ہے

آوارہ و سرگشتہ نہ پیدا نہ در سکے — سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے

یہ سرو نہین باغ مین ہے آہ کسی کی — نرگس نہین تکتا ہے چمن راہ کسی کی

فدوی تخلص میر فضل علی نام شاعرے بودہ او راست +

یار سے ہے لطف مے کا آہ یہ ہو وہ نہ ہو — یہ کوئی محفل ہے ساقی واہ یہ ہو وہ نہ ہو

فدوی تخلص محمد حسن لاہوری در آغاز جوانی رخت بدہلی کشیدہ شاہ مبارک آبرو را باستادی گزیدہ درویشانہ زندگی میکرد او راست

یار ہمسے جو سدا چین بجبین رہتا ہے — نہین معلوم بلا کون سی پیش آئی ہے

فدوی تخلص مرزا محمد علی نام مشہور بہ مرزا بچو از سکنائے جہان آباد بوقائع نگارے در حضور احمد شاہ مامور بود آخر الامر بعظیم آباد سکونت و استصلاح از شاہ گھسیٹا عشق نمود شور عشق در سر داشت عاقبت خود را بدامن سیکار

صاحبدلان آویخت از وست

گالیان کیونکر نہ دیوے تو نے قدوی چھیڑ کر — ایک تو وہ تھا ہی اُسکو اور بھی بدخو کیا
گلہ آپس مین ایسا بھی کبھو تھا — تکلف برطرف ایسا ہی تو تھا
مجھسے ہوتے ہین درد مند جدا — گو کرے کوئی بند بند جدا
شب ہجران کی اور تو قدوسی — ہمین تقریر کر نہین آتی (ق)
یہ وہ رات ہے کہ جس کی ہمین — صبح ہوتے نظر نہین آتی
چل ساتھ کہ حسرت دل محروم سے نکلے — عاشق کا جنازہ بھی ذرا دھوم سے نکلے

فراغ تخلص محمد فراغ در شاہجہان آباد اطفال را درس میداد

اور است

روتا ہے فراغ آج ترے کوچے مین پیارے — دل توڑئیے اس طرح نہ زنہار کسی کا

فراسو تخلص باسم می کند از طایفہ نصاری است پسر کار زیب النسا بیگم زن سمرو فراسیس بخدمات متعلقہ ذخیرہ اندوزہ کامرانی ماندہ سخن بر خیر لتے خان دلسوز عرض کردہ اور است

ہے خواب مین دیکھا تو بظاہر بھی ملین گے — قسمت سے نہ گر خواب کی تعبیر اُلٹ جائے

و این شعر را بنام اُستادش ہم نوشتہ اند

فرخ تخلص میر فرخ علی از سکنائے جہان آباد دہلی است اور است

چشم سے نور گیا تن سے توان دل سے صبر — ہجر مین تیرے جدا مجھسے ہوا کیا کیا کچھ

فرخ تخلص فرخ بخش شوخ بازاریست و بادلدادہ خویش گرم دلدہی و دلداری ساکن از کاکوریست کہ معمورہ ایست در بلاد مشرق اور است

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے — نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فرحت تخلص امیر علی نام دہلوی از تلامذہ حکیم میر عزت اللہ خان عشق است روزہا کہ بر ہگذر علاقہ از وطن بہ لکھنؤ سفر کردہ اور است

رات کو شمع صفت خوب رُلایا اُس کو — قصہ درد جدائی جو کہا یار سے مل

کلا جسکو تلوؤں سے نرگس سمجھ کر ‌ ‌ ‌ سنا تم نے وہ چشم تر تھی کسو کی
نہ پہنچا دل اپنا نہ پہنچا یہ حسرت ‌ ‌ ‌ لگی کیا ہی کافر نظر تھی کسو کی

فروغ تخلص میر روشن علیخان فرزند اکبر علیخان از روشن ستارگان است هنگام مشق سخن از میر ممنون سواد روشن کرده او راست

تاریک کلبہ اپنا کیا ہو فروغ روشن ‌ ‌ ‌ گھر مین کبھی ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فریاد حالش هیچ معلوم نشد مگر اینقدر که شخصے در مشاعره هاے لکھنؤ غزلهاے طرح میخواند این ابیات از انجمله است

چین پایا وہ پس مردن دل بیتاب نے ‌ ‌ ‌ گوشۂ مرقد ہمین آغوش مادر ہو گیا
قتل کا اپنے لکھا ہے مین نے مضمون بیشتر ‌ ‌ ‌ واسطے میرے مرا دیوان محضر ہو گیا
تلخی ہجران مرے کام آئی آخر زہر دید ‌ ‌ ‌ زہر بھی مین نے پیا تو شیر مادر ہو گیا

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان برادر زادۂ ہدایت خان ہدایت تخلص از مشاهیر اهل سخن جہان آباد است و از خواجہ میر درد ہم کسب باطن و ہم کسب شعر نموده در طب شایستہ مہارت داشت فکرش شستہ و صاف طبعش خالی از اعوجاج و اعتساف وفاتش را سالی چند آمده صاحب دیوان است این اشعار او راست

یان تلک ہوں سبکر و رہ عدم مین فراق ‌ ‌ ‌ قدم جو رکھوں تو نقش قدم نہین ہوتا
صاف دلکو کیا اور داغ جگر کو دھویا ‌ ‌ ‌ کام کیا کیا نہ مرے دیدۂ تر سے نکلا
بعد مرنے کے بھی اک گردش رہی ہمکو مدام ‌ ‌ ‌ مشت خاک لینے رہی تھی کچھ سو پیمانہ بنا
انگلیان گھس گئیں یان ہاتھونکی ملتے ملتے ‌ ‌ ‌ لیکن افسوس نوشتہ نہ مٹا قسمت کا
یہ غم ہے ساغر و مینا سے مجھے کہ میرے بعد ‌ ‌ ‌ ذرا بھی تمکو نہین منہ کوئی لگانے کا
حسرت ذرا بھی دل سے نہ نکلی ہزار حیف ‌ ‌ ‌ نکلا ادھر وہ گھر سے ادھر جی نکل گیا
سمجھے تھے دام زلف سیہ ہے بلاے جان ‌ ‌ ‌ پر کیا کرین کہ لے گئی تقدیر کھینچ کر
مین رکھکے ہاتھ جو سینے پر اپنے دیکھوں ہوں ‌ ‌ ‌ بجاے دل مجھے ہوتا ہے خار سا معلوم
خوش آتی ہین پانونکی ترے ٹھوکرین ظالم ‌ ‌ ‌ سر کو کبھو قدموں سے اٹھانے کے نہین ہم

آنا یہ بیچکیون کا مجھے بے سبب نہین
بھولے سے اُس نے یاد کیا ہو عجب نہین

آنکھ اُس شوخ ستمگر سے لڑا بیٹھے ہین
بس پلے یا نکلے ہی تو جلا بیٹھے ہین

رہتا ہے عاشقون سے از بس ہجوم در پر
ہو جائیگا گھر اُس کا بازار رفتہ رفتہ

دامن تلک گیا تھا کہین اُسکے دست و بنم
اللہ ری نازکی وہین چولی مسک گئی

فراقی تخلص پیم کشور نبیرہ راجہ جوگل کشور باد فروش کہ احوالش گوش آشنائی صغیر و کبیر است وے ترک خلایق نمودہ اطراف عالم را بکام سیاحت پیمودہ.

از افکار اوست

ہوئین آنکھین گلابی روتے روتے
گلابی کی نہ دیکھی مستکل افسوس

فرہاد تخلص میر ببر علی از مردم فیض آباد و تلامذۂ میر حسن صاحب مثنوی مشہور بودہ از وست

پرے جانے سے وہ بت رام کیا ہو
خدا کا گر نہ ہو فرہاد بچا ہا +

فصیح تخلص مرزا جعفر علی از شعرائے لکھنو است استفادۂ سخن از خدمت ناسخ نمودہ از وست

یہ تو قسمت مین کہان تھا کہ کرون کسب کمال
سیکھا لی مین بھی افسوس کہ کامل نہوا

مجھ مین ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین
تم مین دو وصف ہین بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو

فضل تخلص فضل مولے خان از سرزمین لکھنو بودہ مردے خوش دہقی نیکو سیرت و جوانے زیبا صورت خوش اختلاط گرم خون بجہان آباد ہم آمدہ و قصیدہ بمدح شاہ اکبر خواندہ و خطاب وحید عصر افضل الشعرا یافت شوخ طبعی بود شعر کمتر گفتے و اکثر اشعار دیگران بنام خود خواندی و با آنکہ از علم بہرہ نداشت ہیچکس بجا کلفش پے نبرد اما آخر خود را بلاف و گزاف بیصرفہ رسوا و بدنام کردہ بہ کلکتہ رفت و از آن جا باز گشتہ بمصاحبت نواب مرشد آباد نام بر آورد و با شعر الصلہ در وقت پیش آمد حیف است کہ نوجوان مرد این دو سہ بیت بنامش شہرت دارد

اُودی مسی وہ اُسکی کہ جسنے یہ حرف ہے
لب وہ کہ لعل کے بھی نگینے یہ حرف ہے

دل خیال زلف سے اُسکے زبس ممسوس ہے
صبح محشر بھی مجھے شام شب دیجور ہے

فغان تخلص اشرف خان مخاطب بکوکلتاش خان کوکہ احمد شاہ بادشاہ کہ بہ ترتیب برادر رضاعی را گویند زانوے ادب بخدمت علی قلی خان ندیم تہ کردہ از اہل ثروت بودہ ازینجا نقل و حرکت و بہ عظیم آباد سکونت اختیار کردہ و در ۱۱۹۶ ازین خاکدان بہشت جاودان نقل کرد او راست

کرتا ہے وصل مین در و دیوار پر نظر / مجھکو مزا پڑا ہے فغان انتظار کا
ممکن نہین کہ غیر نہووے رکاب مین / تجھکو خدا نلائے ہمارے مزار پر
کیا تو شب فراق مین جیتا رہا فغان / یان تک گمان نہ تھا تجھے صبر و قرار کا
شکوہ کرے ہے تو جو مرے اشک سرخ کا / تیری کب آستین مرے لوہو سے بھر گئی
تنہا اگر مین یار کو پاؤن تو یہ کہون + / انصاف کو نچھوڑ محبت اگر گئی ++
آخر فغان وہی ہے اُسے کیون بھلا دیا / وہ کیا ہوے تپاک وہ الفت کدھر گئی
عشاق تیرے گرمی بازار کر گئے / اس جنس کو گران یہ خریدار کر گئے
مین مر گیا پر آہ نہ پوچھا فغان سے مجھے / درد جگر کسے ہے یہ بیمار کون ہے
تحمل آتش غم مین دل بیتاب کیا جانے / ٹھہرنا ایکدم بھی آگ پر سیماب کیا جانے
قاصد جو نامہ لیکے پھر آوے یار پہ سے / خفت تجھے ہوئی دل اُمیدوار سے
تیرے ہی دلسے پوچھیے اس غم کو ہان فغان / الفت بڑی بلا ہے کسی کو خدا نہ دے
نہ کھولیے ترے بند قبا تو کیا کیجے / دل گرفتہ کو ظالم کبھی تو وا کیجے

فقیر تخلص میر فقیر اللہ نام در جرگہ شعرا بحضور شاہ عالم بادشاہ شرف اندوز بود از کیت و دہرہ ہم آگاہ بود اخلاق مہذب داشت احیاناً پاس خاطر یاران را فکر ریختہ میکرد او راست

میرے سحاب چشم کو نیسان پہ ہے شرف / ہے کون سی گھڑی کہ یہ گوہر فشان نہین
صافی دلون سے دید کو مانع نہین حجاب / عینک سے ہے دو چند ضیائے بصر مجھے

فقیر تخلص میر شمس الدین دہلوی از بنی عباس است در رسے زبان دستگاہی معقول دارد و لاسیما در عروض و قافیہ بے نظیر وقت خویش است

رسالہ جات تصنیف کردہ وسے بدین مدعا گواہ درسنہ [illegible] بعد کسب سعادت زیارت حرمین شریفین زاد اللہ شرفاً و تعظیماً ہنگام بازگشت زورق حیاتش طوفانی شد گاہے ریختہ ہم گفتی این اشعار از وست

حال اس کے بیاض گردن کا	نقطۂ انتخاب ہے گویا
ہے غرض دیر سے یہان کام تکلف سے نہین	خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ ادھر بیٹھ گئے
گرنہ آواز ترے کوچے کے باشندون کی	نالے کرنے سے مگر اُن کے گلے بیٹھ گئے

فگار تخلص میر حسین نبیرہ میر فخر اللہ فقیر سید بیست دل فگار وطنش ہمین بلدہ خلد آثار سخن را بہ مرزا اسد اللہ خان غالب گذرانیدہ از وست

دیکھ آئینہ کو اسنے کیا اس سینے ٹکڑے	یعنی تجھے کسو اسطے تجھسا نظر آیا
کرتا ہے غنچہ تیرے دہان کی برابری	شاید یہ اپنا بھول گیا ہے دہن کی بو

فگار تخلص مرزا قلب علی بیگ شخصے است از دہلی این بیت از وا ز تذکرہ اعظم الدولہ نوشتہ ام

مت پوچھ فگار ابتو مرا مسکن و ماوا	مانند بگولے کے سدا بیوطنی ہے

فیض تخلص پنڈت کرپا کشن کشمیرے از موزونان لکھنؤ است از بدین گونہ حرف می زند

لوٹے خون مین نہ خاک سے سنبھل آکر	دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر

فیض تخلص میر فیض علی پسر میر تقی مرحوم است در سرکار وزیر الممالک با پدرش بسر می برد آوردہ اند کہ غرور سخنگوئے بسیار داشتہ و فقیر از ایشان شعرے مصداق دعوی ندیدم یارب مگر ناز سخنش ایشان بر شاعرے پدر باشد و العجب کل العجب کہ بمقتضاے الولد سر لابیہ دعوے را آموختند و وجہ دعوی را گذاشتند خلاصہ این ابیات از وست

گل کھا موے تھے جنکے لیے جسم زار پر	وہ پھول بھی نہ لائے کبھی وہ مزار پر
شوق مین تیرے کنار و بوس کے اے بحر حسن	موج کے مانند ہو جاتے ہین سب آغوش ہم

کدورت جب تلک تبا ذرے سے نکلا ہی کی تیرے
ہماری خاک اس کوچے میں کب تک لے صبا کھیلے

حرف القاف

قائم تخلص شیخ محمد قیام الدین از سکنائے چاندپور دار رشید تلامذهٔ مرزا رفیع سوداست شاعریست خوش گفتار بلند پایه موزونیست عالی مقدار گر انصاف باید انچه بعض ناشناسان سخن به مکانت سودایی شمارندش حرف در دیوانگی ایشان از جنون است از ابصره اندوزان دانش نباید پستی زمین را با فراز فلک یکی دانستن و ارباب بصیرت چشم از حق نتوانند بست چگونه ذره را آفتاب بیتوان گفتن بهرحال قائم در سخن دستگاهی دلپسند دارد گو بپایهٔ سودا مباش احاطه به اصناف او را میسر است لاسیما در قطعات و رباعیات مضامینی که دال است بر شوخی فکرش کند از طبعش تراویده بیشتر تخلص سکونتش دار الخلافه بود که محط رجال است و مجمع اهل کمال نسبت تالیف تذکره نقائم هم کرده اند وفاتش در سنه ۱۲۱۰ هجری اتفاق افتاد این ابیات از دیوان او ملتقط شده و درین اوراق نگارش یافت

قسمت کو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہاں کمند
کچھ دور اپنے ہاتھ سے جب بام رہ گیا

غیر سے ملنا تمہارا سن کے گو ہم چپ رہے
پر سنا ہوگا کہ تم کو اک جہاں نے کیا کہا

تا بہ فلک نالہ تو پہنچا تھا رات
میں ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا

کیا جگہ گرد ہی دل مجنوں نے مرے کی ایجاد
مبتذل جان کے ڈھب بادیہ پیمائی کا

ٹوٹا جو کعبہ کون سی یہ جائے غم ہے شیخ
کچھ قصر دل نہیں کہ بنایا نہ جائے گا

فلک جو دے تو خدائی بھی لے نہ اب قائم
وہ دن گئے کہ ارادہ تھا پادشاہی کا

تا صبح تو کہے ہے یوں کہ گویا
ہے دل پہ پھر اختیار میرا

جہاں میں شہرہ تھیں مجنوں کی ذلتیں قائم
سو بارے عہد میں تیرے وہ ننگ نام ہوا

پیدا ہی سے نہ اس تک دل رنجور گیا
مرتبہ عشق کا یاں حسن سے بھی دور گیا

معاملہ ہے یہ دل کا اسے کہے گا وہ کیا
یہ سچ کہ جھوٹ ہے دعوائے دوستی لیکن
لے گیا خاک میں ہمراہ دل اپنا قائم
ہر دم آنے سے میں بھی ہوں نادم
کب آئینہ کو تسخیر آئے ہے پیارے
نہ وعدہ اُسکے ساتھ نہ پیغام کیا کہوں
مبتذل تھا وہ تری چشم سے پیارے مضمون
ظالم تو مری سادہ دلی پر تو رحم کر
قائم ضرور کیا ہے اب اُس جنگجو سے صلح
طوفان گریہ کی ہے مرے حد عمر نوح
سننے کا یار یہ بھی کوئی طور ہے کہ آج
مجھکو قائم وصل کی شب سے ہے کیا شادی کہ یاں
سب کو آیا ہے ترے حسن کا یاں طور پسند
جو سوز عشق کا چرچا وہاں نہیں قائم
نالوں سے عندلیب کے آیا ہے جی بتنگ سا
تھا مو مجھے آمد میں کوئی اُس کی کہ ناگاہ
گر زیست ہے تجھ تلک تو پھر کیا
جھگڑے سے ہے اشتاب گرم مرا آہ سرد سے
عذر تقصیر بھی چاہوں گا میں اس سے اے دل
زبان عشق شکایت سے لال ہے ورنہ
دو جہان بھی ملیں تو بس ہے ہمیں
لے چلو دل جو کہ کو تو یہ دشوار نہیں
ہو گی توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن

پیا مرے گئے ہیں ساتھ آپ جاتا تھا
کبھی ہمیں بھی تو اکبار آزماتا تھا
شاید اس جنس کا یاں کوئی خریدار نہ تھا
کیا کروں پر رہا نہیں جاتا +
کسی کا دل ہے وہ جس لئے پیرا انتقام لیا
پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا +
جو ستم چرخ جفا پیشہ نے ایجاد کیا
روٹھا تھا آپھی مجھسے میں اور آپھی من گیا
مدت ہوئی کہ جان سے میں ہاتھ دھو چکا
دریا نہیں کہ آج چڑھا کل اُتر گیا
قائم نے تیرے ہاتھ سے گھبرا کے رو دیا
گر کبھی جھگڑے ہیں کوئی دم میں ہو جاتی ہے صلح
گرچہ ہر اک کے زمانہ میں ہے ایک ورد پسند
تو کیا میں جاؤں گا دینے بہشت میں آتش
کس نے مرے مزار پہ لاکر چڑھائے گل
لیجائیے نہ گھر سے کہیں باہر پیش دل
حسد سے تیرے مرہی جائیں گے ہم
دیکھیں تو پہلے پہونچے ہے تو عرش پر کہ ہم
تک تو خاموش ہو رہنے سے وہ دشنام کہیں
ہم اک گلہ کے ترے سو جواب رکھتے ہیں
یاں کچھ پھر اتنی تو احتیاج نہیں
لیک تم دیکھتے پھرتے ہو خریدار نہیں
نے طلب اب بھی جو ملجائے تو انکار نہیں

قائم اور تجھسے طلب بوسے کی کیونکر کہیے
یار اگر چاہتا ہے دیوے تو تم
کہتا ہے آئینہ کہ ہے تجھسا ہی ایک اور
قائم یہ جی مین ہے کہ تقیید سے شیخ کی
اتنا تو ہون ذلیل جو پوچھے ہے یہ کوئی
قائم یہی قضا ہے گر اس دہر کی تو خیر
تھا تم دست سلیمان سے ہون قائم مین عزیز
سنگ کو آب کرین دل مین ہماری باتین
ہان وہ تو آدمی ہین کہ جن سے تجھین ہے ربط
شمع سان جلنے کو صانع نے بنایا ہم کو
شیخ جی تم نے نہ سمجھی یہ کرامات کی راہ
ہر گلی کوچہ ہے بستی کا پر اچھے کی دکان
قائم کے حال سے ہے تفرص عبث کہ چرخ
بعد خط آنے کے تھا اُس سے وفا کا احتمال
دنیا مین ہم رہے تو کئی دن پر اس طرح
قائم کو اپنی بزم سے جانے نہ دے کہ یار
ساقیا دور کیا کرے ہے تمام
خدا نکردہ اُسے غیر سے تو کیا سروکار
نہ رحم سینہ سپیکر اور تجھکو تنگ کرنا صبح
مفت تک دو دن ہون مین دل تو بھی کوئی لیتا نہین
صورت مین تری گر نظر آوے ملک الموت
گر ہم سے تم ملے نہ تو ہم بھی نہ مر گئے
روئینگے کب تلک اے مژہ اشکبار بس

یون وہ نادان ہے پر اتنا تو بدآموز نہین
جان کچھ دل سے تو نہ یا دنشین
باور نہین تو لا مین ترے روبرو کردون
اسکے جو مین نماز کرون نے وضو کرون
تو چاہتا ہے اُس کو تو کہتا ہون مین نہین
کھلنے کی ایک دل کے بھی جس مین جگہ نہین
سخت پچھتائے وہ جو ہاتھ سے کھوئے تجھکو
لیکن افسوس یہی ہے کہ کسان سنتے ہو
کیا شکوہ تم سے رو بیٹھے اپنے نصیب کو
جس کے مین ہاتھ پڑا اُس نے جلایا مجھکو
کیا قباحت ہے نکلنے مین خرابات کی راہ
دھجیان ہو کے اُڑے لیک گریبان مرے
ایسا گر انھین کہ وہ تجھسے سنبھل سکے
ایک دان تک عمر لے اپنی وفاداری کی
دشمن کے گھر مین تجھسے کوئی مہمان ہے
ہے کیا بڑا جو مفت مین ایک شعر خوان ہے
آپ ہی اب یہ دور چلتا ہے
تھی ایک بات ہمارے ہی یہ جلانے کی
کہ دم اپنا سما سکتا نہین پہلی ہی تنگی سے
ہان مگر اس سے بھی کچھ یہ جنبش سستی ہے
جی دینا کسی طرح سے دشوار نہ ہووے
کہنے کو رہ گیا یہ سخن دن گذر گئے
اب کیا تجھے ڈبوئینگے جل کل تو بھر گئے

دو چیزین ہین یادگار دوران +
تیرا ستم اپنی جان فشانی

کیا پوچھتے ہو سبب آزردگی یار
دل لیچکے مدت ہوے اب جان طلبی ہے

فی نالے ہین تاثیر ہے نی آہ مین یان درد
معلوم ہو کس طرح تجھے چاہ کسی کی

عشق تو قاسم نہ ہوا آپ سے
اور ہی کچھ پیشہ کیا چاہیے

رو کے پوچھا جو میسر ہو ترا کیونکہ وصال
ہنسکے کہنے لگا طالع کے مددگاری سے

کہتا مین نہین کہ ظلم ہے بد
پر خوب تو مہربان نہین ہے

کسی بلا مین پھنسے قید ہوے جانسے جالے
پر آدمی کو خدا الجھ یہ مبتلا نکرے

بتون کے دید کو جاتا ہون دیر مین قاسم
مجھے کچھ اور ارادہ نہین خدا نکرے

قاسم آیا ہے پھر وہ بن ٹھن کر
دیکھین کس کس سے اب بگڑتی ہے

آخر تو جرم عشق سے کرتے ہین مجھکو قتل
یکبار اسکے بھی تو کرین رو برو مجھے

دشمنی سے ایک ادائی کی ہے قاسم جانے خوش
واے اسیر جس کسی سے چھٹے افلاک ہے

کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی
اللہ رے دھوم اب کی برس لالہ زار کی

قاسم تخلص سید قاسم علیخان پسر عطا حسین خان تحسین صاحب نوطرز مرصع که مخاطب بہ مرصع رقم بوده در فن موسیقی مهارت خوشی دارد سابق بخدمت تحصیل محال اشا بسرکار انگریزی داشت اکنون در لکھنؤ میگذراند اوبراست

ایک تو سنکے خوش ہین اسنے لاکھون گالیان
بیشتر لذت ملی تقصیر سے تقریر مین

مرا ابتر آبلے سے کہربا کے سبحہ کا دانہ
نہین تو کیون شمشیر ہے اسقدر کا نو تکو صیقل کے

زمین کو کر دیا رشک فلک رفتار جانان نے
فروغ نقش پا خورشید ہے ہر نقش بر پا کے

جو یان ہی کی تو جلین گے یہان تو جالیسے سرگرے
بیماری الفت درگ آئی زبان مین ہے

مرے صداع کو صندل سے فائدہ معلوم
علاج اس کا کسی سنگ آستان مین ہے

سیکڑون دریا بھرے ہین چشم گریان مین مری
پھر بھی یہ کمبخت ہر دم تشنۂ دیدار ہے

واعظا غم نہین دوزخ کی گرفتاری کا +
بیقراری نے دیا عالم سیماب مجھے

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان از مردم مشہور دہلی است با مولانا فخر الدین

اعتقاد وافر داشته از مریدان خدمت ایشان است علم معقولی در یافته امروز و قائلش را سال بخاری است تذکره در حال فکر ریختہ نگاشته است و بملاحظه نرسیده صاحب دیوان است و این اشعار منتخب از ان است

ہین مد نظر اپنے تجھسے کام نہین رکھتا	آغاز محبت یان انجام نہین رکھتا
یاہین بھی رخصت سیر چمن ہو تا کہ صیاد	کرا بھی شور ہے ظالم بہار آنے کا
قاسم کے ساتھ بادہ خوری تھی تمام شب	اور نام سے ہے اُس کے تجاہل علی الصباح
سر بسر قول ترا ہے بت خود کام غلط	دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط
وہ آکے بغل مین کہین یا تی پہ نکل جائے	مٹ جائے کسو طرح تو یارب خلش دل
دشنام ٹے سنا کے ہو رہتے کو آن مین	کیا جانے کیا فسون ہے تمھاری زبان مین
جان جاوے یار ہے قاسم یہ دیکھین گے آسے	ہے ارادہ یہ مصمم دیکھیے کیسی بنے
تفصیل سے کہ قاسم حال دل دیوانہ	ہنسے نہ چھپا ظالم ہم یار ہین یارون کے
مسلمانون اُسے پروا ہو کیا احیائے عاشق کی	وہ نصرانی بچہ ہے عیسے نفس تو ہے پہ کافر ہے

قاسم تخلص میر قاسم علی نام موطنش بریلی بودہ اور است

یقین ہے اہل عطش گویان دم آخر مردن نگاہین +

پیاسا ہے دل تری آب دم شمشیر بران کا +

قاصر تخلص مرزا ببر علی بیگ شخصے است از دہلی اصلاح سخن از انشاء اللہ خان فراق گرفتہ اور است

یاد کس گل رو کی اس دل کو تری الفت آ گئی	آہ کر سکتے نہین ایسی نقاہت آ گئی

قابل تخلص مرزا علی بخت شخصے است از دودۂ تیمور اکتساب سخن از ابراہیم ذوق کردہ اور است

سامنے میرے غیر سے تو ملے	ستم اس سے زیادہ کیا ہوگا
کیا جو قتل مجھے تونے آج خوب کیا	کرین شکوا اب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا
احوال گریہ شین کے مرا یار نے کہا	اے لو اسی نے عشق مین اس نے تو رو دیا

تم کہتے ہو جاؤ تم یہان سے
مر ہی جانا ہے عشق مین بہتر
ایسے جائین گے پھر نہ آئین گے ہم
نہ جیین گے نہ رنج اُٹھائین گے ہم

قبول تخلص غنی بیگ از سخن گویان مشہور پارسی است احیاناً بفکر ریختہ ہم می پرداخت و از وست

دل یون خیال زلف مین پھرتا ہے نعرہ زن
تاریک شب مین جیسے کوئی پاسبان پھرے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ از تلامذۂ سبحان مشہور است سلسلۂ بیعش
بشاہ عبد العزیز شکر بار علیہ الرحمۃ اللہ العزیز الغفار میرسد سید شمس الدین
فقیر را بنی عم میشود وطن اصلی وے دہلی و در مرشد آباد سکونت ورزیدہ
سنہ ۱۲۰۵ ہجری ازان جا درین مہمان سرائے بوطن اصلی نقل کرد آنکہ اورا از عظیم آباد
دانستہ اند غلط کردہ اند بالجملہ قدرت در شاعری قدرت و قوت عظیم دارد
عمرے بر مشق بودہ طبعے رسا داشتہ اشعار خوش ادا گفتہ این ابیات
از نتائج افکار اوست

ہنگامہ پرہیز و ورع اب بسر آیا
اے بادہ کشو مژدہ کہ پھر ابر تر آیا

کچھ دیر ہوئی اشک نہین آنکھوں سے گرتے
شاید تہ مژگان کوئی لخت جگر آیا

ہوا ہے اُس کے گلو مین گرہ دم اعجاز
ترے لبون نے مسیحا سے کیا سوال کیا

جیتا ہون سے اب دل بیتاب رہ گیا
اپنی تپش مین جل کے یہ سیماب رہ گیا

آگے نہ چل سکا ترے کوچے کو چھوڑ کر
خورشید جا کے تا بہ لب بام رہ گیا

جہان نظر پڑے پاؤن تلے ملے کاغذ
سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ مین نہ لے کاغذ

یہ دل شوریدہ جب سے ساتھ ہے زیر زمین
شور محشر ہی رہا قدرت کی مشت خاک پر

بہلانے کو اگر داغ سے چھاتی کے چھڑا دون
خاشاک کے پہلو مین چھپے آنکر آتش

جرم یہ تیری ہی محبت کے ہمین کرتے ہین قتل
حفظ جانکے واسطے کیجیے انکار حیف

آنکھ اُس داغ کو لگیو کہ نمک سود نہین
پھوٹے وہ آنکھ جو لخت جگر آلود نہین

اڑا دی زبس خاک ماتم مین دل کی
کیا ہم نے آخر زمین آسمان کو

لب جان بخش کی اُسکے جو پڑی ہے یہ دھوم
لب عیسیٰ نے بھی گر پیڑی زبان چوسی ہے

ہر آن اک ستم ہے ہر لحظہ ایک جفا ہے
کوچہ ترا ہے ظالم یا دشت کربلا ہے

سینہ اُس کا ہے دل اُسکا ہے جگر اُسکا ہے
تیر بیداد جو حضور کرے گھر اُسکا ہے

آہ اس کم فرصتی پر ہو نشے سے کیا سرور
شیشہ تا خالی ہو جام زندگی لبریز ہے

حسرت اے صبح چمن ہمسے چمن چھوٹے ہے
مژدہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے

نوح کشتی سے خبردار کہ یاں سینے سے
مرہم تازہ ناسور کہن چھوٹے ہے

شب ہجران کی مصیبت کو کہوں کیا قدرت
تن سے جان چھوٹے ہے اور جان سے تن چھوٹے ہے

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ از اہل رامپور شاگرد قائم چاندپوری نوشتہ اند او راست

لاکھوں جلائے مردہ صد سالہ آن میں
فیض دم مسیح ہے اُس کی زبان میں

انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا
کتنوں کے گھر تو جاتے رہے امتحان میں

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ نام از تلامذہ ثناء اللہ خان فراق است او راست

زلفوں میں اگر دل یہ گرفتار نہ ہوتا
یوں روز مرا آہ شب تار نہ ہوتا

قربان تخلص میر محمدی خلف میر کلو حقیر مشورت سخن با ثناء اللہ خان فراق کردہ ازوست

کیوں نہ اک ٹھوکر سے ان احیائے صد جانزادہ ہو
دست بستہ معجز عیسیٰ جہان استادہ ہو

کس کی برگشتہ نگہ کا ہوں میں بیمار کہ آہ
یاں مسیحا کی ہوئی جاتی ہے تدبیر اُلٹی

قربان تخلص قربان علی عظیم آبادی او راست

لگاؤں کیوں نہ گلے اُس کمان ابرو کے تیر کو
کہ آزردہ نہیں کرتا ہے کوئی اپنے مہمان کو

قرار تخلص جان محمد بزمرہ نقبا در سرکار وزیر الممالک بہادر جا داشتہ کلامش را بنظر شاہ شرف الدین ملول درآوردہ است او راست

ہے ناز سے اُس کے یہی پیغام قضا کا
کیوں نام کیا آپ نے بدنام قضا کا

قرار تخلص میر حسین علی کیفیتش معلوم نیست این شعر ازوست

کس طرح قرار اُس سے کروں درد دل اظہار
سنتا ہی نہیں وہ بت مغرور کسی کی

قرار تخلص شخصی است از شاگردان حسرت اور است

پیارے بیوفا یا باوفا ہو + + + ‖ غرض تم دل کے لینے میں بلا ہو + +

قسمت تخلص المخاطب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ علی خان استفادۂ نظم از جعفر علی حسرت نمودہ از شعرائے لکھنؤ است بسرکار مرزا جہاندار شاہ اقتدار مطلوب داشته این ابیات اور است

الٰہی یا تو میرے دامن دلدار ہاتھ آوے ‖ نہیں تو ہاتھ لی اسکے لیں تلوار ہاتھ آوے
مقدور ہے کس کا جو ترے حسن کو ملے ‖ رستم جو رہ آوے تو وہیں اسکا سر آوے

قلندر نظر تخلص حاجت اظہار حالش نیست معاصر خان آرزو است این دو بیت از و گزیدہ آید

جی کو سر زندگی نہیں سے ‖ کیا جی کی کروں کہ جی نہیں ہے
کھتے ہی تھمیگا اشک ناصح ‖ روتا ہے یہ مجھے ہنسی نہیں ہے

قمر تخلص مرزا قمر الدین المعروف بہ مرزا حاجی بیٹن پور مرزا تقی ہوس در تربیت یافتۂ قتیل است

صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آ ہی گیا ‖ عشق کا نام برا ہے کہ بتنگ آ ہی گیا +
کہتے ہیں شب کو قمر آج گلا کاٹ موا ‖ آدمی تھا غم ہجران سے بتنگ آ ہی گیا +
بیجا نہیں ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب ‖ دیکھا تھا اس نے کب کسی بسمل کا اضطراب

قمر تخلص مرزا قمر طالع میانہ پور مرزا ایزد بخش بہادر است کہ مرزا نیلی عرف الیشان بود و کسب سخن از حافظ عبد الرحمن خان احسان کردہ صاحب دیوان است اور است

نہ آئی تاب تو بھی دل بے تابی کے ہاتھ سے ‖ قمر بہاؤ میں وہ رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا
بعد مدت خط لکھا ہے یار نو خط نے مجھے ‖ تو بھی اب تو لے قمر شکوؤں سے دفتر کھول دے

قیس تخلص مرزا احمد علی بیگ مشہور بہادر بیگ خلف مرزا امداد علی بیگ اصلش از مشہد مقدس و ہی در لکھنؤ از شبستان عدم بجلوہ گاہ وجود قدم نہادہ سخن را بحسرت نمود از نتائج طبع او ست

دل مضطرب کا دیکھا عجب اضطراب الٹا ‖ ہوا وہ مضطر اسنے جو ذرا نقاب الٹا
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ ‖ اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے
پھرتا ہوں ہر کسی سے میں القاب پوچھتا ‖ خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے

حرف الکاف

کامل تخلص پنڈت ٹھاکر داس کشمیری کہ بالفعل در عدالت بوکالت میگذارند اور است

پلٹ کر جو دیکھا سر راہ اُس نے
لگا تیر ایک بار گشتی جگر پر +

کامل تخلص مرزا کامل بیگ جز نامش دیگر حالش معلوم نشد اور است

مژگان سے گرچہ دل ابرو کرے ہے ٹکڑے
قطعہ یہ بات میں نے کہی جب اُس سے داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جس وقت ہووے خالی
تلوار پھیر کھینچے تو کیا کرے سپاہی

کبیر تخلص حکیم کبیر نیسلے از مردم سنبھل من متعلقات مراد آباد در طب دستگاہی داشتہ اور است

ایک ہی یار سے جی ناک میں آیا ہے کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار رہے

کریم تخلص کریم اللہ خان از افاغنہ است از افکار اوست

نہ کچھ قدرت تجھے گر رو برو جانے کی کریم
زیر دیوار ہی جا نالہ سنایا ہوتا

کرم تخلص شیخ غلام ضامن اصلش از کوتانہ بالفعل در شاہجہان آباد بسر می برد مدتہا در حیدرآباد گذرانیدہ در ریختہ و فارسی فکری کند قوت نظمیہ بسیار دارد زانوے ادب بخدمت مومن خان تہ کردہ باوجود کہن سالی مرد شگفتہ و ظریف است و باراقم آشنا است ابیاتش از و طلبیدہ بعد انتخاب درج شد

تیر ناخوردہ ہمارا شکست کیا کیا تڑپا
استخوانوں میں مرے دیکھ کے پیکان تیرا

فرہاد و قیس عشق میں سرگرم لاف تھے
خاموش ہو گئے جو ترا نام آ گیا

نام کب آسودہ جان لیں نالہ ہائے زار کا
سرمۂ آواز ہے سایہ تری دیوار کا

ہاتھ ہووے گا مرا اور ترا دامان ہو گا +
چاک جب صبح قیامت کا گریبان ہو گا

زلف مژگان سے لپٹی ہے خدا خیر کرے
مشک آلودہ کہیں خنجر براں ہو گا +

کیا ہی برہم ہوئی زلف اسنے جو پوچھا مجھسے
اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا

سہونگے جور طاقت و تاب و توان تلک
لیکن یہ پوچھتے ہیں تجھی سے کہاں تلک

چلین جبین سے ہے موج تبسم نگاہ مین + | اڈرسے ہے مجھے فریب کا تیر سے پیکان تلک
اسیری نے کی پردہ پوشی ہتون کی + + | کیا طوق گردن نے کار گریبان +
نسبت ہے میرے داغ سے کیا گل کو عندلیب | گو آہ سرد و باد سحر دونون ایک ہین
روز شمار جان شب ہجر کو کرتم | نہ شام اُسکے نہ اسکو سحر دونون ایک ہین
غلطین سے گر چلا ہون کون تھا مے | بجز مژگان بر گر دیدہ بحباو
اے طفل اشک دیکھ کے برباد کیجیو | ہر پارہ جگر ورق انتخاب ہے
مرا نشو و نما ہے اُس خرام لاؤبالی سے | غبار ناتوان کو سرکشی ہے پائمالی سے
گر وہان بیٹھون تو اُٹھے وہ مری تعظیم کو | خوف ہے شاید کہ صحبت کا اثر ہونے لگے
ولے قسمت اور اخفا ہی ہوا افشاے راز | روکتے ہی اشک کے لخت جگر آنے لگے
اُسکو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی | ہر کوئی آرزوے نشو و نما رکھتا ہے
کس باغ مین وہ رونق گل جلوہ کنان ہے | نکلے ہے دھوان سا در فردوس برین سے
گھبرا کے لگے دیکھنے وہ اپنے بنا گوش | جب اشک مری آنکھ سے گردوانہ سے نکلے

گرم تخلص مرزا حیدر علی بیگ خلف مرزا نیاز علی بیگ باشندۂ دہلی از شاگردان مشہور مصحفی است اور است

غیرت سے دیکھتا ہون مین جسکو یار کیطرف | لگتا ہے تب وہ دیکھنے دو چار کی طرف
لوہو مین بھرے ہے ہین ترے ہاتھ سچ بتا | تربت پہ کس شہید کی تونے چڑھائے گل
گلدستہ لا دیا جو گل اُس کو رقیب نے | ہمنے بھی گرم رشک سے ہاتھون پہ کھائے گل
تیغ نگاہ کس کی لگی ہے ہمسے یارب | جو زندگی سے اپنی بیزار اس قدر ہین +
سیل گریہ مین ہم تا بکمر ڈوب سے گئے | یان تلک روئے کہ ہمسایون کے گھر ڈوب سے گئے

گرفتار تخلص عشقی بیگ باشندۂ دہلی از شاگردان حاتم است اور است

درد ہو جس کی کچھ دوا کیجیے | اجی ہی سے جو چین ہو تو کیا کیجیے

گریان تخلص میر محمد علی از لکھنو است اور است

مجھے جب دیکھتا تب ہاتھ سے مکھڑا چھپالیتا | نکالا طور اُس نے روز یہ صاحب سلامت کا

گستاخ تخلص مرزا علی از ساکنان لکھنؤ است او راست +

ہی لگایا تھا مجھ ہووے کی فرحت حاصل — لیے بچانا کہا کہ آوے کی قیامت لازم

کلو تخلص میر کلو از اقارب خواجہ میر درد بودہ او راست +

صید افقیر دل کی گر تم سنو گے کیا ہوگا — اور ادھر کہیں زلف کا پھنکنا بھلا ہوگا

کلیم تخلص شیخ کلیم اللہ ساکن سرکوٹ کہ از متعلقات نگینہ مضافات مراد آباد است او راست

جلوۂ نور رخ یار سے پیدا ہووے — تجل اعجاز کلیم سے مسیحا ہووے

کلیم تخلص میر محمد حسین کلیم طوطی شکر مقال در لیست دیر شیخ محمد سخنور سے از شعرا ے مسلم است و ہم در جرگہ موزونان ما تا حضور با لقدم بزرگ میر تقی میر است و از ساکنان دہلی طبع بیدا فتہ شعر ہر دو لفظے گفتہ دارم کہ بپارسی زبان زبانش درست و فکرش صایب نباشد گفتہ اند کہ ترجمہ فصوص الحکم شیخ محی الدین ابن عربی نور اللہ مضجعہ در ریختہ کردہ است فقط لکن الکلام دیوان و مثنویہا از ویادگار است ملاحظہ آن دست بہم ندارد این اشعار از سفاین و تذکرہا انتخاب و ثبت افتاد

چھپا ہے آمری چشم تر آب میں دریا — کسی نے دیکھا ہے اب تک حباب میں دریا

کس پریشان نے قدم رکھا ہے پیچ و تاب سے — زیادہ آتا ہے نظر جوں زلف کچھ برہم ہوا

قیر میں مجھی سے ہے ہمراہ گیا اپنے کلیم — آہ کیوں درد دل اپنا کسو کو سونپا

آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست — وہ دن گئے کلیم کہ یہ شیشہ سنگ تھا

ہو چکا حشر گئی دوزخ و جنت کو خلق — رہ گیا میں ترے کوچہ میں گرفتار ہنوز

درازی شب ہجران و زلف یار کلیم — مجھی سے پوچھ کہ کالی ہے رات آنکھوں میں

رکھوں نہیں آنکھوں میں کیونکر تجھے کہ ہے برسات — پھر ایسا گھر کہ جو خانہ خراب ٹپکے ہے

دیوانہ تر او دیہی پر لینے اگر آوے — منھ دیکھو فلاطون کا جو عہد لینے پر آوے

غرور حسن کیا ممکن کہ اس سے داد کو پہونچے — غرض تم سن چکے احوال ہم فریاد کو پہونچے

کمال تخلص شاہ کمال الدین حسین ضمائشش از کڑہ مانکپور بزرگ نکتہ شناس

ازارباب مناصب بودند ولے ترک لباس کردہ کسوت درویشی پوشیدہ دل برسیاحت نہادہ ہنگام ورود لکھنؤ از جرأت امداد میخواست

جو شکست شیشۂ دل کچھ نہ دیکھا اور کام	مرتفع جس دن سے ہے یہ چرخ مینائی ہوا
آہ جو کچھ ہم سے ہو سکتا سو کر چکتے ولیک	ایکدن تم کو نہ شوق کارفرمائی ہوا
اور دکھلایا تماشا مجھکو وحشت نے کمال	مین تماشائی تھا جس کا وہ تماشائی ہوا
یہ بھی کچھ بیٹھنے کا بزم مین اسلوب ہے واہ	جون جون ہم آگے بڑھین آپ سرکتے جادین

گستان تخلص از شاگردان اشرف علی خان فغان از ناشش آگہی نشد اورا است

واسطے جسکے سبھی مجھکو برا کہتے ہین	وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کہتے ہین

گنا بیگم زنی است از دودمان عفت زوجۂ نواب اعتماد الملک غازی الدین خان کہ نظام تخلص ایشان است حسب الامر شوہرش گفتار خویشتن بنظر میر قمر الدین منت می آوردہ اورا است

مقابل ہو اگر لب کے ترے مصری چبا جاؤن	تری آنکھون سے چشمکی کرے بادام کھا جاؤن
ترے منہ کی تجلی دیکھکر کل رات حسرت سے	زمین پر لوٹتی تھی چاندنی اور شمع جلتی تھی
شمع کی طرح کون رو جانے	جس کے جی کو لگے ہے سو جانے

کوچک تخلص شاہزادہ مرزا وجیہ الدین مرحوم در زمان جلوہ فرمائی بلاد مشرق عزم گلگشت بہشت نمودہ جسدش را بدہلی آوردند و متصل مزار کثیر الانوار سلطان المشایخ کہ سہ فرسخ از دہلی ست دفن کردند این بیت از گفتۂ ایشان ثبت افتاد

یہان تلک پانؤن مین پھپھولے ہین	اک قدم بھر چلا نہین جاتا

کوثر تخلص مہدی علی خان ولد قطب الدین خان ابن آقا علی خان کوچک برادر مؤتمن الدولہ اسحق خان کہ از امرائے نامی عہد فردوس آرامگاہ محمد شاہ بودہ مسقط الراس لکھنؤ ست دو سال است کہ بدہلی وارد شدہ بود

بتقریب اعظم الدولہ واسطے راہم باو تعارفے شد شخصے حمیدہ اوصاف بنظر آمدہ شریک محفل مشاعرہ ہا می گشت و خود را از تلامذۂ ناسخ میگرفت از وراست

چشم مین عشق کے اعجاز سے آنسو ٹھہرے	ورنہ کشتی مین ہے دریا کا سمانا مشکل
تیرا تو آسرا تھا جدائی مین یار کی ++	اے موت تو بھی مجھسے گریزان ہے اندنون
خواب مین شب اُس پری نے شکل دکھلائی ہمین	جاگ اُٹھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی ہمین
وقت صبح وہ مانند آفتاب آیا	الٰہی شکر شب ہجر کی سحر دیکھی
تربت پہ میری ایسی برستی تھی بیکسی	بے اختیار شمع کے آنسو ٹپک پڑے
کیا ہی کشش ہے کوچۂ دلبر کی خاک مین	بید ست و پا بھی ہووے تو مثل صبا چلے
نامہ بر کوچۂ دلبر مین گم ایسا ہو جائے	فی المثل ہووے کبوتر تو وہ عنقا ہو جائے
خون بہا اُس سے نہ پھر حشر کو مانگون گا مین	ایکبار آکے مری لاش پہ قاتل ہو جائے
دل پھٹ گیا کدورت طبع نگار سے	حیرت کی جا ہے آئینہ ٹوٹا غبار سے
ہون وہ بلبل کہ یہ تھا شوق اسیری پس مرگ	پر بھی اُڑ کر مرے صیاد کے گھر تک پہونچے

گویا تخلص شیخ حیات اللہ از اہل فرخ آباد و بمناصب ممتاز در سرکار انگریزی بہرہ در ماندہ از وست

جس کم سخن سے کیجے تقریر بول اُٹھے	ہے ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اُٹھے

گویا تخلص حسام الدولہ نواب نقیب محمد حسان بہادر از امرائے نامی لکھنؤ است وباوجود ہجوم دنیا بدین مائل قدردان اہل ہر فن است لاسیما با سخنوران در مقام التفاتے است کہ می باید و شعرائے این دیار بہ بخشش رطب اللسان بودہ اند و بسیار ستودہ و دست بجایزہ ہا مراعات نمودہ و در مراتب سخن گستری ز متعلقان شیخ امام بخش ناسخ است این ابیات از دیوانش انتخاب زدہ درین عجالہ ثبت نمودہ شد

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا	ورد سر کس کا کہ یان سر ہی گیا
اُس نے صندل لگایا ماتھے پر	درد دونا ہوا مرے سر کا

پند آپ نے کیا ترا شکوہ عبث ہے | کبھی میں آپ میں آیا تو ہوتا ++
اس کو غفلت پڑی کہ آتے ہیں ہم | بھول جاتا یاد دلواتے ہیں ہم
ضعف سے رہتا ہے اب پاؤں پہ سر | آپ اپنی ٹھوکریں کھاتے ہیں ہم
گرمیٔ دل اب اگر جلنے لگے مثل سپند | یہ حرارت بعد مردن بھی ہے اپنی خاک میں
چشم اگر منظور تھا پرویز کا گھر کھودتا | کوہکن دیوانہ ہے شیریں تو پتھر میں نہیں
درد پہلو میں رہا کرتا ہے جیسے کو نہیں | ہجر میں بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہیں
سر سے اے رشک تم پہ رکھو مرا | میرے قاتل کی یہ نشانی ہے
کھل گیا کے جبیں کو میری | قسمت کے لکھنے یاوری کی ++
میں گو ناخوش ہوں اپنی زندگی سے | اسے ہے خوش یا الٰہی وہ جہاں سے
یاد آیا ہی نہیں اپنا ملا تھا خاک میں | رو دیا جب وہ غبار کو نظر آیا مجھے
جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ راہی ہوا | توسن جانان سمند عمر سے چالاک ہے
حال عاشق و معشوق ہے ایک | سنا ہے شمع سوزاں کی زبانی
آیا جواب نامہ پس مرگ تب کھلا | تھی دیر اس لیے مرے خط کے جواب کی
زاہد جرم کیا کرتا ہوں میں بہر ثواب | دل ہے کعبہ اسے کرتا ہے سیہ پوش مجھے

حرف اللام

لطیف تخلص میر شمس الدین از مردم بندر سورت است به لکھنؤ اقامت ورزیده
از وست

گھر میں جا بیٹھ رہا اس سے خفا ہو تو لطیف | کیا ہی غصہ تری اس بات پر آتا ہے مجھے

لطیف تخلص میر لطیف علی از ارادت کیشان و تلامذۂ خواجه میر درد است جواہر را
نیکو شناختی اوراست

رو گئے ہیں شیخ و برہمن سبھی دے کے ہاتھوں | گبر نکلا نہ یہ کافر نہ مسلمان نکلا
رہتا ہے درد روز دل ناتواں میں ++ | کیونکر اثر نہ ہووے ہماری زباں میں

دامن کشیدہ جاتے ہو میرے غبار سے
تقصیر ایسی کیا ہوئی اس خاکسار سے

لطف تخلص مرزا علی اصلش در استرآباد است در دہلی نشو و نما یافتہ و در اواخر عمر عظیم آباد ساکن بہ حیدر آباد در فن قصاید انشا کردہ و صلہ ہا یافتہ نسبت شاگردی بہ میر تقی داشتہ تذکرہ در حال ریختہ گویان بزبان ریختہ نوشتہ است بنظر رسید و این اشعار از انتخابش انتخاب گردید

ہوگئی زنجیر پا اپنی یہ زلف پرشکن
ورنہ دل تجھ ہی کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا

کیجو اس زلف کو شانا سمجھ کر شانہ
لاکھ دل ٹوٹے اگر ایک وہ مو ٹوٹ گیا

بڑھایا قصہ سنبل صبا نے حد لیکن
فسانہ زلف کا تیری بہت دراز رہا

نہیں سمندر و پروانہ پر وہ آتش ہوں
کہ جس کے نام سے آتش کو احتراز رہا

نہ پہنچی ضعف سے لب تک دعا ہی ورنہ سا
وہ قبول تو اس آرزو میں باز رہا

جو عمر خضر ہو شاید تو وصل ہووے نصیب
یہ زندگی جو بھی اس میں تو امتحان رہا

سنتے تھے طوفان نوح آنکھوں نے دیکھا وہ تو لطف
دیکھیے یہ چشم گریان اور اب دکھلائیں کیا

ہے کہاں سبزہ رنگ خرامان کہ رشک سے
جوں شمع سبز جلتا ہے ہر سبزہ باغ کا

ساقی لگا دے خم سے منہ کہ یار بار
احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا

تیرے کانوں تلک ابھی لطف کچھ آواز آتی ہے
ہے ایک عالم کو تیرے نالہ و فریاد کا شکوہ

ایک دن حال دل زار نہ دیکھا نہ سنا
سچ تو یہ تجھسا بھی دلدار نہ دیکھا نہ سنا

دکھا دیں نے ستون چرخ کا عالم تجھے فرہاد
جو لیجا دے ہمیں بھی کار فرما کوئی شیریں سا

فرہاد سا نہ رنگ نہ مجنون سا کیا حال
کس منہ سے اسے کھیچیے پیغام محبت

ہوئے ہیں بعد قتل طلب گار حق سعی
ملک بستان میں دیکھی نئی خونبہا کی طرح

کیا کم ہے سلطنت سے سگ کوے یار اگر
فاتح ہوا استخوان پہ ہمارے ہما کی طرح

ہے یہ بھی نئی کچھ بے سر شب وصل میں سو بار
پوچھے ہے وہ کتنی رہی شب کچھ نہیں معلوم

کس کی دیتی بلا جو جانتے ہم
دیکھے دل اس بلا میں پڑتے ہیں

اگرچہ فرق زمین آسمان کا ہے تاہم
ملی ہے وضع فلک کی بہت تری خو میں

اپنا تو بدگمانی سے بس کام ہو گیا | گو اور طرح اُس کی ہو چولی مسک گئی
خوبی کا بسکہ تیری اک عالم گواہ ہے | اپنی بتغیر دیکھے ہے حالت تباہ ہے

حرف المیم

مایل تخلص میر محمدی سیدے بودہ در جہان آباد شاگرد مولوی قدرت اللہ اکبرآبادی اُستاد نصیر دہلوی است از افکار اوست

کیا کیا کہوں میں تجھ سے دل زار کی ہوس | مشہور ہے جہان میں بیمار کی ہوس

مایل تخلص محمد یار بیگ از اہالی لکھنو و از شاگردان قلندر بخش جرأت است از اوست

پیتا ہوں جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا | مایل ہوا ہوں جب سے میں اک سبز رنگ کا

مایل تخلص سید کاظم علی از اہالی خیرآباد است در ریعان شباب عمرش بسر آمد از اوست

شب ہجران کی آہ ایک طرف | لاکھ ابر سیاہ ایک طرف

ماہر تخلص فخر الدین حسنان پور اشرف علی خان فغان از شاگردان سودا ساکنان لکھنو بودہ از اوست

ملی اتنی نہ فرصت بھی کہ اُٹھ کر مانگتے پانی | ہوا تسمہ نگہ یوں آہ دل میں کار گر کس کا

مبتلا تخلص اسمش مرزا کاظم بیگ المخاطب از پیشگاہ وزیر الممالک سید مردان علی خان صاحبش از مشہد مقدس دوے در لکھنو از نہان خانہ عدم بشہرستان وجود رسیدہ بزرگانش باحترام زیستہ اند گویند کہ مبتلا بیار سے صاحب دیوان است ہم تذکرہ فراہم آوردہ از اوست

شیشۂ دل پٹک دیا تو نے + | سنگ دل آہ کیا کیا تو نے

مبتلا تخلص شخصے است کہ مرا از حالش خبر داشتند از وست

وہ ترے سایہ دیوار میں پائی راحت | چاندنی رات کو اے رشک قمر بھول گئے

مجذوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ از اہل جہان آباد شخصے است کہ سود الفرزندیش برداشتہ بود از وست

عداوت سے تمھاری کچھ اگر ہووے تو مین جانون | بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو مین جانون
تمھارا ہم سے جو عہد وفا ہے اُس کو تم جانو | مرے پیمان مین کچھ نوع دگر ہووے تو مین جانون
تلے اُسکے نیچے بیٹھ کے رودونگا زار زار | جنت مین تیرے سایۂ دیوار کے لیے

مجنون تخلص مجہول الاسم مشہور بدرویشی سر برہنہ شخصے بودہ آبا و اجداد اوسے برہمن ناتھ بند گانش بیکدو واسطہ باسلام مایل شدند از تلامذۂ میر تقی است گویند کہ در کوچہ و برزن عور محض میگشت و این معنے دلیل تاثیر تخلص است اما مکشوف نشد کہ جنون سبب گردیدن باین تخلص است یا تخلص سبب گردیدن جنون سخن کوتاہ این مطلع از وست

جس سے جی چاہے تو تم نہ کسی سے پوچھو | مجھے کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی سے پوچھو

مجنون تخلص نامش معلوم نشد یکے از اہل عظیم آباد است کسب سخن از میر ضیا کردہ او راست ۔

دن مین سو سو بار اُسکے در پر جانا ہے مجھے | اس مین سودائی کہے یا کوئی دیوانا مجھے

مجرم تخلص میر فتح علی سید است از دہلی بجستجوے کیمیا بر آمدہ مفقود شد او راست ۔

اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل | چپکے بیٹھے سامنے صورت تمھاری دیکھیے

مجرم تخلص رحمت اللہ در اکبر آباد بحرفہ کسب معاش میکرد دا مدتے ازان شغل درگذشتہ و لباس فقیرانہ در بر کردہ فیض صحبت میر محمد تقی بیدار یافتہ ہنگام ورود دہلی پیشم میر بیدار او راست

دل افگار دیا دیدۂ خونبار دیا + | چرخ ناساز نے کیا کیا مجھے آزار دیا
کی مین نے شکایت تو وہ بولا یہ خفا ہو | گر ہم ہین جفا جو تو کسی اور کو چاہو
کل غیر کے گھر رہنے کی کیا جھوٹ ہے پیارے | کیا چاہیے حاضر ہون مجھے کوسنے کیا ہو

مجبور تخلص حق رسا از تلامذۂ شاہ نصیر دہلوی است او راست

شب خوشی سے پاؤن پھیلا کے ہم سویا کیے | ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

مخزون تخلص میر ناصر جان خلف سید محمد نصیر رنج تخلص کہ بالفعل سجادہ نشین خواجہ میر درد است سلمہ اللہ و غفر لہ کسب درستی نیک سخن دارد خصوصاً

در ریاضے امروز بہار ستے کہ او را دست دیگرے دانست گاہے لب بسخن میکشاید درین ہنگام
بہ ممالک شرقی رفتہ با فقیر طریقۂ شناسائی مسلوک است و دو بیت

چھوٹ ہو اوس سے کب ہیں نے لڑائیں آنکھیں
تم نے بیفائدہ رو رو کے سجائیں آنکھیں

شاید اس وقت گیا آپ کا دھیان اور کہیں
بات کرتے ہیں جو تم بھولو سخن بھول گئے

نہ تو نامہ ہی نہ پیغام زبانی آیا
حیف محزون تجھے یاران وطن بھول گئے

محزون تخلص عالم شاہ از مشائخ زادگان گڈھ مکتیسر است مصحفی کہ او را از امروہہ دانستہ از وادی تحقیق برکران افتادہ درینجا بحکم اہل البیت ادری بما فی البیت سخن شرف الدین مسرور مقبول است کہ وے او را از خویشان است و قیام محزون در امروہہ مصحفی را منشاء خطا گشتہ بہر حال این اشعار او ست

نہ سمجھا چاک کرتا ہوں گریبان کے تئیں
اسکے آنے سے چمن میں گل کو سودا ہو گیا

تم تو فریاد کسی کی نہ فغان سنتے ہو
اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہاں سنتے ہو

اہل دنیا تو نہیں دیتے ہیں محزون غم کی داد
کوہکن کو خواب شیرین سے جگاؤں تو سہی

محو تخلص حسین علیخان اکبرآبادی بخدمات انگریزے بسر برد او را است +

سنگ پھینکا ہے مری قبر پہ گل کے بدلے
گالیاں دے ہی لیں مرگ بھی قل کے بدلے

محو تخلص شیخ عظیم اللہ از اہل میرٹھ است او راست +

متاع دل کو اٹھا رکھ اپنے پاس اے ہمدم
یہ دولت اسکو بخشیں گے جسے ہم یار دیکھیں گے

محب تخلص شیخ ولی اللہ از مردم این شہر است در لکھنؤ فوت کردہ با سودا اصلا فہ ستاگردے داشتہ و از وظیفہ خواران سرکار مرزا سلیمان شکوہ بہادر است این افکار او ست

تو اور تری چاہ پوچھنا کیا
صدقے ترے واہ پوچھنا کیا

خانۂ دل کہ نہ ہو عشق کا آئین جس میں
ہے وہ قرآن کہ نہیں سورۂ یاسین جس میں

پڑھتے لائق اشک کب چھٹے ہیں خاک آئے جواب
سنتے خط لیکے میرے نامہ بر کھسکے ہوئے

ہم ہیں مژگان اشک سے تجھ تک نہیں جاتی نگاہ
مائل پرواز ہیں طایر کو پر بھیگے ہوئے

تیرے جو رہا ستم رہیں گے
جیتے کاہے کو ہم رہیں گے

بڑھ کچھ تو ایک بوسہ پہ لے یار اور بھی
ہین ورنہ جنس دل کے خریدار اور بھی

محبت تخلص میر بہادر علی از شاگردان ثناء اللہ خان فراق است اور است

سادہ رو صاف بھی اب ہمسے ملاقات نہین
ناز و انداز و ادا غمزہ اشارہ دو با

اگر حنا ترے ہاتھون سے خون بہا دل کا
تو تو لگا دست نگارین سے خونبہا دلکا

محبت تخلص نواب محبت خان فرزند ارجمند حافظ الملک نواب رحمت خان مرحوم است کہ ایالت بریلی و متعلقات آن بر ایشان مسلم بودہ و فور شہرت از تفصیل مستغنی کردہ وے نیز چون پدر صاحب ورع و تقوے است و خداوند فہم و فراست بہرہ و لفظ حرف میزند گزیدہ افکارش این است

جس کو تری آنکھون سے سروکار رہیگا
بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہیگا

عاشقون مین سے مجھے لکھا تو نے
آج چہرہ مرا بحال ہوا

قید ہوتے ہی ہوا دونون جہان سے آزاد
مین تو بندہ ہون محبت کی گرفتاری کا

یہ بڑھا دیوانہ پن اپنا کہ ناصح دل ہوا
تھا مرا ہمدرد لیکن مجھکو سمجھانے لگا

آپ کچھ غیرون کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہین
یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہین

بیٹھنے دیوے نہ وہ بزم مین اپنی جو مجھے
تو اٹھا لیجیو اے یار جنازا مجکو

گالی کا انتظار تو حد سے گذر چکا
منھ کو کہان تلک ترے دیکھا کرے کوئی

محبت تخلص مرزا حسین علی نام نژادش از جہان آباد خودش در لکھنو نشو و نما یافتہ مشورہ سخن با قلندر بخش جرأت مے کرد و بہ شگونہ حکایت مے کند

احوال مرا دھیان سے سنتا تھا ولیکن
کچھ بات جو سمجھا تو کہا مین نہین سنتا

اس بت نے جو غیرون پہ کیا لطف وہ یارو
مجھسے کہو ہرچندا مین نہین سنتا

آمد نہ فصل گل کی نسیم سحر سنا
مرجاؤن گا قفس مین نہ ایسی خبر سنا

محشر تخلص اکرام اللہ خان از بداؤن است و در انجا از مشاہیر بودہ اور است ++++

اٹھیگا شور قیامت ترے دامان کے تلے
فتنہ سوتا ہی ترے سایۂ مژگان کے تلے

ہمین نظر نہین آتا کہ جی سے بچے محشر
کوئی دن اور اگر ورد انتظار رہے

جدھر کو اُڑے دل کی تپش کر دون پروانا | نہین ہے برق صفت ہاتھ مین عنان مرے

محشر تخلص مرزا علی نقی اصلش از کشمیر و منشاء دہلی لکھنؤ است ہر دو زبان فکر میکرد و غرور شاعری بسیار داشته بعد قتل مرزا علی مہلت که تفصیل این اجمال تحت ترجمه اوست خونخوار ازان جا فرار شده بدہلی رسیده با خواجه میر درد پیوسته از ایشان فائده برداشته به لکھنؤ رفت چون سال ... گذشت در شد مقتول مذکور قاتل مسطور را بقصاص کشتند اور است

دور مین اُس چشم کے گردون کو آسایش نہین | کس گھڑی کس دم نئے فتنے کی فرمایش نہین
جان منتظر ہی آنکھون مین وقت رحیل ہے | جلدی پہونچ که تیرے ہی آنیکی ڈھیل ہے

محسن تخلص میر محسن برادرزاده میر محمد تقی است اور است

حسرت سے تیرے عقیق لب کا شوخ | زنده کرتا ہے نام عیسیٰ کا +

محرم تخلص خواجه محرم علی خان از کلانیان عظیم آباد است سخن را بشاه گھسیٹا متخلص بعشق گذرانیده اور است

قطعه

اے محرم اتنی اشکباری | کھل جاتے ہے ابر بھی برس کر
دوستون نے مرے کہا اُن سے | محرم کو کہو تو یان لائین +
لگے کہنے که شرط کر لو تم | ہم جو مجلس مین اُس کو بلوائین
رو نہ یوے که جس کے رونے سے | ساری محفل کے جی بہا جائین
پیغام پھر جنون کے آنے لگے ہین مجھ تک | شاید بہار کے دن نزدیک آن پہونچے

محمود تخلص محمود خان برادرزاده اعظم الدوله میر محمد خان سرور جوانیست خوش فکر و خوش ساز در تحریر کاوش مضامین بسمل بدام است و از تیر تپش کار دل خون شدگان تمام جوانیست با شعور رہا کم سخن و با صد زبان بے زبان بپیرایه حلم و ادب آراسته از احباب راقم است از نتایج افکار اوست

گھر سے بے پرده وه رشک مه روشن نکلا | نالۂ دل بھی مری جان کا دشمن نکلا
اپنی برگشتگی بخت کا دیوانه ہون | کی شفاعت جو کسی نے تو وه اغوا سمجھا

کیا اجل بھی آئی تھی اغیار ہی کے حصے مین
گو شب ہجر ہی پر صبح نہووے تو ہی خوب
بیقراری سے ہی کچھ اُسکے عجب مجھپہ عذاب
واہ رے شوق اُدھر جب کوئی جانے دیکھا
افسوس ہوا حشر مین کیا بیکسی کا
ہین اپنے تصور نے خیالات سے کیے سہل
مجھکو خبر مرگ عدو سے بھی ہوا رنج
دشمن کو مری گور پہ لانا نہین اچھا
ہی زخم جگر ناوک قاتل کی نشانی
بیداد گذشتہ کی کرین کیونکہ شکایت
حسرتین زیست کی ہین گور مین رکھتی بیچین
پیچھے ہٹتا تھا قدم چلتے ہی اُس کوچے سے
میرے لیے ہی تیری ندامت بھی اک ستم
تھا وصل مین اک ہجر یہین دھن مرے شوق
وہ یہ سمجھا کہ ہوا ظلم اُٹھانا مشکل
نہ ڈرانا رجہنم سے عبث اے واعظ
غلبۂ شوق کے عالم ہی نظر مین تاریک
چھاتی پہ لٹانا تو اُسے کب ہی میسر
اُس وعدہ فراموش نے تم آنیکو کہا تھا
جو یاس کے زہر ہین پہ گران جان تو نہین ہم
عجز بے تاثیر کو اپنے صنم سمجھا فریب
جان کیا چیز ہی یہ عشق مین ناشکر کہو
وہ رخ افسردہ ہی جرم عدو سے شاید

اے فلک گر وصل جانان کے نہین قابل ہوا
لائی ہی ناک مین دم گردش ایام اپنا
اسطرح غیر کو دے دون دل ناکام اپنا
شہر سے ناخواستہ نکلا وہین پہنچا ہم اپنا
قاتل جو نہین سر بگریبان نظر آیا
پردے مین بھی مجھکو رخ جانان نظر آیا
وہ شوخ جو انگشت بدندان نظر آیا
مردے کو سلیمان کے جلانا نہین اچھا
اے چارہ گر اُس کو ہنسانا نہین اچھا
اُس کو وہ مزہ یاد دلانا نہین اچھا
اُس نے کیا مجھکو کہین یاد کیا میرے بعد
وہ ہوا بام پہ کیا جلوہ نما میرے بعد
ہر گز تو اپنے جور وجفا پہ نظر نہ کر
ہم موت کی جانب نہین جانان سے تعلق
ہمکو جینے سے بھی اب زہر ہی کھانا مشکل
ہی بجز ذکر عدو ہم کو جلانا مشکل
جس سے جو پاتے ہو اُس کا بھی پانا مشکل
تصویر نگر سینہ پہ لیتے ہین بنا ہم
در وا کیے ہی پر سنے لگے آ کے پھر ہم
اعدا کے گھر گئے تری محفل تو نہین ہم
کیا علاوہ کی خط کے یہ جبین سائی نہین
کوئی مر جائے اگر تو کوئی دلگیر ہو
ہمکو نہین نیم نظر تاب تماشا ہم کو

وہ صید ہون کہ شوق اسیری ہی خود مجھے
صیاد بیدماغ کو رنج کمین نہ ہو

ایسا ہی بیکسی زیست نے ہجران مین کیا ہی
گر جائے تو اُف سے کوئی بیمار اُڑا دے

اس ناتوان کو بام پہ پہونچا دے ہمنشین
شاید کہ اُس کے گھر کی طرف کی ہوا چلے

دیکھتا کون ہی محمود عدو کو خوشی
جب نظر کرتے ہین افلاک پہ ناچاری سے

خاک ہیچ ہی اُس کے مگر کوئی خواہش
ہمارے ہاتھ جو تکا ہو ٹوٹے دعا نہ اُٹھے

بعید اُس کے ستم سے ہی یہ کہ بعد فنا
عدو کی گھر کے مری خاک سے بنا نہ اُٹھے

اب تو حد تاثیر کی اے اشک خونین ہو چکی
سب طراز دامن دلدار رنگین ہو چکی

ہر نگہ ہم سو کشتہ ہو چکے پہ ہی خموش
کیا وہ خود بھی قدردان لذت دشنام ہی

جل گیا مین گرمی رفتار سے
کیا سے چلے تم ملنے کو اغیار سے

لاغری سے مین نظر آتا نہین
چارہ گر بیٹھے ہین ماتم دار سے

خانہ کعبہ کی تعظیم تو سبحان اللہ
ایک فرصت بھی ہو اُس در کی جبین سائی سے

مخلص تخلص میر باقر از اہل اکبرآباد است نسبت تلمذ بہ مصحفی خان یکرنگ داشتہ
درزمان دولت محمد شاہ لوائے سخن می افراشتہ ازوست

مین تو بندہ ہون ترے جور و جفا کا لیکن
آفت دھڑکا ہی مجھے اس دل سودائی کا

مخلص تخلص علیخان از ریش سفید کردگان مرشدآباد است ازو است

کوئی اپنے اسیر سے تغافل یہ بھی کرتا ہی
قفس مین مر گئے جب ہم خبر صیاد کو پہونچی

مدحت لکھنوی یکے از تلامذہ جعفر علی حسرت است ازو است

لے گئی ہجر تری گور مین یار آخر کار
روز فرقت نے دکھائی شب تار آخر کار

مدہوش تخلص نامش معلوم نشد از شاگردان میر سوز بودہ ازو است

مرا نقش ناز سے تو نے لیا دل
خدا جانے ہی اُس کو یا مرا دل

مرزا تخلص آقا مرزا نام اصلش از مازندران است دوسے در لکھنؤ متولد شدہ

مشتری محمد اسمعیل نام تجارت پیشہ بود از تلامذہ میر است ازوست

لاکھون سے جب وہ بچھڑ گیا غش سے کھلی تب آنکھ
مجھ نارسا کے طالع خوابیدہ دیکھنا

پہچانے تا نکوئی کہ یہ کس کی لاش ہی ۔ سر تن سے لے گیا مرا قاتل تراش کے

مرزا تخلص مشہور بمرزا اینتا ابن حکیم میر فضل اللہ از سکناے قصبہ پانی پت اشعار فارسی ہم مے گفتہ در طلب مہارتی شایان داشت او راست

دل جو اپنا تھا سو ہی بیگانہ ۔ اس زمانہ مین کوئی یار نہین
سخت مشکل ہی اسمین جینا ۔ زندگی اپنے اختیار نہین
خالی اس سے نہین ہی کعبہ و دیر ۔ کونسے سنگ مین شرار نہین

مرزا تخلص ہدایت اللہ دہلوی از بہرہ فن موسیقی است او راست +

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا جائے ۔ اے واے مصیبت کوئی کس کس کو بچا لے

مرزا تخلص خواہرزادہ حکیم مرزا محمد خان و تلمیذ رستم بیگ شاگرد است او راست

گر زلف دراز یار مین ہی صد گرہ مرزا ۔ دل صد چاک پر ہم بھی بسان شانہ کھنچتے ہین

مروت تخلص صغیر علی نام فرزند حکیم کبیر علی از مردم سنبھل است از شاگردان جرأت بودہ اند کہ مثنوی بہ تتبع میر حسن گفتہ و مناط دعوی وے درین فن ہمان بودہ این بیت ازو خوش کردہ شد

غیرون پہ دیکھ دیکھ کرم اس نگار کا ۔ چین بر جبین ہی نقش ہمارے مزار کا

مملون تخلص مرزا علی رضا وطن اصلی وے مشہد مقدس است و خود س درین بلدہ متولد شدہ بحیدرآباد رفتہ التلامذہ میر ممنون است او راست

ہر آرزو سے دل کو حسرت نے خون کیا ہے ۔ گردن پہ یاس کی ہی خون اپنی آرزو کا
جز یک نگاہ خشم کبھی اس کی خو نہین ۔ قسمت تو دیکھ یہ بھی کبھو ہی کبھو نہین

مزمل تخلص مزمل شاہ از قدماست این بیت ازو ست +

مین نہ کہتا تھا کہ مزمل دے نہ دل ۔ الغرض ایسا رایگان کھونا نہ تھا

مسرور تخلص شیخ پیر بخش از سکناے قصبہ کاکوری کہ پنج فرسخ از لکھنؤ است اصلاح نظم از مصحفی گرفتہ ہمرکاب مرزا سلیمان شکوہ بہادر گذارش درین بلدہ افتادہ بود او راست

لگتی ہی یہ ہر وقت سے مجھے آبلہ پائی ++ | آگے کو قدم دشت مغیلان سے نہ اٹھے
کرتے ہین وہ غنچے سے اشارے کئی دن سے | ہین پیچھے پڑے دل کے ہمارے کئی دن سے
گر بہر سیر لیلی محمل سوار جاے | مجنون بھی ساتھ جون شتر بے مہار جاے

مسرور تخلص مرزا اسد بیگ از مردم جہان آباد تلمیذ میر عزت اللہ عشق است
اور است

پیدا اس چشم میگون سے یہ دل مستانہ رکھتے ہین | صراحی کی ہوس نے خواہش پیمانہ رکھتے ہین

مسرور تخلص شرف الدین احمد پسر غلام محی الدین عشق مبتلا از مردم میرٹھ است اشعار ریختہ بعبارت ریختہ گرد آوردہ است اور است

ہی غیر کے گھر وہ شمع محفل | دن رات مجھے یہی جلن ہی

مشتاق تخلص سید عبد الواحد خان جوانی حریف و ظریف است ہنگام ورود دہلی سخن کسے گفت بر مومن خان میخواند و نیز با فقیر ربطے پیدا کردہ بود اکنون باندہ در لیسر سے برد اور است

کیون نہ اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو اس رنجور کا | جس کو از خود رفتگی بھی اک سفر ہی دور کا

مسرت تخلص شیخ وزیر علی استفادہ شعر از حکیم عزت اللہ خان عشق کردہ از باشندگان دہلی است از چند سال بحیدر آباد رفتہ بجر گہ شعرائے چند و لال است اور است

اگرچہ روتے روتے کھو چکین آنکھین | نذر تھا دیدۂ خونبار پہ ہاتھ

مسند تخلص یار علی خان از اہالی عظیم آباد است و تلامذہ مرزا محمد فدوی اور است

نزع تک وصل کی ہی یار امید | ہی مثل ایک دم ہزار امید

مسیح تخلص ہیرا لال نام سوداگری است کشمیری الاصل بودہ اور است

شاید کہ سوے زلف کا شانہ تھا دست غیر | پیڑ مضطرب رہا تھا جیکو مرے پیچ و تاب رات

مشیر تخلص قطب الدین از مردم جہان آباد است گویند کہ از ارشد تلامذہ شاہ نصیر است فقیر اور ادر محافل مشاعرہ دیدہ و کلامش ہمدر انجا شنیدہ بسیر و طریقہ استاد است
اور است

یہ غل ہے کہ وحشی نے ترے پاؤن نکالے ۔۔۔ پھر دست جنون سلسلہ جنبان نہوا تھا

مشتاق تخلص عبد اللہ خان المخاطب بمشتاق علیخان ایرانی نژاد است بزمرہ شعرای پایہ تخت بشمار می آید پارہ جفر و رمل را میدانست ہوس کیمیا سازی بسیار داشت اکثر خطوط را چون خط نسیا و ولاوزی می نگاشت از وست

کی اک نگاہ پاس جو مژگان یار پر ۔۔۔ سو برچھیان لگین دل امیدوار پر
جی بند ہو نکل بھی گیا تو کھلی رہی ۔۔۔ اے چشم آفرین ہے ترے انتظار پر
مٹے ہے دمبدم یان وصل کی تدبیر کا نقشہ ۔۔۔ دکھائی دے ہے بیٹھے بیٹھے یہین تقدیر کا نقشہ
دم مرگ مت پوچھ لکنت کا باعث ۔۔۔ زبان پر گرہ گفتگو تھی کسی کے
کبھی اشک بھر آئے تو جی سے گئے ہم ۔۔۔ کہ مد نظر آبرو تھی کسی کے
رنگ کیون سبز ہے چہرہ کا ترے اے مشتاق ۔۔۔ کسنے دیکھا ہے تجھے زہر بھری آنکھون سے
اپنی ہم بندگی پہ بھولے تھے ۔۔۔ پر جو دیکھا وہان خدائی ہے

مشتاق تخلص حافظ تاج الدین ساکن میرٹھ چشمش از حلیہ نور عور است از وست

کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا اپنا سنانے دو ۔۔۔ ہے یہ وہی افسانہ شیرین ایک پری دیوانے دو

مشتاق تخلص محمد واصل نام شاعریست از بداون از وست

ہمارے کام پہ ہرچند آسمان پھرے ۔۔۔ مجھے قسم ہے جو تو اس طرف کو آن پھرے

مشہور تخلص از کانبان بریلی است باوجودیکہ متخلص بہ مشہور است حالش مشہور نیست از وست

خوشی سے کیون نہ اے مشہور اب بغلین بجائین ہم ۔۔۔ ملیگا یار ہم سے آج پھر بازو پھڑکتے ہین

مقصد تخلص میر ماشاء اللہ خان پدر میر انشاء اللہ خان است عادتست کہ پسر بنام پدر شناختہ میشود وگاہی بخلاف نیز کہ ابتدائے در طب جا مرگاہی شائستہ اردگاہی بسخن ہم توجہ می کرد از وست

کافر ہو سو اتر سے کرے چاہ کسو کی ۔۔۔ صورت نہ دکھاوے تجھے اللہ کسو کی

مصحفی تخلص غلام ہمدانی اصلش از قصبہ امروہہ من مضافات مراد آباد در عنفوان جوانی بجہان آباد آمدہ طرح اقامت افگندہ آخرہا بہ لکھنؤ رفتہ وتا نفس آخر ہمدر انجا قرار گرفتہ وفاتش را امروزہ دہ سال گذشتہ عمر بسیار یافتہ ابتدائیش انتہائے دورہ سودا

بود با جرأت و انشا مشاعرات و مطارحات کرده است شش دیوان ریختہ و دو تذکرہ تمام
کردہ و دیوانی در فارسی و تذکرہ ہم دارد و قوت مشق او از پنجاہ و ان یافت در بلاد مشرق بسیار
مسلم و بہ استادی علم بودہ و اکثر سخنوران آن بلدان اکتساب فن ازو کردہ اند ہرچند بتقاضاے
شیوہ بسیار گویان اکثر کلامش برکم پایہ و از لطف خالی است اما گزیدہ اشعار او در نہایت
رتبت و الا و رتبت عالی است چنانچہ ازین ابیات کہ از دو دیوانش گزیدہ آمد پیداست و رہست

مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر نے ہاے
ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پر رکھا

کی تاک اک آب دم شمشیر قاتل نے کمی
ورنہ پیمانہ ہماری عمر کا کبریز تھا

درد و غم کو بھی ہے نصیبہ شرط
یہ بھی قسمت سوا نہین ملتا +

کہتے ہو ایک آدھ کی ہے میرے ہاتھ موت
ہم بھی سمجھتے ہین یہ سُناتے ہو ہمکو کیا

تھا اگر روز قیامت تو بھی ہم شادان رہے
وہ جوا کدن اُس کے ملنے کا مقرر ہو گیا

اے مصحفی بتون مین ہوتی ہے یہ کرامت
دل پھر گیا نہ تیرا آخر خدا سے دیکھا

شوخی تو دیکھو تیر کو سینے سے کھینچ کر
کہتا ہے میرے تیر کا پیکان رہ گیا

نامے کے میرے پرزے لاڈلے میرے آگے
نامے کا میرے قاصد یہ کیا جواب لایا

مرض عشق سے ترا بکی سنبھل جاؤن گا
تو مین دو چار برس کو کہین ٹل جاؤن گا

تجکو قاصد کے تغافل نے تو مارا ہے ہاے
روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤن گا

اُلٹے اُڑتے اُسکے کوچے مین جو جاتے کلمین
جا ملون نے دوش سے تخت سلیمان رکھدیا

چاک ہو جاسینگے لاکھون ہی گریبان ظالم
چاک پر دیسے نہ یون ہاتھ دکھانا اپنا

مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا

دامن ترا ہنے گا گریبان عاشقان
گر یونہین ٹھوکرین دم رفتار کھائے گا

مت میرے رنگ زرد کا چرچا کرو کہ یان
رنگ ایکسا ہمیشہ کسی کا نہین رہا

مین حسرتین لیے از بس جہان سے جاتا تھا
جنازہ دوش پہ یارونکے تھا گران میرا

صیاد کی گلی پہ ژدہ کو چھر کیا کہ جس مین
سر خاک پر پڑا ہے اکثر کبوترون کا

فصل گل فصل خزان دونون گئین اے صیاد
مرغ دل کونسے موسم مین رہا ہووے گا

بھیج دیتا ہی خیال اپنا عوض اپنے مدام
عشوہ و ناز و ادا اُسکی یہی کہتی ہے
چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے
کیا یار کے دامن کی خبر پوچھو ہو ہم سے
تلوار کو کھینچ ہنس پڑے واہ
ترے کو مین اس بہانے مجھے دنکو رات کرنا
آنے کی تیرے کھلکے مرا دل تو خوش کیا
گلی کو یار کی سمجھے ہی اپنا وہ کعبہ
تھا آپ ہی دیوان مرا نامۂ اعمال
چھیڑ مت ہر دم نہ آئینہ دکھا
سُن نے پائے نہ دہن اُسکے سے دشنام تمام
آنے دو اُسے جس کے لیے چاک کیا ہی
جب تک کہ چھڑکے گا گلاب آپ وہ آکر
ہر دم کو سمجھتے ہین دم بازپسین ہم
پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے
وہی دشت اور وہی گریبان چاک
تو آئے نہ آئے وسلے ہم تو ہر شب
ہائے وہ دل کہ جسے مین نے بغل مین پالا
فلک گرہ ہنساتا ہی جسپر کسی کو ++
بھلا تو ساتھ تو چلتا مرے جنازے کے
کھانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی
وہ سنے یا نہ سنے اُسکو ہم اپنا احوال
چوکھٹ پہ جسکی مین نے رو رو کے رات کاٹی

کس قدر یار کو غم ہی مری تنہائی کا
لے سکے کون یہان نام شکیبائی کا
یاد آتا ہی وہ راتون کا جگانا تیرا
یان ہاتھ سے اپنا ہی گریبان گیا تھا
ہی مصحفی کشتہ اس ادا کا +
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اُس سے بات کرنا
قاصد نے گو کہ اپنی طرف سے بنائی بات
یہ مصحفی سے نہ پوچھو کدھر ہی سجدہ درست
کا ہے کو فرشتون نے لکھا نامۂ اعمال
اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہین ہم
جنبش لب ہی مین اپنا تو ہوا کام تمام
تا صبح سے گریبان کو سلانے کے نہین ہم
اس غش سے کبھی ہوش مین آنیکے نہین ہم
غافل تو ہوا ہم سے ذرا بھی تو نہین ہم
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
جب تلک ہاتھ پاؤن چلتے ہین
تری راہ تا بصحدم دیکھتے ہین +
اب اُسے یون ہدف ناوک مژگان دیکھون
مین ہنسکر فلک کی طرف دیکھتا ہون
نہ آئی موت بھی روز وصال مرے تئین
ٹالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین
پس دیوار کھڑے ہوکے سنا جاتے ہین
سنتا ہون صبح گیا وہ مہمان کسی کے گھر ہین

کوچے سے نکل کر ترے مین نالہ کرون گا
مین ہون وہ تلخ کام کہ روز وصال بھی
اپنا بھی جی سے جانا اب ہو چکا مسلم
اپنے مژگان رخنہ گر کو دیکھ کر
زلف کا بوجھ دے کر پہ نہ جہان
تھی شب وصل کھل گئی جو یہان آنکھ
گر ہوئی تری یان تک تو شہرۂ آفاق
کنج قفس مین ہم تو رہے مصحفی اسیر
ہم بندہ تیغ یار کرین اس کو مصحفی
جور فلک سے ہم نہ کبھی سر اٹھا سکے
مصحفی یار ہین اسوقت کے سب مردہ پسند
نہ کہین صبح ہی ہوتی ہی نہ خواب آتا ہی
مین ترے واسطے سر پٹکون ہون دیوار وسے
یار کا صبح تک ہی وعدۂ وصل
اودامین اُٹھا کے جانے والے
تو دیکھے تو اک نظر بہت ہی
آتا ہی جی مین رو کے ڈبو دون اسے بھی سب
از بس دو چند شوق رہا مجھکو نامہ بر
پاسے کعبہ سے پھرا اب تک نہ ہرگز مصحفی
تو آکے بیٹھے دم نزع جس کی بالین پر
تیری تصویر کو لے کر شب مین
وسکے دھڑکون کا یہ عالم ہو کہ بے منت دست
یہ شب ہجر مین اُٹھ اُٹھ کے قلق کے مارے

معلوم ہوا اب مجھے تاثیر نہین یان
آکے جو لب پہ خندہ مرے زہر خند ہو
ہم رہ سکین ہین کوئی جب تم چلے سفر کو
آن کر دیکھ مرے جگر کو دیکھ
زلف کو دیکھ اور کمر کو دیکھ
رنگ فق ہوگیا سحر کو دیکھ
کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے
فصل بہار باغ مین دھوپ مین بتا گئی +
گریہ کے ہاتھ سے جو بدن مین لہو رہے
چون شمع زیر تیغ یہان عمر گھٹ گئی
بد نہ تھا ہم بھی تخلص جو مزاری رکھتے
رات کیا آتی ہی اک مجھپہ عذاب آتا ہی
چین کس طرح سے تجھے خانہ خراب آتا ہی
ایک شب اور بھی جیتے ہی ہی +
تک ہم کو بھی خاک سے اُٹھا لے
اُلفت تری اس قدر بہت ہی +
یہ تھوڑلیسی جو پانی کے باہر زمین ہی
آیا جو دان سے ایک تو پھر یان سے دو گئے
اُسکو ان کیا جانے کس بت سے محبت ہو گئی
وہ مر بھی جائے تو آنکھین کبھی نہ بند کرے
اپنی چھاتی سے لگا رکھتی ہی +
پر ترے ہو ہو کے گریبان اُڑا جاتا ہی
دل کو دیتا ہون تسلی کہ سحر ہوتی ہی

تھنڈی کو اپنی دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ
ہے ہے کسی کا خون ہوا میرے ہاتھ سے

وعدۂ قتل سے رکھتا ہوں دل اپنے کو میں شاد
کہ اسی وعدہ میں ایک وعدۂ دیدار بھی ہے

مدتیں بھی ہم الفت طفلاں سے چھوٹے
لکھ پڑھ بھی چکے قید دبستاں سے چھوٹے

وہ جی میں یہ نازاں کہ مرا رعب تو دیکھو
میں خوش کہ خیال نگہ دور کسے ہے +

صبح کی شام ہوئی شام کی پھر رات ہوئی
یہی وعدے ہیں تو کب اس سے ملاقات ہوئی

مجھکو پامال کر گیا ہے ابھی +
یہ جو دامن اٹھائے جاتا ہے ++

کس کے مژگاں نے یہ کیا جادو
میرے دل میں گڑی جو کیل سی ہے +

اس کو صحبت کا گر دماغ نہیں
طبع اپنی بھی کچھ علیل سی ہے

رشک ہے بخت زلیخا پہ کہ ہم سے کمبخت
خواب میں بھی نہ کبھی وصل سے مسرور ہوئے

ہرگز در اس کا وا نہ ہوا ہم سے سیکڑوں
سر کو پٹک پٹک پس دیوار مر گئے

غم کھاتا ہوں جتنا مری نیت نہیں بھرتی
کیا غم ہے مرے کا کہ طبیعت نہیں بھرتی

جب سارہی سری خون میں تجھے تیر کی بھرتی
تب نہ تم سے نیت ترے خنجر کی بھرتی +

مضمون تخلص یکے از ہمعصران میر و مرزا است دیگر حالش معلوم نشد از اوست

ہے سے اس بن کون ہے خوش واہ یہ بیہودہ لہو
کس کو ہے خواہش معاذ اللہ یہ بیہودہ لہو

مضمون تخلص شرف الدین از اولاد شیخ فرید شکر گنج است نور اللہ مضجعہ از مردم قصبہ جاج مو کہ از متعلقات اکبرآباد است نوبتے وارد جہان آباد شدہ بود از تلامذہ خان آرزو است فکرش مقصود بر ایہام است کہ شیوہ اہل زبانش بعدہ از اوست

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق میں محبوب کیا
صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا

تیر مژگاں برستے ہیں مجھ پر
آب پیکاں کا اس طرف ہے ڈھال

ہمارا اشک قاصد کی طرح ہرگز نہیں تھمتا +
دل بیتاب کا شاید لیے مکتوب جاتا ہے

مضطر تخلص کشور حسین از سکنائے لکھنؤ است از عرصہ دوازدہ سال بعلاقہ تحصیلداری ڈبائی کہ از متعلقات بلند شہر است بسر اوقات مینماید با فقیر بارہا برخوردہ شوق ... از اندازہ افزون است و بہ ضم انکسار فراوان دارد قصیدہ در واقعۂ ... در ... از نیش داشت

دو سہ بیت ازان بر من خوانده بود معلوم نیست کہ مضامین معقول یافتہ باشد خود را از تلامذه مصحفی میگیر داد و راست

حل انداز وفا کو تماشا نہ ہوا	کہ جواب خط مضطر قلم انداز ہوا
سوزش جگر کو دیدۂ پر نم کو دیکھیے	ان آفتون کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے
ابھی سے بیقراری ہے تو ہم نے	دل مضطر مقرر رات کاٹی

مضطر تخلص اسمش مرزا سنگین بخشی است ذہین و خوش اختلاط با فقیر تعارفی دارد وقتی اتفاق ملاقات در چند زمین سخنے افتاده بود این نمر آنست

کیا کیا دست جنون یہ تری بیحیائی سے	مین تو خوش تھا کہ کفن مین بھی گریبان ہوگا
تھا خود وہ تڑپنے سے خجالت زده ہم تو	مضطر کے کبھی خون کا دعوی نکرین گے

مضطرب تخلص در کارپرشاد از کایتان لکھنو است و از تلامذه محمد عیسی تنہا او راست

ترے وعدون پر اب ہے دم شماری	بہت اختر شماری کر چکے ہم

مضطرب تخلص محمد حاجی فرزند قاضی رحمت اللہ خان کہ قاضی القضات دہلی بوده از تلامذه ممنون است بالفعل بسری بنظم ندارد مرد خوبی است بعد مرگ پدرش خدمت قضا بوی تعلق گرفتہ گاه گاه بر شعر خوانی و داد راست

کٹتی کسی طرح سے نہین یہ شب فراق	شاید کہ گردش آج سے تجھے آسمان نہین

مظہر تخلص اسم شریفش مرزا جانجانان علوی نسب است بزرگان ایشان از ارباب مناصب بوده اند پدر بزرگوار ایشان بعلتی از عالمگیر بادشاه آزرده ترک منصب گفته مرزا در اکبرآباد نشو و نما یافتہ عاقبت میانہ جہان آباد طرح سکونت انداختہ کسب باطن از خدمت سید نور محمد بداؤنی نقشبندی مجددی فرموده نور اللہ مضجعہ و قدس سره و بسبب پاکیزگی گوہر و حسن فطرت قطعًا بزخارف دنیا رو نکرده از ریعان شباب الی الشیب بتہذیب نفس مایل و بریاضت مصروف مانده شاہ غلام علی کہ از مشاہیر وقت و عصر است از مریدان اوست و با ہمہ فضایل ہمہ تن درد مجسم دل نرم و ہنگامہ پیشہ ہجر مین آن قدر اشک در سر و بہ رعنا جوانان نظرش بود اگرچہ بشرح نفاست

بیان

ونزاکت طبعش پردازد دفترے باید نوشت دفور شہرت از ان معذور داشتہ سخن کوتاہ فکر سخن فارسی بسیار میکردہ ہر چند اہل سخن را در زبان ایشان حرفہاست اما واقعًا بعض خیالات بغایت پسندیدہ و مطلوب و مقبول دارد دیوانے مختصر فراہم آوردہ بیاضی جمع کردہ است خریطۂ جواہر نام بتماشایش پیدا است کہ سلیقۂ انتخاب ہم حسنا لیستہ داشتہ بشیوۂ دیگرار باب تذکرہ کہ در رطب و یابس تفرقہ و تمیز نمیکنند نمیاند و گاہی ابیات ریختہ ہم میگفتہ در ماہ محرم سنہ ۱۱۹۵ الہجری از تعصب کیشان بیباک و بیدردان سفاک شہیدش کردند واو خونش بقاتل بخشید میر قمرالدین منت عاشق حمید امات شہید تاریخ وفاتش یافتہ این اشعار از خیالات اوست

لوگ کہتے ہیں موا مظہر بیکس افسوس
کیا ہوا اس کو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا

بھینے کی ہی تو یہ اور نہ موئیں بچاتی ہی بہار
ہاے بس چلتا نہیں ورنہ جتاتی ہی بہار

خدا کے واسطے اس کو نہ ٹوکو
یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے

مظفر تخلص سید مظفر علیخان خلف سید شمشیر علیخان بہادر از تلامذۂ ممنون اور استاد

مجکو ہی پوچھا مشکل نزع میں مظفر
آیا بہت ہی روتا ہم کو جو تو نہ آیا

مشغول تخلص حالش واضح نگشت از فکرت اوست

رقیبوں پہ غضب ڈر سہم گئے ہیں
ہوا از کسی کو کچھ بھی سہم گئے ہیں

معنی تخلص محمد امین از سکناے جوانب شرقی است وفاتش میانہ کول اتفاق افتاد و از وست

سر منظور لنظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
نسیلا گت ڈالا ہی پہنا یا ہر دم بیمار کو

معین تخلص معین الدین خان از تلامذۂ رفیع سودا است در الہ آباد بسر می بردہ از وست

ہوں میں وہ دوانا کہ بہار آنے سے پہلے
زنجیر میں رکھتے ہیں معین مجکو پکڑ کر

معروف تخلص الہی بخش خان نام کوچک برادر فخرالدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس لوہارو مرزا عارف جان برادر شرف الدولہ قاسم جان کہ از اعاظم امراے دہلی ذوالفقار الدولہ نواب نجفخان بہادر بودہ غفراللہ لہم اجمعین بفیض صحبت درویشان بحالۂ ایشان درآمدہ ترک زنانے دنیا نمودہ با فن شعرا تعلق بیش از بیش داشت

در سنہ ۱۲۴۲ یکہزار و دو صد و چہل و دو از ہجرت خیر البشر علیہ الصلوات اللہ الاکبر ایںجہان گذران را گذاشت صاحب دو دیوان است اکثر خیالات رنگین و مضامین دلنشین دارد این اشعار از دیوان اول التقاط یافت

اور باتیں بڑی چھٹ گئیں سب جیتے جی ۔ آنکھ مندنے پر چھٹا ایک مگر دیکھنا
کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات ۔ سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
غیر روتے ہین مری حالت پہ وہ تو یار تھا ۔ دیکھکر کڑھتا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا
آہ وہ کون تھا خدا مارا ۔ جبسے اُس سے مجھے لگا مارا
اس حوصلہ زلف پریشان کا ہون عاشق ۔ عشاق کا دل حال پریشان مین رکھنا
تھا شب وعدہ یہ احوال ہر اک کھٹکے پر ۔ چونک پڑتا تھا کہ ابکی تو مقدر آیا
چشم تر سے گرچہ آہ مژگان پہ پانی پھر گیا ۔ اسپہ بھی تو نوح کے طوفان پہ پانی پھر گیا
کردیا تھا اُسکے حسن حیرت افزا نے یہ رنگ ۔ بزم مین تصویر گویا میری جا تھی مین نہ تھا
کہتا ہو جب وہ ہنسکر ہی گریہ اختیاری ۔ آتا ہی اور مجکو بے اختیار رونا
ہمسے کیا جان کہ یون جان فرشتے لیجائین ۔ جب تلک بیٹھے نہ آئین وہ بالین کی صورت
باغ ہستی مین کھلا گل یہ نیا میرے بعد ۔ غیر سے وہ مرے پھولون مین ملا میرے بعد
سینۂ پرداغ کی دولت لیے جاتےکے ساتھ ۔ مثل قارون کچھ نہین جائینگے ہم یان چھوڑکر
پہنچے کیا طائر دل ایسے صیاد ستمگر سے ۔ جو ادنی صید کی خاطر بچھائے دام سو سو کوس
کھیں مین مے پیا کیے ہین یار ۔ مسجد و خانقاہ ایک طرف
بات کا اپنی دان پناہ نہین ۔ دوستی کا نباہ ایک طرف
اُسکے جانے کی اگر کچھ بھی خبر رکھتے ہم ۔ ایسے دیوانے نتھے گھر مین جو در رکھتے ہم
اُٹھ جہانسے ہم آتے ہی اُٹکا ہے معروف ۔ غرض کہ ختم ہی بس اس سے اب سوا التعظیم
کہا جو مین نے کہ اس ناتوان کا سنیے حال ۔ کہا کہ حال سنائے وہ ناتوان نہین
سوگئے جو اُس کی ہم دیوار کے سایہ تلے ۔ ہمکو اس تقصیر پر اُسنے بٹھایا دھوپ مین
وضو کو مانگ کے پانی خجل نکر معروف ۔ یہ مفلسی ہی تیمم کو گھر مین خاک نہین

تو سوجھے ہی نہ انکار کیا جاتا ہی

کیسے ہی مجھسے کوئی تجھکو یاد آیا ہی

یہ اوج خاک نشینی مین عشق نے بخشا

ڈبو دیا مجھے اس چشم تر کو کیا کہون

دیا ہی اپنے سے ظالم کو اُسنے دل معروف

آپ جسوقت رقیبونکی قسم کھاتے ہین

اپنی آنکھین باندھ تا آسکے نہ تجکو مجھپہ رحم

مے کے پینے سے تو ہر چند نباہی توبہ

کیسی بیرحمی خدا نے اُسکے جی مین ڈالدی

دیکھکر رفتار اُس خوش قد کی کہتی ہی نسیم

جواب خط نہین دیتا نہ دے جواب تو دے

درد سر ہی ہو گئے صندل لگانے کا دماغ

کچھ تو سمجھ ایسا ہی جو اُس کو دیا ہی دل

تو ایک مجھسے کاشش وفا کہ بعد ازین

لاغر ہون یہ کہ سب اُسے باریک بین کہین

دیکھی جو سب نے شدت وان بھی مری بیکلی

عمر آخر ہو چکی قاتل نہین ملتا کوئی

وان زخم جگر پہ بھی ترحم نہین کرتے

صید شاہین کی طرح ہون مین اسیر الفت

کس سے فریاد یہ مین جاکے کرون مثل سپند

گریہ و آہ و فغان سے ایکدم فرصت نہین

ہائے اُس شوخ کا یون روٹھکے جانا معروف

میرے مرنے سے ہوئی اُس پہ خلق

رگ جان ہی کہ کمر کچھ ہمین معلوم نہین

کرون ذرا جو نہ اُس بدگمان سے باتین

کرے ہی آہ مری آسمان سے باتین

جلا دیا مجھے سوز جگر کو کیا کہون

اب اور اُس بت بیداد گر کو کیا کہون

ہم رقیبون کے نصیبونکی قسم کھاتے ہین

میری آنکھین کیلیے باندھے ہی اسے جلاد تو

پیر مغان سے یہ خجل ہون کہ الٰہی توبہ

بات رونے کی مرے سُن کر ہنسی مین ڈالدی

جان یہ کس نے تن سردہی مین ڈالدی

گر قاصد آکے جو کچھ دے خبر شتابی تو دے

اس کا اک گھسنا لگانا درد سر بھی تو ہی

کیون ناصحا عبث ہمین سمجھائے جاتے ہو

مقدور کیا جو کوئی تجھے بیوفا کہے

گر میرے دست دعا کو کوئی دست و پا کہے

کیا کیا ہنسی ہوئی ہی دیوار قہقہا کی

کاٹ ڈالون جی مین ہی اپنا گلا تلوار سے

کیا فائدہ پھاڑا اگر گریبان کسی نے

ذبح کرتا ہی مجھے جو کہ ستمگر تا ہی مجھے

خوبرو جو ہی جہان مین سو جلاتا ہی مجھے

ہم سمجھتے تھے محبت کام بیکارون کا ہی

اور یہ کہنا کہ ہمین اب نہ ستانے کوئی

مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی + +

ہم تو جھوٹے ہین محبت مین مگر
امتحان بھی نہین کرتا کوئی

مشرق عادت اپنے دیوانون کی دیکھ
جس طرف کو وہ چلے پیچھے چلے

بعد مرنے کے لی میری سبحی کی داد
نعش کے ہمراہ تھا وہ موے سر کھولے ہوے

دست ہم پاؤن سے تو ہم کو نہ ٹھکرا اجل جا
کھیر ہم دیکھ چکے فندق پا اچھی ہے

کس کی چشم شرمگین نے یہ اجل مارا مجھے
سر پہ میرے جو قضا آئی تو شرمائی ہوئی

معروف اب تو دیکھتے ہو تم ہمین غریب
تک منہ لگائے یار تو پھر ہم کو دیکھیے

دور جو بزم مین وہ آن کے بیٹھے ہم سے
کیا ہی پچھتائے کہ آگے سے وہین کیون نہ بیٹھے

روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم وانسے ولے
مڑکے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لیجائے

ناتوان مجھسے کو کس طرح کرے قاتل دو
ہون مین وہ سبزہ کہ جو لاتیغ ہی ہو وے

اس بڑھاپے مین بھی کم ہو ویگے لہر یا ہمسے
سبزہ رنگون سے چھینا کرتی ہے گہری ہم سے

مقبل تخلص مغل علی خلف محمد عسکری کشمیر الاصل است او راست

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزان ہوا
کوٹھے پہ کھڑا ہے شاید وہ ماہ لقا ہوگا

مقبول تخلص میر شیت علی از تلامذہ حکیم عزت اللہ خان عشق است او راست

خیال چشم میگون مین قدم مستانہ رکھتے ہین
ادو ملے ہین ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہین

مفتون تخلص مرزا کریم بخش از دودمان گورگانی است او راست

مفتون خمار بادۂ شب ہو تو پھر پیو
ایک جام جاکے ساقی پیمان شکن کے پاس

مفلس تخلص محب علی حالش از مخلص پیدا است در رامپور رفعت فروختن لسب معیشت میکرد او راست

آؤن تو لاکے بار پہ دربان ترے لہین
مفلس سمجھ کے مجھ کے نہ سبکی آبرو کرین

مقبول تخلص مقبول نبی فرزند انعام اللہ خان یقین است او از سکنائے این بلدہ ادھر ترین از تلامذہ ثناء اللہ خان فراق شمردہ بود او راست

دل گرفتاری کو اس زلف کی کب چاہیے تھا
عشق نے ڈالی ہے یہ پاؤن مین زنجیر بزور

مقتول تخلص ابراہیم بیگ اصفہانی نژاد است مولدش جہان آباد اکتساب فنون نظم سرا از خدمت غلام ہمدانی مصحفی کردہ او راست

مین یان خون رویا ہون ہاتھون سے اُسکے	جو پاؤن مین اُس کے حنا باندھتے ہین

مقفلو تخلص از سوقیان لکھنو است خرافاتش نه سزاے آنست که درین اوراق مذکور گردد اما چون نوشته اند نوشته شد

بوسہ لینے سے خفا ہوے ہو کیون مشفق من	بوسہ دیتے ہی کہ دونون کو مزا دیتا ہے

ملال از ساکنان لکھنو است از وست

موت آئی نه سر شام جدائی مجھکو	سخت جانی نے عجب داغ دکھائی مجھکو

ملول تخلص شاہ شرف الدین از درویشان است از وست

تری جدائی سے یان تک ہمین ملول کیا	که زندگی کے عوض مرگ کو قبول کیا

ممولو تخلص صفحهٔ خاطر مؤلف از نقوش احوالش خالی است از وست

سرو ساقد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے مصحف رخسار پر رکھتی قدم ہے بار بار	قمری و بلبل کو آپس مین لڑایا آپ نے زلف کا فر کو عبث سر پر چڑھایا آپ نے

ممتاز تخلص یکے از سکناے فیض آباد و شاگردان سودا است از وست

ہمارے رونے سے دل کا بخار اٹھتا ہے	که جیسے پانی کے چھڑکے غبار اٹھتا ہے

ممنون تخلص میر امانت علی از ارباب عظیم آباد وی کسب علوم بدلی فائز شده در محافل مشاعره شامل مے شد و استفاده از میر فرزند علی موزون میکرد از وست

اے واے که تیرے لیے اس خاک نشین کا	جون باد لیے پھرتی ہے گھر گھر تپش دل

ممنون تخلص نقاوهٔ دودمان سیادت نظام الدین نام ہمین پور قمر الدین منت است اصلش از قصبه سونی پت من توابع دار الخلافه شاہجہان آباد مولد و منشایش ہمین شهر خجسته بنیاد کسب فنون از خدمت والد بزرگوار خود کرده مدتے بلکھنو بسر برده زمان دراز بزمرهٔ شعراے پایه تخت حضور والا سرافراز مانده از پیشگاه خلافت فخر الشعرا لقب یافته الحال از چندے بکوہستان اجمیر دیگر را نظارهٔ گفتارش خیلے دلچسپ و رنگین است و ملاحت کلامش بنهایت عذب شیرین در بستن مضامین بیگانه [illegible] و قاف صحیح صایب از غلطش استاد است قوت نظم اکثر اصناف سخن دارد و لوا [illegible]

وازان انتخاب درین اوراق ثبت گردید

ترا ماتم نے مت مرے دیکھنے سے
اوٹھے سو شور محشر گرد ہو یان ایک جنبش مین
قربان ناز نعش مری دیکھ کر کہا
ہاتھ مین جنبش محمل کی عنان ہی اسے
شوق تیکھے کیسی بالیدگی ہی تو آخر
صبح تک کیا کیا نہ مجکو تھین سماجتھائے شوق
لے لیا بوسہ تو اسنے دین نہ کیا کیا گالیان
بیتابی دل تیرے شہیدونکی کہان جائے
روان ہی خون جیب وراست دونون آنکھونسے
غبار ابتدائے کا وہ ہی خط آزادی ہی
بیدرنگ کسانی سے ڈرا ورنہ لیا تیرا جو نام
ممنون قضا نے ہم کو دیا کیا بغیر دل
کس نے ترے سینے سے ملے دیدہ تر رات
کیسا سینہ فولاد نہ تھا تیشہ فولاد
کس قدر تیشہ گرانباری غم لکھی تھی
ہاتھ سے دری بیکسی دامن وبے یاری جیب
اوٹھی تھی ہم آنکھو اسیر ہین دل مفت
یہ سانس سے میلا ہو وہ آئینہ نفس سے تو نرم
ہین روان ناقہ کے دنبال ہزاروں جناب
کچھ بیابانی سی ہی در و دیوار پہ مگر
تصور زلف ترا تا صبح کس کس طرح یان باندھا
ہاتھ سے تیرے یہ احوال ہی دلبر اپنا

تجھین حق نے ایسا بنایا تو دیکھا
کیا تو نے غبار اے چرخ ہمکو کسکے دامان کا
گردن پہ کس کے خون ہی اس بیگناہ کا
ورنہ یان کس کو سر آبلہ فرسائی تھا
دل گرفتہ نہین سینے مین سمانے کا
راستہ رنگریز ہر صفحہ ترتھا تصویر کا
یان کسر سے بھی زیادہ ہی مزا اتنذیر کا
کچھ کم رگ بسمل سے نہین تار کفن کا
جگر کا فکر جدا سوچ ہی جدا دل کا
نامہ اغیار کو گر اکی رقم سمجھے گا
دیکھتا بوسے کے خاطر لب و لالہ تھا
سو وہ بھی نذر کاہش و تشویش ہو گیا
پژمردہ جو پھولون کا سہرا رہ پایا
یون نقش جو شیرین کا سر سنگ نہ کھینچا
کہ مرے نامہ نے بازو سے کبوتر توڑا
کہ مرا دست جنون بستہ زنجیر رہا
سمجھا تھا لڑائی کو یہ نادان تماشا
تن آئینہ ستم ہی دل ہی مرجان کا لوہا
دیکھ پردہ محمل نہ اٹھانا اپنا
مہمان قریب خانہ کوئی باہر دہو
کبھی کھولی تھا گہ طرہ عنبر فشان باندھا
دل نہین ہاتھ مین اور ہاتھ ہی دلبر اپنا

اے فوج چاک اب سر تاراج کس لیے
شغل شب فراق یہی تھا کہ دھیان مین
دلمین جو جو ہی نکالین وہ ذرا بول کے خوب
یون کرین چارہ بیماری اغیار وہ لب
آہ سے تیرے ہمیشہ جو ہلونی تھی سو ہولی
نہین دیتی دکھائی صورت ذلیست
مین نثار اُس شوخ کے اپنی بلائین آپ لین
یہ تجانا تھا کہ اُس محفل مین دل رہ جائیگا
توسن ناز کو یون رخصت جولان کب تک
خط پارہ پارہ کرکے دیا پھیر دیکھ لطف
شاید کہ جائے طول سے وان خود بخود پہونچ
قاتل ہی وہ نہووے جو مجنون کی نعش پر
خط نہین جا چکا کہ گھبرایا
یون تو وہ ہی فرشتہ خو لیکن
مدت ہوئی کہ غرفے سے جھلکے ہی وہ عذار
اس مرگ پر حیات فدا ہی کہ اُس نے آج
نقش دل سے نہ چھوڑا کہ کبھی ہم اکبار
مین اس سخن کے تصدق وہ دیکھ آئینہ
جسلاد کی یان جنبش ساعد پہ نظر تھی
اس ذوق سے کہتے ہین حدیث لب شیرین
پوچھین گے گر آرزوئے دم ذبح
یہ کہان نصیب کہ آئے تو پہ خیال اپنے مین ہو بہو
شب وعدہ چشم ہی راہ پر جو ذرا بھی کھٹکے کسی کا در

تخت تباہ تو مرے دامان کا ہو چکا
اک اک شکن گنا تری زلف دراز کا
آج اُس شوخ سے لپٹے دل کھوکے خوب
یہ مرے درد کی ہوتی ہی دوا یا قسمت
اب وعدۂ حشر پہ دو اسے قیامت
غضب صورت ہون آیا دیکھکر آج
آئینہ مین زلف چھوٹی اپنے منھ پر دیکھکر
ہم یہ سمجھے تھے چلے آئین گے دم بھر دیکھکر
کیا ترے زعم مین باقی ہی مری خاک ہنوز
بھیجے مرے جواب خط مین ہین بیچے ہزار خط
تحریر کیجیے جو بصد اختصار خط
کہتا تھا اک جوان بہت بار با حیف
پھر رہا ہون جو آپ کا مشتاق
ہی ذرا آدمی کسی کا شوق
کوندے ہی برق سی طرف بام اب تلک
بدھی کے اپنی خاک پہ میری چڑھائے گل
لائین تسکین کے لیے لب پہ ترا نام تمام
مجھسے پوچھے ہی کیون کیسے طرحدار ہین ہم
کچھ ذبح کی ایذا دم بسمل نہین معلوم
گویا ترے ہونٹون ہی سے لیتے ہین فراہم
جسلاد ہی کو بتائین گے ہم
ترا نقشہ کھینچ کے روبرو گلہ شکوہ دو دو ہو کرین
تو صدائے پا تری جانکر کہون اب تلک تھے کدھر کہان

کیا کہیے وان مزاج تو نازک ہی اور یان
ممنون مباد آئے کہین ہجر ناگہان
نہ کسی چشم کا سرمہ ہوں ندامن کا غبار
درد دل سب تجھے سنا جاے ولیکن ظالم
بزم عشرت مین ہنسون کیا کہ برنگ مینا
ترے غم نے یہان تک کیا بیمزہ
ہنستے ہی ہنستے نکل گئی بسمل کی آرزو
یون رشک سے کم جو وہان رنگ حنا ہو
اجل مرگ پہ سو جان مری صدقے کہ دم نزع
آ کے خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھکو
کہین جانا ہی تو جا چاہ کہ اگر جان بھی جانے
پاؤن لا پاہی تصور مین ترے ممنون کو
شب کہ گشت دخون رہا فوج غم کے ساتھ
کیون نہ آئے ہی کہ سینہ مین بیدار ہو گئین
مکتب مین بھی سبق تھا الف لام میم کا
پاؤن ممنون نے نکالے ہین بہت دیکھو تو
کس بہت ہرجائی سے جا کر لگا کر ہاتھ آئے
غیر کو دے مے نعلین مجھے جوتون مین کیے
اضطراب دل ذرا فرصت کہ یون بوسے کئی
دل کو میان وہ ہم سے کہان اب کہ آج گل
مہربانی سے کیے متصدق لگ کے سینے سے مرے
رکھ دیجیے قتل مین دم تیغ پہ یہ دل
مجلس مین تیری اور سے آنکھین لڑائیے

قصہ دراز بخت زبون ہی ہاں نہین
ناکامیون سے وصل ہی مین آؤ خو کرین
خاک اپنی یہ ترے در کے سوا جا کے کہان لین
ہم سے یہ قصہ جان سوز کہا جائے کہان
بند منہ کرتے ہین گر خندہ کبھو کرتے ہین
کہ جیسا بھی اپنا نہ بھایا ہمین
تھی خون بہا مین خندۂ قاتل کی آرزو
ہاتھ اس نے کسی دیدۂ تر پہ نہ دھرا ہو
گھبرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھیے کیا ہو
جس سے لیے تجھکو بنایا ہی دکھاؤن تجھکو
نہ بلاؤن نہ بلاؤن نہ بلاؤن تجھکو
تو اگر آئے تو اک سیر دکھاؤن تجھکو
سو حسرتین شہید ہوئین اپنے دم کے ساتھ
صد آرزو ہے خفتہ صدائے قدم کے ساتھ
طفلی ہی سے ہوا ہون مین خوگر الم کے ساتھ
ہین بھی اس شہر مین زنجیر بنانے والے
دے کے سو ٹکڑے کرون اسکی یہی تعذیر ہی
تو ذرا رشک سے خون دل بیتاب تو پی
پھر لب معشوق سینے مین کسی کا تیر ہی
ہنگامۂ محبت اغیار گرم ہی ++
یون لگا کہنے کہ ممنون آرزو اچھا اسے ہی
لیکن خیال سر ابرو نہ کیجیے
پھر پاس جنگ نرگس جادو نہ کیجیے

الجھیں صبا سے شانہ سے یا لپٹیں بار بار — بالون کا تیرے شکوہ سیہ مو نہ کیجیے
بس حنا زور آزمائی ہو چکی — دلبرون سے ہاتھا پائی ہو چکی
رات تھوڑی حسرتیں دل میں بہت — صلح کیجیے بس لڑائی ہو چکی
تفاوت قامت یار و قیامت مین ہے کیا ممنون — وہی فتنہ ہے لیکن یان ذرا سانچے مین ڈھلتا ہے
رخصت کیوقت ہون ترے گریان کہ آدمی — رو دے ہے اُس گھڑی کہ نہ جسوقت بس چلے
جگر کے درد سے رنگین نشان آہ کے — دل شہید کے غم مین علم سیاہ سے
دامن ہی جھٹکنے کا ہو وسواس کئی روز — لگا ہے غلطی سے جو مری خاک پر آئے
مین نامہ و پیغام سے گذرا کہین یا رب — کچھ قاصد بیچارہ کی اپنے خبر آئے
اُس دست حنا بستہ نے آنسو جو مرے پونچھے — حسرت سے انگوٹھا دو چار کی آنکھوں سے
ہوتی ہے پھر اغیار سے صحبت کی درستی — تجھے عہد ہی عاشق غمناک سے باندھے
اللہ رے فرط شوق جو اکدم ہو تو ہیان — بیٹا تھی جھنکا لے ہے کس کس کے گھر سے مجھے
کون وہ چاندنی مین عطر لگا کر بیٹھا — آج کچھ چادر مہتاب مین خوشبو سی ہے

منیر تخلص وجیہ الدین نام پور شاہ نصیر الدین است طبع خوشی داشتہ اما انبسطلے کہ ہیچ از ضروریات این شیوہ است از طریقہ راسخہ برکران است بریعان جوانی داعی اجل را لبیک اجابت گفت اوراست

فرہاد سے کہتی تیشہ کی زبان ہر دم — مغموم نہ ہو نادان سنگ آمد و سخت آمد
اس باغ جہان مین کبھی پھولے نہ پھلے ہم — جون نخل چنار اپنے ہی آتش مین جلے ہم
بیان جور خوبان کل ترا بیمار غم سن کر — یہ کہکر مر گیا ایک آہ بھر لیے ہوتی تھی +
خوبی دھارین پہ چھپٹین دے لیے دل افگار روتے — رو دے تقش کے ٹکڑے ہو گئے فوارون کے
غضب چہرہ پایا ستم آن پائی — تجھے پائے تصور کیا جان پائی +

منیر تخلص خواجہ آفتاب خان شاگرد سعادت یار خان رنگین است از وست

جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیان کرین — شانہ کے دانت توڑ کے اپنی زبان کرین

مشتی تخلص میر محمد حسین خلف سید ابو الحسن المعروف بمیر کلن کہ بحسن خط از مشاہیر این معمورہ بودہ اصلش از ایران دیار است و بزرگانش درین شہر سکنے اختیار کردند

وے آخرہا بلکھنؤ رفت و در حضرت مرزا سلیمان شکوہ بہادر بخدمت انشا پرداز سے مامور بتقاضائے صحبت لب بسخن آشنائی کرد و ہمین تقریب منشی تخلص قرار دادہ وے ہم بدرستی خطوط معروف و موصوف بودہ است

پوچھو اُس پری کے حسن کا عالم کہ آفت ہے
بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے
جو پوچھا اُس سے لوگوں نے کہ منشی کون ہے بولے
مجھے یوں ہی اُس سے دور کی صاحب سلامت ہے

غلشی تخلص بوچند از شاگردان نصیر کابیتی است در دہلی قصص شاہ نامہ را بریختہ نظم کردہ است او راست

چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت
اس لیے لوگ کہیں آفت جان کہتے ہیں
خواہش نہیں کہ ہاتھ مرے سیم و زر لگے
یہ آرزو ہے ہاتھ پائے سیمبر لگے

منتظر تخلص نور الاسلام نظر بطریق اکابرش بصدق و صلاح مائل است نحوی از صرف و نحو بہرہ ور از گزین تلامذہ مصحفی است او راست

ہر دم خیال یار جو پیش نظر رہا
ہجران میں بھی وصال ہمیں بیشتر رہا
کل شب وصل جو تھی کیسی مچائی تھی دھوم
بولتا آج نہیں مرغ سحر آخر شب
ہوئی تھی جامۂ یوسف کی بو گم
سو پائی تیرے پیراہن کے اندر
چاہت مرے دل کی آزما دیکھ
ظالم کہیں تو بھی دل لگا دیکھ
طرف چمن نہ جا نہ سوے لالہ زار دیکھ
تو آپ باغ حسن سے اپنی بہار دیکھ
دولت حسن ہے جس پاس یہ اُس سے ہے سوال
کچھ نکلے اور نہ سہی پر ہمیں ذکر سے
کچھ نہ پایا جب نثار عید قربان کے لیے
لے چلے ہم جان بکف تب نذر جاناں کے لیے
مارا ہے کوہکن نے سر اپنے پہ تیشہ ہائے
دل کو لگی ہو چوٹ تو کیا آدمی کرے
کیوں سیر لالہ زار کو اُس بن گیا میں ہائے
جو تازہ ہو گئے مرے داغ کہن کئی
ہمارے جی میں تو ہے زہر کھا کے سو رہیے
ولے یہ ڈر ہے نہ تہمت ہو یار پر اپنے

منتظر تخلص شیخ امام الدین از سکنائے اکبر آباد است او راست

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہے
ہاتھ ہر گل کا گریبان کی طرف جاتا ہے

منعم تخلص قاضی نور الحق خدمت قضاے بریلی با وے بودہ اعظم الدولہ وصف بسیارے ازو در تذکرہ ساختہ از شعراے مسلم فارسی شمردہ و بامراتب علمی منوط دانستہ این مطلع کہ با عدم التفات بریختہ بخاطر داشت وے گفتہ بود از تذکرہ ایشان نقل کردہ شد

وہ نوک مژہ جیسے مرے دل میں گڑی ہے ‌ ‌ ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینے کی پڑی ہے

منعم تخلص موہن لال از تربیت یافتگان شاہ نصیر است او راست

کہیں آیا ہو ولا آج قد یار نظر ‌ ‌ کچھ قیامت کے سے لچھے ہیں جو آثار نظر
دہان اشارہ ابرو مطلع ہلالی ہے ‌ ‌ ہے یہ آہ کا مصرع مقطع فغانی یہاں

منصف تخلص سعید علیخان قوم افغان از تلامذہ نظام خان مجرم بودہ از وطن اصلی خویش کہ عظیم آباد باشد حرکت بدہلی نمودہ چند سال است کہ ہم درینجا وفات یافتہ بعلت تنگی معاش بتعلیم اطفال بسر بردہ در تدریس کتب مشہورہ فارسی سلیقہ خوشی داشتہ و تحقیق لغات مشکلہ و حل غوامض مشکلہ ہم بیمن صحبت اساتذہ با وے بودہ در نظم اشعار چندان دستگاہی نداشتہ فقیر را ہم اتفاق در خور دالشان شدہ او راست

گر عشق ترا یہ ہے تو بچے دست جنوں سے ‌ ‌ دامان رہے گا نہ گریبان رہے گا
خیال جائے ترا کیونکر میرے سینے سے ‌ ‌ جدا ہوا ہے کہیں نقش بھی نگینے سے

مشتاق تخلص میر شمس الدین سید ست پاک گوہر اصلش از مشہد مقدس و وے بقصبہ سونی پت از عدم بوجود آمدہ سپس بجہان آباد دہلی نشو و نما یافتہ کسب فنون علمی فرمودہ بیعت طریقت با مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نمودہ دران مدت کہ بجہان آباد بود برسم عادات اہل سنت داشتہ لیکن بلکھنو آمدہ بروش امامیہ برآمد قصایدے بمدح صاحب دولتان آنجا گفتہ و جایزہا یافتہ و بکلکتہ رفتہ و ناظم آنجا را کہ مشہور بہ گورنر جنرل بہادر بودہ ملک الشعرا لقب یافتہ و بحیدرآباد شتافتہ و آنجا نواب نظام الملک آصفجاہ بصلہ قصیدہ دو ہزار روپیہ را انعام و خلعت ذخیرہ اندوخت بعد سیر و سفر درانجا باز بلکھنو وارد شد و در اجیر تکیت سلسلہ را نیم گشتہ و بعد چہل و شش سال در کلکتہ بتقریبے گذارش اتفاق افتادہ بود داعی اجل را لبیک اجابت گفت و کان ذلک فی سنۃ ثمان و مائتین بعد الف و

خطا کرد آنکه مرگ او را به لکھنو نوشت بزبان فارسی در مراتب نظم قدرت و قوت داشته خیالاتش بکلیم صد ہزار بیت نوشته اند و سه بیت از مثنوی ادبجستان نام که بشرح تصنیفاتش گفته است آورده میشود ابیات درین عمرده مثنوی گفته ام + بہ آئین و طرز نوی گفته ام + چو اشعار من در عدد میرسد + شمار قصاید بصد میرسد + بود شعر من در غزل سی ہزار + ز پانصد رباعی گرفتم شمار + + در نثر کتابی موسوم به شکرستان که بزعم خود بشیوه سعدی نوشته از و یادگار است گاہے بفکر ریخته ہم می پرداخت و این است

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے ‖ ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم
گر اُس لب جان بخش کی مین بات سناؤن ‖ عیسیٰ بھی جو مجھ بولے تو صلوات سناؤن
قدم رکھ گیا کون سینے پہ اپنے ‖ گل داغ مین آج مہندی کی بو ہے
مدعی اُس سے سخن ساز بسا لوسی ہے ‖ پھر تمنا کو یہان مژدۂ پابوسی ہے
تہمت عشق عبث کرتے ہین مجکو تست ‖ ہان یہ سچ ملنے کی خو وصل تو اک خوشی ہے

موزون تخلص میر فرزند علی از مردم سامانه از تلامذه شمس الدین فقیر است طبعی موزون داشته از تاریخ گوئی بہره برداشته به لکھنو رفته رنگ سکونت ریخته او این است

ہے مجھ پہ آشنا سارا احسان تیرا ‖ منھ دیکھے کیون نه ہر اک اے میری جان تیرا
سچ ہے ہرزم نه ہو نا ہے ہر گز ‖ دل جلون کا بھی کہا سینے کا
اپنے کوچے کو خار بست کیا ‖ یہ بچھانا بر بستر پا ہین ہم
سینه و دل کو بیتن کرتا ہون که دیتے صاف ‖ کس کی آمد ہے آگہی که یه گھر جھڑتے ہین
نرگس کا پھول بھیجے نامے مین یار کو ‖ معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو
وابسته صحبت تجھے پیمان کی درستی پر ‖ دل ٹوٹ گیا میرا تم عہد شکن نکلے
پھول جھڑتے ہین ترے منھ سے مری آنکھ سے ‖ حسن اور عشق کی کیا خوب گل افشانی ہے

موزون تخلص چھجو سنگھ از کائتان دہلی است خود را شیرہ مادھو رام که الشاد وی دستمال اطفال است میگفت ادو این است

بیت ابرو کو ترے دیکھ کے اے مطلع حسن ‖ جو ترے کوچے سے نکلا سو غزل خوان نکلا

موج تخلص خدا بخش از سرایندگان مشهور است خانه در اکبرآباد و در فن خویش ساز و برگ خوشی داشته شعر ریختی گزرانیده بارها بچشم آمده مرد خوش صحبت ظریفی بود چند سال است که در لکهنو فوت کرده طبعی موزون داشته گاهی فکر شعر میکرده از وست

لاکھون کٹوا دیے سر آن مین بستہ شفتہ — اے مہر بجان کوئی تو ترا تماشا نکلا

مونس تخلص حکیم سعادت علی نام از سادات کرام است و از ارباب بنارس مرد خجسته طلعت شگفته و ظریف است بتقریب ورود بلده شهر فقیر را با ایشان ملاقات دست بهم داده بلکه از جانبین ابواب ربط و وابستگی بر رخ هم گشاده طبیب مسیح نفس است سابقا گاه بیگاه بفکر اشعار ریخته میپرداخت اکنون مطلقا بدین فن متوجه نیست روزی علی سبیل الحکایت ابیاتی چند از زاده های طبع رسا خود خوانده بود شعری از آن ثبت گشت

زبان جوش گریہ ہچکیان لینے لگا مونس — خلل انداز ہوا اب نالۂ شبگیر مین آنسو

مومن تخلص سلک بها لعل کان سخنوری یکدانه گهر دریای معانی فرمانفرمای اقلیم سخن پایه بلند ساز این فن بدور آور ساغر باده بینش نواگر نغمه های دلپذیر و دلکش صاحب جایگاه رفیع صدرت معانی بیان و بدیع مهر سپهر نکته دانی واقف سیر آسمانی شاعر حکمت پرور حکیم سخن گستر فرید عصر یکتای دوران جامع فنون شتی حکیم محمد مومن خان الذی اعطاه الله تعالی استعدادا من الجمع من اشتات الکمال و جری فی ریاض قلبه من ینابیع فیضه الاقدس انهار الافضال از دودمان گرامی و از خاندان نامی است عد فضایل عمیم و جلایل فخیمش حد رقم نیست و شمار محامد بزرگ و مکارم سترگش اندازه قلم فی هذا این مجال هم از اطالت آبی است ورنه بهمین زبان الکن نغمه بر لب مرغ گلستان شکسته و بهمین بیان الجج طوطی خوش لهجه را زبان گفتار بستمی داستانهای باستانیان که بطمطراق تمام افسانه گوش عالم است عهد آن کهنسان فراموش میکردند و حکایات پیشینیان که بصد شور و شغب ثبت جریده روزگار است سهوا بیاد نمی آوردند بالجمله بحکم ما لا یدرک کله لا یترک کله بندی از آن اشعار میرود که هرچند نظر بکمالات عدیده شاعری دون مرتبه اوست اما چون سخن درین فن است اعراض

تا مستحسن زبان جادو طرازش سحر را بمرتبه اعجاز رسانیده و سخن دلپذیرش طول راهمپایه
ایجاز گردانیده گوهرافشانی طبع نیسان بارش دامن دامن کان جواهر در جیب آستین
مفلسان انداخته و گلریزی اندیشه بهارنثارش چمن چمن ریاحین حقیقت بچشم نظاره کیان
جلوه گر ساخته در جنب تفرد ذاتش ماهتاب که یکتای علم نیست مانند ستارگان متعدد
مشهود و بضیای شمع فکرتش ذرات نامحسوس بجلوه خورشید رخشان مشاهد و منظور
در پیش چنین نیر گیتی آرا انوری کم از سها و در بارگاه چنین خدیو فریدون فر خاقانی
کمینه چاکر اعنی یکی از وظیفه خواران خوان نعمت اوست داو فسر اس یکی از
غاشیه برداران میدان کرست او دعوی گران بلند آهنگ همه دانی در حضور نقش نغمه هیچدانی
می سرایند و مدعیان طلیق اللسان به پیشگاهش لب می بندند و زبان باظهار لکنت
میگشایند با این همه صفات که مذکور شد بی تحریک محرکی بفکر سخن نمی پردازد و چنانچه
اکثر کلامش بخواهش داعی آثم صورت ظهور گرفته و هم تدوین افکارش را فقیر باعث
گشته دیباچه آن که ریخته خامه شکسته دران به تفصیل این ماجرا باز کرده ام و اکنون
که التفاتی بنظم ریخته کمتر دارد گاهی گاهی که داد سخن سنجی و سحرآفرینی میدهد بر جان
درست زبانان لکنت هامی نهد بزعم فقیر بقوت شاعری ایشان کم کسی برخاسته در هر
جنس سخن آنچنان مکانتی وافی دارد که کسی را در یک صنعت هم میسر نیامده و باوجود
تخالف لسانین بهر دو لغت چندان دستگاهی نصیب او گشته که پارسیان از
آن خود می انگارند و هندیان خود و بشرف این نسبت چه نازها که دارند فرد مناجاتیان
پنج خوان من اند خراباتیان خود از آن من اند ملا ظهوری ترشیزی سه صد سال
پیش این بیت گویی در خصوص ایشان گفته و شاید که تراز این در از نفسها اشتباهی
بخاطر گذرد حمل بر کثرت ائتلاف والتیام کنی یا ازین گفتگوهای غرضی درمیان دانی
لا اهل بهذا الارتبته فیه اگر حظی از فهم خداداد داری بیا و بدیوانش نظر کن و بتصدیق و
تکذیب من زبان انصاف بکشا از روز ولادت الی حال بسبب مولفت جهان آباد
داهل جهان آباد بسمتی حرکت نکرده بوصال یاران رنگین و بوصل شاهدان شیرین

شعری خوش میگزارد دیوانش مملو از اصناف سخن است و مثنویات متعدد دارد کہ ہر یکے رشک گلشن است و غیرت چمن بکرر ملاحظہ شد و ازان انتخاب یافت و ثبت افتاد

اس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا ذلیل — میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل گیا

نجاؤں گا کبھی جنت میں نجاؤں گا — اگر نہ ہوئے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا

یہ ناتوان ہوں کہ ہوں اور نظر نہیں آتا — مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

محو ایسا دم نظارۂ جانان ہوگا — آئینہ آئینہ دیکھے گا تو حیران ہوگا

خواہش مرگ ہو اتنا نہ ستانا ورنہ — دل میں کچھ حسرت سوا اور بھی ارمان ہوگا

کیا ستاتے ہو کہ ہے ہجر میں جینا مشکل — تم سے بیرحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا

کیونکہ امید وفا سے ہو تسلی دل کو — فکر ہے یہ کہ وہ وعدہ سے پشیمان ہوگا

درد ہی جائے عوض ہر رگ و پے میں ساری — چارہ گر ہم نہیں ہونے کے جو درمان ہوگا

اُن سے پرسش کو نہ دیکھے کوئی — مجھکو مری شرم نے رسوا کیا

دعوئ تکلیف سے جلا دے — روز جزا قتل پھر اپنا کیا

خدا کی یاد دلاتے تھے نزع میں احباب — ہزار شکر کہ اسدم وہ بدگمان نہ رہا

وصل کی شب شام سے میں سو گیا — جاتا گیا ہجران کا بلا ہو گیا

ساتھ غیر سے چلنے کا بہانہ تو دیکھ — آکے مری نعش پہ وہ رو گیا

دل لگانے کے تو اٹھائے مزے — جی بلا سے رہا رہا نہ رہا + + +

تو فاک مرگ ہم سے سب غافل — اب کسی کا بھی آسرا نہ رہا

سوئے صحرا لیچلا اُس کوسے میرے نقش پا — تھا ابھی ڈران دنون تلوار کھنچلا کے تھا

نہ مانو گا نصیحت پر نہ سنتا میں تو کیا کرتا — کہ ہر ہر بات میں ناصح تمہارا نام لیتا تھا

نقد جان تھا نہ ملے دیت عاشق حیف — خون فرہاد سر گردن فرہاد رہا

چھوٹنا دام شکستہ سے بھی آسان نہیں — میں گرفتار خم گیسوئے صیاد رہا

کشتۂ ناز بتان روز ازل سے ہوں میں — جان کھونے کے لیے اللہ نے پیدا کیا

کیا تم نے قتل جہان اک نظر میں — کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا

دم حساب رہا روز حشر بھی یہی ذکر
وہ کرتے لطف ہیں بیباک عاشق کشی یون
الجھا ہے پاؤن یار کا زلف دراز مین
ان نصیبون پر کیا اختر شناس
سہ نو بنگئے ہم طول شبہائے جدائی سے
یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا +
روز جزا جو قاتل دلجو خطاب تھا
بھرنے سے شام وعدہ کے یہ کہ سو رہے
وقت وداع بے سبب آزردہ کیون ہوے
دیکھا نہ ہے یہ رشک وحسد وہ بلا کہ آج
ہون کیون نہ محو حیرت نیرنگہاے شوق
کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث
خود گلا کاٹ مواجب کہ مین بسمل ہوا
کیا گلے ہوتے گراورون پہ بھی رحم آجاتا
بیخود سے غش سے محو تھے دنیا کا غم نہ تھا
موت کے صدقے کہ وہ بے پردہ آئے لاش پر
دشنام یار طبع حزین پہ گران نہین
بدکام کا مآل برا ہے جزا کے دن
میرے گھر بھی پھرتے چلتے ایکدن آجائیگا
واعظ بتون کو خلد مین لیجائین گے کہین
بوسے دم غضب لیے الٹی سمجھ تو دیکھ
بجلی گری فغان سے مری آسمان پر
پہلو مین عدو نے سوئے بغل سے مری اٹھے

ہمارے عشق کا چرچا کہان کہان ہوا
نہین کوئی دنیا مین گویا کسی کا
تو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا
احسان بھی ہے ستم اچھا وہ کیا
کہان تک دیکھیے وہ حسن روز افزون نہ ٹھہریگا
مین الزام اس کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
میرا سوال ہی مرے خون کا جواب تھا
آرام شکوۂ ستم اضطراب تھا
یون بھی تو ہجر مین مجھے رنج وعذاب تھا
سنبل کو تیری زلف کا سا پیچ وتاب تھا
جو دل مین شعلہ تھا وہی آنکھون مین آب تھا
ناصح سے مجکو آج تلک اجتناب تھا
ان کو آسان ہوا جو مجھے مشکل ہوا
شکر صد شکر کہ میرا سا ترا دل ہوا
چھپنا وصال مین بھی تو مرنے سے کم نہ تھا
جو دیکھا تھا تماشا عمر بھر دکھلا دیا
اے ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا
حال اسیر تفرقہ انداز دیکھنا
وہ مبارک کیا دل اب کی یار ہرجائی ملا
ہے وعدہ کافرون سے عذاب الیم کا
بل جو پڑا جبین پہ تمنا کو لب ہوا
جو حادثہ کبھی نہ ہوا تھا سو اب ہوا
وہ کیا کہ سب کو جذبۂ دل سے عجب ہوا

دکھلا رہے گی جلوہ نزاکت کہ ہے اُنھین
یہ زلف خم بخم نہ ہو کیا تاب غیر ہی
آغوش گور ہو گئی آخر لہو لہان
دھو دیا اشک ندامت نے گنا ہو نکو مرے
تھا روز نخستین غم شبہاے دراز آہ
اس حال کو پہونچے ترے قصہ سے کہ اب ہم
راز شان زبان اغیار تک نہ پہونچا
یہ کاہ ربا سے بھی ہین کم لے کشش دل
آشفتہ مجنون دست کو لو پوچھتے ہین وہ
چشمۂ حیوان بنا اُس کے ابو تکی شرم سے
ہٹ گیا ہو گا ڈوپٹہ منھہ سے سو ہین کہین
کیسی سے ہو کہ ان لطفون پہ گستاخی نہ ہو
ششدر تسخیر سے ہم خود مسخر کیون نہ ہون
نو فلک ہین کیا کرے یہ نالۂ آتش فشان
ہجر بتان مین تجکو ہی مومن تلاش زہر
شوخ کہتا ہی سنے صبا جا نا
شعلۂ دل کو ناز تابش ہی
کیا پوچھتا ہی تلخی اُلفت مین سینہ کو
بو نے سمن سے شاد تھے اغیار بے تمیز
وہ سنتے سن کے نالہ بلبل کا
جلوہ دکھلا ئے تا وہ پردہ نشین
آفرین دلمین رہی خنجر دشمن کے سبب
وہ ہی خالی تو یہ خالی یہ بھرے تو وہ بھرے

دشوار چاک پر وہ حمائل کو تھامنا
بیتاب ہے جنون زدیکی سلاسل کو تھامنا
آسان نہین ہے آپکے بسمل کو تھامنا
تر ہوا دامن تو بارے پاکدامن ہو گیا
طفلی سے ہی اختر شمری مشغلہ اپنا
راضی ہین گر اعدا بھی کرین فیصلہ اپنا
کیا ایک بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا
مذکور کچھ ایسا پس چلیون ہی ہمارا
اُسنے کف جبلا دین دامن ہی ہمارا
پانی پانی بسکہ اعجاز مسیحا ہو گیا
شب یہان رہنے کا تیرے سبین چرچا ہو گیا
غیر ہمسا کب ہوا ہر چند ہمسا ہو گیا
آنکھہ کی پتلی جو تھی جادو کا پتلا ہو گا
ایک دشمن سر سے کھویا اور پیدا ہو گیا
شمع ہے صدا م خوار تو کل نہ ہو سکا
دیکھو دشمن نے تم کو کیا جانا
اپنا جلوہ ذرا دکھا جانا
ایسی تو لذتین ہین کہ تو جان کھا گیا
اُس گل کو اعتبار نسیم و صبا گیا
سنتے رو نا ہے خندۂ گل کا
مین نے دعوا کیا تحمل کا
اپنے قاتل سے خفا تھا کہ مین خاموش ہوا
کاش عمر عدو حلقۂ آغوش ہوا

کیا شاد شاد ہوں کہ وہ ہے تلخکام تر
مٹی نہ تھی مزار تلک آکے اسپہ بھی
ورنہ تسلی تو وہ ایسی کہ تسلی نہ ہوئی
سجدے پہ سر قلم ہو دعا پر زبان کٹے
رکھ دے سر اپنے زانوئے نازک پہ شوق سے
چشم غضب سے مشورۂ قتل کھل گیا
مارے آنکھیں جھپک رہے تھے
اس ضعف میں تو سینے سے آنا ہے لب تلک
اے روز حشر مجھ شب ہجراں بھی کم نہیں
مانع قتل کیوں ہوا دشمن
مومن آئینہ حیرت ہیں کہ ہے سب چارہ
خورشید رشک غیر کی بھی ہم کو ہو گئی
مرجائیں کہیں کر تو ہم ہجر ان سے چھوٹ جا
اٹھ کے جہاں کہ رشت باطن کے ہوش تھے
شوق وصال دیکھ کر آیا عدو کے گھر
الفت نے آنکھیں میں کانٹے کو رکھتے
نادان سے مجھ پہ چھوڑا مشکل نگار
مشت سے اٹھایا لاش کو
وصل بتاں ہے کرتی تو نہیں یہ کہ ہو وبال
وہاں مجھ کو تماشا لگانا کہ شوق ہوگا نہیں
جیتے جی شاید تم اسے کیا سمجھتے ہیں بھلا
بیزار جان سے جو نہ ہوتے تو مانگتے
اس کو یہاں جا مرتے ہم دولت ہجوم شوق

میرے جو شور شیون نے عدو کو مزا دیا
کہتے ہیں لوگ خاک میں اس نے ملا دیا
خواب میں تو مرے آئے وہ مگر آخر شب
گویا وہ زمیں ہے نہ وہ آسماں ہے اب
تیرا مریض عشق بہت ناتواں ہے اب
جو بات دل میں تھی سو نظر سے عیاں ہے اب
تھا بام پہ کون جلوہ گر رات
کہتے ہیں اپنے نالے کو ہم نارسا عبث
بدنام ہو جہاں میں تیری بلا عبث
جان ہی جائے گی ہماری آج
حسرت حرمت صہبا و مزامیر شیخ
اب اور مجھ نکالئے آزار کی طرح
کہتے تو ہیں بھلے کی وہ لیکن بری طرح
نقش ہو گیا ہیں رنگ سے تاب دیکھ کر
سو جاتا مجھ سے شب مہتاب دیکھ کر
کیا خبر تھی انہیں نگار ہے دل
خود الجھ کر رہ گئے دامن میں ہم
اپنے پاؤں سے چلے مدفن سے ہم
مومن نماز قصر کریں کیوں سفر میں ہم
رکھ لئے تھے گلے سے غیر کی تصویر اکثر ہم
انصاف کیجئے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم
سنا ہے شکایتوں پہ تری مدتی سے ہم
آج اور در کرتے ہیں بیٹا قتی سے ہم

کھا کھا کے زخم سو سے نمک زار پر دریغ
خنجر تو نہ توڑ سخت جانی
گر ہے دلِ غیر نقش تسخیر
آسیب دیو ہوا ہے ملکِ محبت اس نہیں ہے ہمکو تو
وہ جفا کش ہیں اے فلک کہ کیا
لے ترے سحر دیکھ مومن ہیں
لاش پر آنے کی شہرت شب غم دیتے ہین
کیا دوا سے ہو تری رنجش بیجا کا علاج
کیا پڑی رہتی ہے اے پردہ نشین جون بیمار
خوش ہوا قاتل بیدرد سے مانگا کسنے
دیکھ مضطر کیون نہ کھینچے دشنہ کھر
ہے دعا بھی سنے اثر گویا کہین
نہین اپنا نہ دل اپنا نہ تم میرے نہ جان میری
ذرا سمجھو تو جان من وصالِ غیر پہ ہر دم
گر یہی شوق شہادت ہے تو مومن جی سنبھلے
یار رکھتے یا دشمن جان سے آلہی چارہ گر
اضطراب شوق شاید غیر اسکے پاس ہو
بیٹھے چھپانی پڑی گو مجھی کو چھپا تو تم
ہے جلوہ ریز نور نظر گرد راہ مین
مت بیچو دیر آئے ہین کیا جانے کیا سنے
جانے دے چارہ گر شب ہجر این مت بلا
ظالم وہ بیوفا ہے عہد وحسن کے رشک سے
شیرین پہ طعنِ لطف فرہاد کس لیے

کھو بیٹھے اپنی جان تن آسانیون مین ہم
پھر کس کو گلے لگا لین گے ہم
تو تیرے سے لیے جلائین گے ہم
ہوتے ہین لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتے ہین
اُس ستمگر نے انتخاب ہم کئین
ہجر حور آگ کا عذاب ہمین
لے پری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہین
چارہ گر کیون مجھے تلخی کیسے ہم دیتے ہین
بد دعائین ترے جلون کو جو ہم دیتے ہین
کو فرشتے مجھے یان داغ درم دیتے ہین
یار سے ہے وہ جمیع تماشائی نہین
عرض عاشق کے پذیرائی نہین
اثر کس کو ہو ہے گی گر فریاد بیکسی مین
مری جان کون ہے یہ کسکی جھوٹی کھائے ہو قسمین
مار ڈالے کاش کوئی کافرِ دلجو ہمین
پہلے مرتے ہی زندان سے ہوے صحرا ہمین
جانب جلون اُٹھا رہ وسبا ہم کیونکر کرین
گو ہو روز پردہ حائل سکے ٹکڑے ہین
ہم اُٹھتے ہین کس کی فرش ری جلوہ گاہ مین
پھینکا ہے جذب شوق نے یوسف کو چاہ مین
وہ کیون شریک ہون مرے حالِ تباہ مین
اتنا مجھے آ گیا خلل اپنے نباہ مین
ہمکو بھی کچھ مزا نہ ملا تیری چاہ مین

ہے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
جادو بھرا ہوا ہے تمھاری نگاہ میں

تا نہ پڑے خلل کہیں آپ کے خواب ناز میں
ہم نہیں چاہتے کمی اپنی شب دراز میں

اُس نے اب التفات کی غیر کو میں حسرتیں
سن کے مرا بیا لغو منت احتراز میں

منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہیں
اتنا رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہیں

کیا خوش ہون کوسے غیر میں گر نقش پا نہو
وہ شوخ جانتا ہون کہ ثابت قدم نہیں

بے التفاتیاں جو عدو سے ہیں شوخ تھیں
ہم جانتے تھے وصل میں سچ دا انھوں نہیں

تجسم پایمال عدو کو کیا کس
تھا وہ خیال بھی ترے سر کی قسم نہیں

ناصح کہاں تلک تری باتیں اُٹھا سکون
سچ ہے کہ مجھ میں طاقت جور و ستم نہیں

عاشق کشی ہے شیوہ اگر بوالہوس سہی
آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہیں

دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
بیکسی سے جان تھی اپنے کفن کی فکر میں

گر یقین وان دعا ہوتی ہے اے مومن قبول
جائیں گے کعبہ بھی طفل برہمن کی فکر میں

بسکہ بن آئی مر گئے ہم شب انتظار میں
دن جو رہے تھے عمر کے کٹتے رہے مزار میں

مرگ ہے انتہائے عشق یان ہے ابتدائے شوق
زندگی اپنی ہو گئی رنجش بار بار میں

تھا قلق برہنگی دشمن جان شب فراق
کاٹ کے اپنے سر کو ہم بھیجتے ہیں کنار میں

اُس بت کو ترک دین سے نہیں مومن اعتماد
کیونکر نہ میں شکایت اغوائے دل کرون

دیکھنا کس حال سے کس حال کو پہونچا دیا
بخت تیرے عاشقوں کے نارسا کہنے کو ہیں

میں گلہ کرتا ہون اپنا تو نہ سن غیروں کی بات
ہیں یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہیں

غیر سے سرگوشیاں کر لیجیے پھر ہم بھی کچھ
آرزوہائے دل رشک آشنا کہنے کو ہیں

نیم بسمل ہیں پھڑکتے اے تپش دل کہ ابھی +
روے قاتل کا نظارہ کوئی دم کرتے ہیں

اے اجل کاش اُلٹ جائیں شب ہجر انھیں
وہ دعائیں کہ تری جان کو ہم کرتے ہیں

محضر قتل ہے مکتوب گنہگاران کا
سر قاصد کو وہ فقرے سے قلم کرتے ہیں

آبرو رہ گئی مرنے کی کہ روتے تو ہیں وہ
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہیں

وہ ہے بغلمیں تو بھی تو یان نیند اُڑ گئی
یہ سوچ ہے گیا ہوا عدو کے خواب میں

ان نالہ ہاے شب کا اثر صبح دیکھیو
کشتۂ غیرت ترے پانی چوانے سے ہے غیر
بچا ہون روز جزا داد یہ ستم دیکھیو
ہین غیر مرے نکلنے سے خوش
ربط اُس سے ہے مثل شعلہ و شمع
اُس کو مین چھوڑ جائے مجکو
اس نام کے صدقے جسکی دولت
کیا کیجیے کہ طاقت نظارہ ہی نہین
جز نشہ سپہر مین مرے دشمن تو اور بھی
پانی کے بدلے برسے گی آج آگ اُرسے
شبنم خراب مہر و کتان سینہ چاک ماہ
کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
نہین منظور اگر بوالہوسی کا شکوہ
رشک سے جلتا ہون ورنہ شمع بار عام ہین
یاد دلوادی تپش نے تیری شوخی وصل کی
مجلس مین مرے ذکر کے آتے ہی اُٹھے وہ
اُس غیرت ناہید کی ہر تان ہے دیپک
وفا سکھلا رہے گا دل ہمارا
پسینے کی جگہ آنے لگا خون
سمجھتا کیونکہ دیوانے کی باتین +
ہمارا عشق تو کیا مر جائین تو بھی
ذرات خاک جو رہین یون رنج اُٹھا نالہ رسا
مومن تم اور عشق بتان لیے پیر مرشد خیر ہے

آیا خلل گر اُس ستم آرا کے خواب مین
مرتے دم پاتا ہون ذوق خون دشمن کہین
کب آزماتے ہین جب وقت امتحان نہین
گویا کہ مین اُن کا مدعا ہون
مر جاؤن گر ایک دم جدا ہون
ہر چند عدو کا نقش پا ہون
مومن رہون اور بتون کو چاہون
جلنے وہ نہ پائے اب ہین ہم شرمسار ہین
لیکن بڑے غضب یہی دو تین چار ہین
اُٹھے ہماری قبر سے بھی کچھ بخار ہین
لو اور بھی ستم زدہ روزگار ہین
شعرا ہی جی بچا ہے تو باتین ہزار ہین
غیر کو تم مرے اشعار سناتے کیون ہو
ون کو ہی تحریر وہی حاسد جو تحریرات کو
مر گئے ہم دیکھکر چین ہاے بستر رات کو
پڑتا ہی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو
تمھاری خاطر نامہربان کو
چھپاؤن کس طرح زخم نہان کو
بنایا محرم رشک راز دان کو
کھولے طرۂ عنبر فشان کو
مین بھی ذرا آرام لون تم بھی ذرا آرام لو
یہ ذکر اور شغل آپ کا صاحب خدا کا نام لو

گو آپ نے جواب برا ہی دیا و لے
یان وصل ہو تلافی ہجران مین لے فلک
جب تو چلے جنازۂ عاشق کے ساتھ ساتھ
سنگ اسود نہین ہے چشم بتان
شکست رنگ پہ ہنستے ہین ہم بھی
مجھے تو سے کہتے ہو مست دیکھ میرا شباب تو
کچھ شور محبت کی تو لذت ہی نہ پوچھو
اُٹھتے وہ شکوہ کرتے ہین اور کس ادا کے ساتھ
سنے پردہ غیر پاس اُسے بیٹھا نہ دیکھتے
اُسکی تجلی کہان یہ تو کچھ باغ شداد ہے
تھے وعدے کے پھر آنے سے خوش یہ خبر تھی
ہین اپنے گریبان کے ٹکڑون کا ہون پردہ
ہر دست مریض کی تف سے ید بیضا
ہنگام وداع آہ گلا کاٹ رہے تھے
جون شاخ گل لے جوش جنون زار ہون یعنی
ہم اور یہ بدعت تپش دل کے سبب سے
لے جامہ زیب مین ہون وہ مجنون کہ قیس کا
میرا قلق بھی قبلہ نما سے نہین ہے کم
جلسنا ترا بتون مین بھی تاثیر کر گیا
منظور نظر غیر سہی اب ہمین کیا ہے
بس بس نکرو بات کہ یاد آئی ہے مجھکو
تو یہ گنہ عشق سے فرماتے ہین واعظ
آزردۂ حرمان ملاقات کئے کیا

مجھسے بیان نکیجے عدو کے پیام کو
کیون سوچتا ہے تازہ ستم انتقام کو
پھر کون وارثون کے سے اذن عام کو
بوسہ جو مومن طلب کرے کہیا تُند
دکھائین سے کم اُٹھین وقت خمار آئینہ
اور آپ دیکھتے ہو بار بار آئینہ
ہے آپ کے بھی حسن سے کتنا نگین یہ
بیطاقتی کے طعنے ہین عذر جفا کے ساتھ
اُٹھ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھ
کس جا پہ مجکو چھوڑ گئی موت لا کے ساتھ
ہے اپنی زندگانی اُسی بیوفا کے ساتھ
چلتے ہین جنون مین مرے پاؤن سے سوا ہاتھ
یہ معجزۂ تازہ مسیحا کے لگا ہاتھ
کیا کھینچتے دامن کو مرے کام مین تھا ہاتھ
جب چاک ہوا جامہ تو بس ٹوٹ گیا ہاتھ
مومن مرے سینے پہ رہے بعد فنا ہاتھ
پھٹ جائے سینہ میرے گریبان کے جوڑ دیکھ
باور نہین ہے تجھے تو ذرا شمشیر کو موڑ دیکھ
مومن یقین نہین ہے تو پتھر کو پھوڑ دیکھ
بیبدر تری آنکھ سے دل کھیلے بھرا ہے
تاصبح سے جو کچھ بچو دیون مین بھی سنا ہے
یہ بھی کہین دل دیکے گنہگار ہوا ہے
یعنی کہ نہ ملنا ہی نہ ملنے کی سزا ہے

پرہیز سے اُس کے گئی بیماری دل آہ
ہین ترک وفا سے بھی وفادار ہون مشہور
سو ہمن نہ سہی بوسہ پا سجدہ کرین گے
خوشی نہ ہو مجھے کیونکر قضا کے آنے کی
ہی ایک خلق کا خون سر پہ اشک خونکے مرے
مجھسے کے اور بھی کچھ مرچلا ہین لے تا صبح
ہین اگر آپ سے جاؤن تو قرار آجائے
کر ذرا اور بھی اے جوش جنون خوار و ذلیل
باندھ اب چارہ گر چلے کہ وہ بھی شاید
ٹھہر جا جوش تپش ہو تو تڑپنا لیکن
فصد کی حاجت نہ مجھے کیا چارہ گر
مت کرو کنگھی نہ یہ دزد حنا
کر نصیحت گر ہین ہیچ ہون سادہ لوح
وعدہ کرکے وہ نہ آئے نامہ بر
جابجا نہرین ہین جاری ہین مرے اشک
لاغر ایسے زندگی مشکل ہوئی
گر علاج جوشش وحشت چارہ گر
چھٹکے ہے کان ملاحت تون کیا
حسن روز افزون پہ غرا کس لیے اے ماہرو
پونچھے آنسو وار پیٹے کیا کرون اب ہائے رے
ابتو مر جانا بھی مشکل ہی ترے بیمار کو
ہین نہ گو یہ تو ہی فرما کس کو سودا ہی یہ کون
شکوہ دشمنی کرین

بیگانگیون مین بھی عجب ربط رہا ہی
کین سے تجھے جو ملے دشمن ارباب وفا ہی
وہ بت ہے جو اورون کا تو اپنا بھی خدا ہی
خنجر ہی نعش پر اُس بیوفا کے آنے کی
سکھا دی طرز اُسے دامن اُٹھا کے آنیکی
کہا جو تونے نہین جان جلکے آنے کی
یہ ڈرتا ہون کہ ایسا نہ ہو یار آجائے
تجھسے ایسا ہو کہ ناصح کو بھی عار آجائے
وصل دشمن کے لیے سوئے مزار آجائے
چارہ سازون مین ذرا دم دل زار آجائے
بہ گیا خون دیدۂ خونبار سے
دل جدا اے طرۂ طرار سے
تو نہ سمجھے گی خوب اُس عیار سے
تونے پوچھا ہونے لگا تکرار سے
پونچھے ہون گے دامن کہسار سے
ہی گران تر جان جسم زار سے
لاوے اک خنجر مجھے بازار سے
خود لپٹ جا سینۂ افگار سے
یونہی گھٹتا جائیگا جیسا کہ بڑھتا جائے ہی
داغ میرے خونکا دامن سے چھوٹا جائے ہی
ضعف کے باعث کہان دنیا سے اُٹھا جائے ہی
اور کی سنتا نہین اپنی ہی بکتا جائے ہی
وان شکایت ہی دوستداری کی

تاب نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون
اور بنجائین گے تصویر جو حیران ہونگے

غیر سے دیکھتے ہین طرف کو آہوے حرم
کیا کہین اسکے سگ کوچہ کے قربان ہونگے

ایک ہم ہین کہ ہوے ایسے پشیمان کہ بس
ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے

تم اٹھ گئے محفل سے ذکر آتے ہی مجنون کا
سایہ سے مرے وحشت لے رشک پری اتنی

بے پردہ سپس جلوہ یکبار تم آبیٹھے
ہے تاب نظر کس کو کیون جلوہ گری اتنی

کیا ہو گئی خود بینی اب غیر سے چشمک ہے
یا خوش نگہی وہ کچھ یا بد نظری اتنی

کہتا ہے مرے آگے وہ بحیلہ عدو غش ہے
ہے ہے مری الفت سے بے خبری اتنی

پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے
اس کا نہ دیکھنا نگہ التفات ہے

پیغام بر رقیب سے ہوتے ہین مشورے
سنتا نہین کسی کی یہ کہنے کی بات ہے

چھٹ کر کہان اسیر محبت کی زندگی
ناصح یہ بند غم نہین قید حیات ہے

کیونکر خدا کو دون کہ بتون کو ہے احتیاج
مومن یہ نقد دل زر جانکی زکات ہے

مجھکو مارا مرے حال متغیر نے کہ ہے
کچھ گمان اور ہی دھڑکے سے دل مونس کے

لذت مرگ سے ہجران مین دعا ہے کہ خدا
یہ مزا ہو نہ نصیبون مین کسی بیکس کے

جو مر جاتا تو یہ دکھ کاہے کو سہتا اگر مین
نہ جیتا مین تو شاید دشمنون کی بد دعا لگتی

گر تصور سے ہو ہم بزم تو بیتاب رہے
کس قدر وہ مرے ملنے سے حذر کرتا ہے

عیش مین بھی تو بچا کے کبھی تم کیا جانو
کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے

بخت بد نے یہ ڈرایا ہے کہ کانپ اٹھتا ہون
تو کبھی لطف کی باتین بھی اگر کرتا ہے

ذکر کر بیٹھے برائی ہی سے شاید میرا
اب وہ اغیار کی صحبت سے حذر کرتا ہے

سنتا اسنے مرا نالہ اثر بھی کچھ ہو شاید
کہ دشمن کہہ گیا بیفائدہ کیون غل مچاتا ہے

مگر ان کی نصیحت اسکے بیٹھے پر قیامت کی
عجب فتنہ ہے ناصح بھی کہ یہ فتنہ اٹھاتا ہے

خیال خواب راحت ہے علاج اس بدگمانی کا
وہ کافر گور مین مومن مرا شانا ہلاتا ہے

کیون ہے رنگ زرد پر گلگونہ اشک سرخ کا
کس لیے ملنے لگی رنگت ہماری آپکی

میسر ہی تغیر رنگ کو مت دیکھ
تجھکو اپنی نظر نہ ہو جائے

بات ناصح سے کرتے ڈرتا ہون +
اسے قیامت نہ آئیو جب تک
رشک دشمن کا فائدہ معلوم
وفای غیرت سے شکر جفا نے کام کیا
ہنسو نہ تم تو مرے حال پہ مین ہون وہ ذلیل
مین اور اسکو بلاؤن گا روز حشر مین لو
دم بدم رنگ ہی تغیر مرا حیران سے ہے
دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے
سے تو ہی بھیجدے کوئی پیغام تیغ ابرو
عدو اس اوج پہ شاکی ہی شاید غضب آ جائے
عذاب ایزدی جانکاہ ہی مانا بسا سوختن
اجل سے خوش ہون کسی طرح ہو وصال تو ہی
کہان تک گلہ ہاے تغافل قاتل
جفاے یار کو سونپا معاملہ اپنا
تسلی دم واپسین ہو چکی +
وہ ہمدوش ہو گا بھی تو غیر سے
خیال اجل سے تسلی کرون
چشم خونبار مرے آپ نے تلوے سے ملے
ہو گئے آزردہ پشیمان ہون کہین جس سے کہون
بجان بلب ہون شب وصل سنا دے قاصد
وہ بدخواہ سمجھا تو میرا انھین
کھلائے نہ کیون سر منہ گو سالہ کو
کیونکر یہ کہین منت الحمد اگر ین سے گئے

کر فغان سے اثر نہ ہو جائے
وہ مری گور پر نہ ہو جائے
منت حق کا قصر نہ ہو جائے
کہ اب ہوس سے بھی اعدا لیے بوالہوس کہنے لگے
کہ جس کی ذلت و خواری سے تم پشیمان لگی
اجل بھی کرنے محبت کا امتحان لگی
رنگ کیسا مری تصویر مین بہزاد بھرے
عاشق ہوے ہین وہ مرے آزار کے لیے
تجویز نہ ہر ہو ترے بیمار کے لیے
ملا دے خاک مین یہ تو بھی شکر آسمان کیجے
خدا کے واسطے ذکر ستمہاے بتان کیجے
نہ آسکے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہی
ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر وبال تو ہی
اب تک گئے ہو نہ ہوا امید انفصال تو ہی
ہمین ہو چکی جب نہین ہو چکی +
مری قسمت لے شانہ بین ہو چکی
وہ طاقت بھی جان حزین ہو چکی
ورنہ ایسا بھی کہین رنگ حنا ہوتا ہی
وہی کھوے کوئی ایسے سے خفا ہوتا ہی
لب ہلانے مین ترے کام مرا ہوتا ہی
عبث دوستی تم کو دشمن سے ہی
تجمل سا مری چشم پر فن سے ہی
کیا کیا نہ کیا عشق مین کیا کیا نگرین سے گئے

ہنس ہنس کے وہ مجھسے ہی مرے قتل کی باتین
گر ذکر وفا سے بھی غصہ ہے تو اب سے
توبہ ہے کہ ہم عشق بتون کا نکرینگے
گر حسن گلوسوز نے پھر آگ لگائی
کتنی بدگمانی اب اُنھین کیا عشق حور کی
بیزار زندگانی کا جینا محال تھا
واعظ سے ذکر مہر قیامت کو کیا کہون
رشک دشمن بہانہ تھا سچ ہے
اُٹھے وہ دست غیر مین دیے ہاتھ
گرتے پہ ہے جبین صیاد
روز جزا ندے جو مرے قتل کا جواب
کچھ بھی کیا نہ یار کے سنگین دلی کا پاس
اُن کو گمان ہے گلۂ چین زلف کا
لشکر پری کے سے عدو کے یہ وحشتین
یارب انکا بھی جنازہ اُٹھے
شعلہ رو کتے ہین اغیار کو وہ
جان گئی پر نہ گئی جور کشی
اب یہ صورت ہے کہ ہے پردہ نشین
جان سے جاتی ہین کیا کیا حسرتین
اُس دہن کو غنچۂ دل کیا کہون
ناتوانی سے نزاکت ہے زیادہ
شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہے
نہین یا صنم مومن اب کفر سے کچھ

اس طرح سے کرتے ہین کہ گویا نکرین گے
گو قتل کا وعدہ ہو تقاضا نکرین گے
وہ کرتے ہین اب جو نکیا تھا نہ کرین گے
کیون آب دم تیغ سے ٹھنڈا نکرین گے
جو آگے مرتے دم مجھے صورت دکھا گئے
وہ بھی ہماری نعش کو ٹھوکر لگا گئے
عالم شب وصال کے آنکھون مین چھا گئے
مین نے ہی تم سے بیوفائی کی +
آس ٹوٹی شکستہ پائی کی
اب توقع نہین رہائی کی +
وہ ہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہے
سب کاوش رقیب بجا کوہکن سے ہے
خوشبو دہان زخم جو مشک ختن سے ہے
نفرت بلا مجھین مرے دیوانہ پن سے ہے
یار اُس کو سے اُٹھاتے ہین مجھے
اپنے نزدیک جلاتے ہین مجھے
بعد مردن بھی دباتے ہین مجھے
مجھسے احباب چھپاتے ہین مجھے
کاش وہ دل مین بھی آنا چھوڑ دے
ڈسنے لگے ہے مسکرانا چھوڑ دے
مجھسے تو دامن جھٹکنا چھوڑ دے
زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے
کہ خو ہو گئی ہے سدا کہتے کہتے

وہ مٹا دے نامۂ مضمون وصل
گر ہو خط کاتب تقدیر سے

یوں بنا کر حال دل کہنا نہ تھا
بات بگڑی میری تری ہی تقریر سے

دوست ہوتے آؤ قاتل کو کسی تدبیر سے
سر کٹا سکتے کہ ابتو جنگ ہے تقدیر سے

کام جو الفت میں لے کاتب اعمال یاں
فائدہ حرف مکرر کی بھلا تحریر سے

اے فسونگر چشم جادو پر نہیں چلتا عمل
دیکھنا بھی چھوٹ جائے سرمۂ تسخیر سے

حسن کی تاثیر سے کم نہیں ارژنگ عشق
تو بہو جلوے ملا لو رنگ کی تغییر سے

ہو گئی ساری زمیں صرف حروف نو رقم
اک جہان ویران ہے میرے نامے کی تحریر سے

کیوں کہا تھا یہ کہ بکتے بکتے سر پھرنے لگا
ابتو پابند ہو لگا میں ناصح اس کو بھی زنجیر سے

کہتے ہیں سب یہ رہا آوارہ بعد قتل بھی
ہو گئی کتنی مری نام آوری تشہیر سے

اُن کو جلدی جانے کی مجکو عذاب جانکنی
دونوں کا دم ناک میں ہے موت کی تاخیر سے

میرے سینے کو مٹایا آپ نے اچھا کیا
تھا شگون ہی مدعایان نامہ کی تحریر سے

ایسے نازک کے شمایل کیوں نہ دلمیں نقش ہو
کھچ گیا سینے پہ نقشہ غیر کی تصویر سے

اے جنون اپنی اسیری بعد مردن بھی رہی
حلقۂ ماتم میں آئے حلقۂ زنجیر سے

نالہ ہائے بوالہوس نے کھو دیا آزار شوق
لو ہم اچھے ہو گئے درمان بے تاثیر سے

بزم دشمن سے نہ اُٹھے وہ کسی تدبیر سے
مل گئے ہم خاک میں محشر تری تاخیر سے

مہر تخلص رجب بیگ از فکرت اوست

میں جان بلب ہوں دے نہ دے اے نکتہ چین مجھے
آیا ہے یاد خال لب نازنین سے مجھے

مہر تخلص منشی مہر چند وطن اقامت وے فرخ آباد است بیشتر در لکھنؤ و اکبرآباد بسر بردہ عمرش صرف پیشکاری تحصیل مواضع مختلفہ شدہ است

اے کمان ابرو جہان جاتا ہوں وان تیر انداز تک
پھر چبھتا ہے اکدم میں پاس میرے پر کا

نیند آ گئی ابرو کے تصور میں جو مجھکو
تھا خواب میں سینے پہ رکھے تلوار کوئی شخص

پیر تو اپنے خواب میں بھی بر نہ آئی آرزو
ہم خیال وصل جانان بستر باندھا کیے

سرمگین چشم کے بیمار کی سنے جلد خبر
بولتا ہی نہیں کہتے ہیں بڑی دیر ہوئی

مهلت تخلص مرزا علی از لکهنو است عرض سخن با جرأت کرده نوشته اند که دیرا
با علی نقی محشر منازعت اتفاق افتاد هر دو برگشتن هم راضی نشدند از دست محشر زخم کار
یاور سید با اصرار پرسندگان نامش بر زبان نیاورد و این قصه را به محشر داشت و بهمان
صدمه زخمش کالبد خاکی را گذاشته است

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ تپش		آرام زیر خاک بھی اب خاک کیجیے

میر تخلص افصح فصحا اشعر شعرا سخنور عالی مقام محمد تقی نام از اهل اکبرآباد خواهرزاده
سراج الدین علی خان آرزو است لطافت با طبعش همزاد است و با کلامش حرف عجز زمزمه
بلبل و فغان خاد طوطی ناطقه شکر بارش رونق بازار عنادل شکسته و صفیر خامه گلستان
نگارش ناله برلب مرغ بستانی بسته صفحه خیالش بجلوه ریزی لاله عذاران افکار
لاله زار چون اندیشه عاشق قطعه گلزار است در نسخه قلمش در شگفانیدن گلهای
مضامین تازه همرنگ ابر نوبهار صد آه دردناک بتاثیر یک مصراع او نیست و هزار
عزایم تسخیر هم فسون نیم بیتش کو حلاوت سخنش بکام مشتاقان گوارا تر از شهد
لعل شکر بار است و نمک گفتارش بمذاق شوریده طبعان بامزه تر از پسته تبسم
دلدار نظمش اگر سحر است سحر حلال است و فکرش اگر از قوت مکتسبی است
از چه اعجاز مثال با فنون نظمیه ربط تمام دارد لاسیما در غزل سرائی مثنوی گوئی
گوی سبقت میبرد با بد بیت و بلند که در کلامش بینی در رطب و یابس که در ابیاتش
بنگری نظر نکنی و از نظر بش نیفگنی که گفته اند شعر گر اعجاز باشد بی بلند و پست
نیست + در ید بیضا همه انگشتها یکدست نیست + و تحقیق سخن در این باب تحت ترجمه
مرزا رفیع سودا گذشت و بغایت چیده و سره است فلیتدبر کرنشش دیوان ریخته با صناف
سخن نظم کرده مسدس که بمضامین واسوخت گفته غازه شهرت برروی دارد از اقسام
شاعری در قصیده فکر خوشی نداشته چندانکه غزلش بلند مرتبه تر است همچنان
قصیده اش پست پایه تر دربدو حال بشاهجهان آباد آمد و تمتع نیافته ناکام
برگشته در لکهنو میگرائید و باحتیاج از سرکار نواب وزیر الممالک بهادر می یافت

باوجود

ہمدران جا بسیر ملک عدم شتافت دیوانہایش ملاحظہ شد واز ان انتخاب فتادہ درینجا بقلم آمد

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا
دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا

غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا
دل کے جانے کا نہایت غم رہا

حسن تھا اُس کا بہت عالم فریب
خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا

یاد اُس کی اتنی خوب نہیں میر باز آ
نادان پھر وہ جی سے بھلایا نہ جائے گا

اتنی گذری جو ترے ہجر میں سو اُس کے سبب
صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا

چشم خون بستہ سے کل رات لہو پھر ٹپکا
ہم نے جانا تھا کہ بس اب تو یہ ناسور گیا

آیا تو سہی وہ کوئی دم کے لیے لیکن
ہونٹوں پہ مرے جب نفس باز پسین تھا

مسجد میں امام آج ہوا آکے وہاں سے
کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا

اُلجھاؤ پڑ گیا جو ہمیں اُسکے عشق میں
دل سا عزیز جان کا جنجال ہو گیا

تو وہ متاع ہے کہ پڑی جس کی جی پہ آنکھ
وہ جی کو بیچ کر بھی خریدار ہو گیا

آنکھوں میں جی مرا ہے ادھر دیکھتا نہیں
مرتا ہوں میں تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا

ہم نے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف اے میر
پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

خدا کو کام تو سونپے ہیں میں نے سب لیکن
رہے ہے خوف مجھے واں کی بے نیازی کا

دل کی کچھ قدر کرتے رہیو تم
یہ ہمارا بھی ناز پرور تھا

فلک کا منہ نہیں اس فتنے کے اُٹھانے کا
ستم شتاب ترا ناز نہ ہے زمانے کا

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا
اب جس جگہ کہ داغ ہے یاں پہلے درد تھا

عاشق ہیں ہم تو میر کے اِس ضبط عشق کے
دل جل گیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

قاصد جو وہاں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا
بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا

کسی عاشق کا ترے جبہے سے ناخن کا خراش
خط تقدیر کے مانند مٹایا نہ گیا

کیا ہے گلشن میں جو قفس میں نہیں
داغ دل دیکھیے بس چمن دیکھا

دل دینے کی ایسی حرکت اُس نے نہیں کی
جب تک جیے گا میر پشیمان رہیگا

ہم خستہ دل ہیں تجھ سے بھی نازک مزاج تر
تیوری چڑھائی تو نے کہ یاں جی نکل گیا

مستی میں چھوڑ دیر کو کعبے چلا تھا میں
علاج کرتے ہیں سوداے عشق کا میرے
کیسا چمن کہ ہم سے اسیروں کو منع ہے
آنکھیں خدا ئیو نہ ٹک ابر بہار سے
کف جاناں سے ممکن ہے رہائی میر کوئی ہو
تیرے کوچے کے رہنے والوں نے
حال بد میں مرے ذرا آ کر +
شہرۂ عالم اُسے یمن محبت نے کیا
ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن اے فلک
دل داغ فراق و حسرت وصل آرزوے شوق
جواب نامہ سیاہی کا اپنی ہے وہ زلف
ہر زخم جگر داور محشر سے ہمارا
جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
تھی حسب عاشقی کی بدایت ہی میر پر
نہ خون ہو آنکھوں سے بہا اور نہ ہوا داغ
سخت کافر تھا جس نے پہلے میر
جہاں سے فتنے کو خالی کبھی نہیں پایا +
سب گئے ہوش و صبر و تاب و تواں
دل میں کتنے مسودے تھے ولے
سبحہ گرداں ہی میر ہم تو رہے
اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر
سمجھے تھے ہم تو میر کو عاشق اسی گھڑی
پھر آج میر مسجد جامع کے تھے امام

لغزش بڑی ہوئی تھی ولیکن سنبھل گیا
خلل پذیر ہوا ہے دماغ یاروں کا
چاک قفس سے باغ کی دیوار دیکھنا
میری طرف بھی دیدۂ خونبار دیکھنا
اینٹھتا ہے جو اُسکے ہاتھ سے رنگ حنا چھوٹا
یہیں سے کعبہ کو سلام کیا
آپ کو سب میں ننگ نام کیا
ورنہ مجنوں ایک خاک افتادۂ ویرانہ تھا
اُس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا
میں ساتھ ذرۂ خاک بھی ہنگامے سے گیا
کسی نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا
انصاف طلب ہے تری بیدادگری کا
اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا
کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا
اپنا تو یہ دل میر کسی کام نہ آیا
مذہب عشق اختیار کیا
ہمارے وقت میں تو آفت زمانہ ہوا
لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا
ایک پیش اُس کے روبرو نہ گیا
دست کوتاہ تا سبو نہ گیا
پھر ملیں گے اگر خدا لایا
جب سن کے تیرا نام وہ بیتاب سا ہوا
داغ شراب دھوتے تھے کل جانماز کا

کاسے کو مین نے میر کو چھیڑا کہ اُسنے آج
شب میکدے سے وارد مسجد ہوا تھا مین
ایسا بھی قصد تھا سر دیوار باغ کا
مستی مین لغزش ہو گئی معذور رکھا چاہیے
خانہ خراب میر بھی کتنا غیور تھا
کم کم اُٹھتا وہ نقاب آہ کہ طاقت رہتی
کہتے تو ہو یون کہتے یون کہتے جو وہ آتا
آزار دل نہین ہے کسی دین مین درست
اُس سر سے دیکے خرابی ہوئی اے عشق دریغ
میرا ہی مستعد عمل تھا
پشیمان ہوا دوستی کرکے مین
اعجاز منہ تکے ہے ترے لب کے کام کا
رفتہ ہمین جو آئے ہے سو تیر مین بندھا
کیونکر گلی سے اُسکی مین اُٹھکے چلا جاتا
کہتا تھا کسو سے کچھ تکتا تھا کسو کا منہ
ہم کوئے مغان مین تھے ماہ رمضان آیا
کھلا نشے مین جو پگڑی کا اُسکے پیچ اے میر
ڈرتا ہی مین رہا کہ پلک کوئی گر نجائے
دور بہت بھاگو ہو ہمسے سیکھے طریق غزالونکا
عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گیا آرام گیا
ماہ اُس کو کہکے سارے شہر مین
نہ گیا اُس طرف کا خط لکھنا
دروازے پر کھڑا ہون کئی دنسے یار کے

یہ درد دل کہا کہ مجھے درد سر رہا
پر شکر ہے کہ صبح تلک بیخبر رہا
ٹوٹا ہی تھا قفس کو کہ صیاد آ گیا
اے اہل مسجد اسطرف آیا ہون مین بھٹکا ہوا
مرتے موا پر اُس سے کبھی گھر بندھا پھرا
کاش یکبار ہمین منہ نہ دکھایا ہوتا
یہ کہنے کی باتین ہین کچھ بھی نہ کہا جاتا
کیا جانے ان بتون نے ستم کیون روا رکھا
تونے کس خانۂ مطبوع کو ویران کیا
مجنون کے دماغ مین خلل تھا
بہت مجھکو ارمان تھا چاہ کا ++
کیا ذکر یان مسیح علیہ السلام کا
کیا دیجیے جواب اجل کے پیام کا
یان خاک مین ملنا تھا لوہو مین نہانا تھا
کل میر کھڑا تھا یان سچ ہے کہ دوانا تھا
صد شکر کہ مستی مین جانا نہ کہان آیا
سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا
آنکھو سے رات اُس کے جو تلوے لگا گیا
وحشت کرنا شیوہ ہے کچھ اچھی آنکھون والونکا
جی کا جانا ٹھہر رہا ہے صبح گیا یا شام گیا
مجھکو مشکل منہ دکھانا ہو گیا
بالحشر جب تک مرا قتل نہ ہوا
حیرت نے حسن کی مجھے دیوار کر دیا

کاش اُس کے روبرو نکریں مجکو حشر مین
پھر نہ آئے جو ہوے خاک مین جا آسودہ
ہم تو آگے ہی مر رہے ہین میر
خوگر ہوے ہین عشق کی گرمی سے خار و خس
بیٹھے ہین سنگ مزار پہ فرہاد
دو قدم ساتھ جنازے کے نہ آیا وہ میر
جاتا ہی آسمان لیے کوچے سے یار کے
جیمین تھا اُس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے میر
مرتا ہون مین تو آدم خاکی کی شان پر
قیامت تھا سماں اُس سنگین پر
ہر گام سجدہ تھی بتخانہ کی محبت
مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہی +
ضعف یان تک کھچا کہ صورت گر
میر صاحب ہی چوکے اِس بد عہد
تناسب ہے اعضا کے اتنا تحیر
کچھ ہو رہیگا عشق و ہوس مین بھی امتیاز
آتے ہی اُس قبلہ چلا خانقاہ پر
منتظر قتل کے وعدہ کیا ہون اپنے یعنی
حالانکہ عمر ساری ہی مایوس گذری میر
اب اُسکے غم سے جو کوئی چاہے سو کھائے داغ
دل لگا ہو تو جی جہان سے اٹھا
شاید کہ دل لوے رخصت گلشن ہون بیقرار
سم گرے اُس کے در ہی پہ مر کر

کتنے مرے سوال ہین جنکا نہین جواب
غالبا زیر زمین میر ہی آرام بہت
تیغ کھینچے پھرے ہی یار عبث
بجلی پڑی رہے ہی مرے آشیانے بیچ
رکھنے شیشہ کھے ہی یا استاد
جانتا تھا کہ اسے ہی مری رفتار پسند
آتا ہی جی بھرا در و دیوار دیکھکر
پہ جب ملے تو رہ گئے ناچار دیکھکر
اللہ رے دماغ کہ ہے آسمان پہ
کہ تلوارین چلین ابرو کے چین پر
کعبے تلک تو پہونچے لیکن خدا خدا کر
بیٹھے آگے چلین گے دم لے کر
رہ گئے ہاتھ مین قلم لے کر
ورنہ دینا تھا دل قسم لے کر
بگاڑ اسنے تجھے خوبصورت بنا کر +
آیا ہی اب مزاج ترا امتحان پر
صوفی ہوا کو دیکھکے کاش آگئے راہ پر
جیتا مرے کو رہا ہی یہ گنہگار ہنوز
کیا کیا رکھیین اُسکے امید وار خواہش
باقی نہین ہی چھاتی مین اپنے تو جاے داغ
موت کا نام پیار کا ہی عشق
میرے قفس کو لے تو چلو باغبان تلک
اور کوئی وفا کرے کیا خاک

سب موے ابتدائے عشق ہی مین
سوجی سے عندلیب خریدار اُسکی ہے
اگر راہ مین اُس کی رکھا ہے گام
ہوتا خندہ لگا تو یہ سر انجام عشق مین
جی جائے کسی کا کہ رہے تم کو قسم ہے
اُس کے کوچے کی خاک لائین گے ہم
اے ہوا اِس قدر جفا ہے ہم پر ++
اُسکے کوچے مین نکر شور قیامت کا ذکر
نہ تنگ کر اسے اے فکر روزگار کہ مین
چلا نہ اُٹھکے وہین چپکے چپکے پھر تو میر
اُس کے نزدیک کچھ نہین عزت
کھون کب تک دم آنکھون مین ہے میرا
شیخ عزلت تو تہ خاک بھی ہو سکتی ہے
ہمین تو نزع مین شرمندہ آکے اُسنے کیا
نے نگہ نے پیام نے وعدہ
ایک بیمار جدائی ہون مین آپہی تیسر
کیا تیر ستم اُسکے سینے مین بھی ٹوٹے تھے
مانند شمع ہم نے حضور اپنے یار کے
جونے اختیاری یہی ہے تو قاصد
خوش نہ آئی تمھاری چال ہمین
دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
اک وہم نہین بیش مرے ہستی موہوم
جفائین دیکھ لیان بیوفائیان دیکھین

ہوے معلوم انتہا کیا خاک
اے گلفروش کچھ سمجھ کر بہائے گل
گئے گذر رہے خضر علیہ السلام
لگتے ہی جسکے مرگئے ہوتے بلاتے ہم
مقدور تلک در پے آزار ہو تم
اپنا کعبہ جدا بنائین گے ہم
یا قسمت بندہ خدا ہین ہم
شیخ یان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین
دل اُس سے دم کے لیے مستعار لایا ہون
ابھی تو اُسکی گلی سے بچا کر لایا ہون
میر جی یون نہین خوار ہوتے ہین
نظر آہی رہے گا کوئی دم مین
صنعت ہے سیر کر کے عالم ایجاد کہین
رہا ہے ایک رمق جی سو کیا نثار کرین
نام کو ہم بھی یار رکھتے ہین ++
پوچھنے والے جدا جان کو کھا جاتے ہین
جس زخم کو چھیڑون ہون پیکان نکلتے ہین
کار وفا تمام کیا ایک آہ مین
ہمین آکے اُس کے قدم دیکھتے ہین
یون نکرنا تھا پامال ہمین
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
اسیر بھی تری خاطر نازک پہ گران ہون
بھلا ہوا کہ تری سب برائیان دیکھین

ایک سب آگ ایک سب پانی ++
مدعی مجکو کھڑے صاف برا کہتے ہین
ابکی ہمت صرف کر جو اس سے جی اچٹے مرا
عشق کا گھر ہی میرے سے آباد
نازک مزاج آپ قیامت ہین میر جی
کاشکے دل دو تو ہوتے عشق مین
سب گئے دل دماغ و تاب و توان
جلنے ہی جی نجات کے غم مین
کرتا نہین قصور ہمارے ہلاک مین
شیوہ اپنا نے پر ولئے نومیدی سے ٹھہرا ہی
قتل کیے پر غصہ کیا ہی لاش مری اٹھوانے دو
سر کاٹ کے ڈلوا دیے انداز تو دیکھو
کب میسر اس کے منھ کا دیکھنا آتا ہی میر
اس تیغ زن سے قاصد کہیو مری طرف سے
اٹھ جائے رسم نالہ و آہ و فغان کی سب
اجرت مین نامہ بر کے دیتے ہین جان ملک تو
عشق کیا کیا ہمین دکھاتا ہے
خط لکھکے کوئی سادہ نہ اسکو ملول ہو
کہتے ہو اتحاد ہے ہم کو
دوستی ایک سے بھی تجکو نہین
نامرادانہ زیست کرتا تھا
رات ساری تو کٹی سنتے پریشان گوئی
نزدیک اپنے ہمنے تو سب کر رکھا ہی سہل

دیدہ و دل عذاب ہین دونون
سن چکے تم سنئے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہین
پھر دعا لے میر مت کیجو اگر ایسا کرین
ایسے پھر خانمان خراب کہان
جون شیشہ میرے منھ نہ لگو مین نشہ مین ہون
ایک رہتا ایک کھوتے عشق مین
مین رہا ہون سو کیا رہا ہون مین
ایسی جنت پڑے جہنم مین ++
یارب یہ آسمان بھی ملجائے خاک مین
کبھی کبھی وہ مغرور دے تو منت ہم سو بار کرین
جانے بھی ہم جاتے رہے ہین آؤ تم بھی جانے دو
پامال ہے سب خلق جہان ناز تو دیکھو
پھول گل سے اپنے دلکو تم بھی بہلایا کرو
ابتک بھی نیم جان ہی گر قصد امتحان ہو
اس تیرہ روزگار مین تو میسر اگر ہو
اب کار شوق اپنا یہ پہونچا یہان تلک تو
آہ تم بھی تو اک نظر دیکھو +
ہم تو ہون بدگمان جو قاصد رسول ہو
ہان کہو اعتماد ہے ہم کو +
اور سب سے عناد ہے ہم کو +
بیت کی وضع یاد ہے ہم کو
میر جی کوئی گھڑی تم بھی اب آرام کرو
پھر اس مین مردن دشوار کیون ہو

تلوار کے تلے بھی ہین آنکھین تری اُودھر
خط آگیا پر اُس کا اتفاقا نہ کم ہوا
کہنے سے میر اور بھی ہوتا ہے مضطرب
ہوگا کسی دیوار کے سایہ کے تلے میر
ہوتے ہو بید باغ تو دیکھو ہو ٹک ادھر
یہ اضطرار دیکھ کہ اب دشمنوں سے بھی
قبلہ و کعبہ خداوند ملاذ و مشفق +
پر کہون کیا رسم شوق کی لیئے تاثیر
آگ تھے ابتدائے عشق مین ہم
وصل اُس کا خدا نصیب کرے
اُس کے ایفائے وعدہ تک نہ جیے
زور و زر کچھ نہ تھا تو بارے میر
وا اُس سے سیر حرف تو ہو گو کہ یہ سر جائے
تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ
کہین جو کچھ ملامت گر بجا ہو میر کیا جانین
دل کو تسکین نہین اشک دما دم سے بھی
آج پھر تھا نے حمیت میر دان
مین جو بولا کہا کہ یہ آواز ++
آہ میری زبان پر آئے +
جب نام ترا لیجے تب چشم بھر آئے
اُس ستمگار کے کوچے کے ہواداروں مین +
باہم سلوک تھا تو اُٹھاتے تھے نرم گرم
آلودہ اُس گلی کی جو ہون خاک سے تو میر

تو اس ستم کا میر سزاوار کیون نہو
قاصد مرا خراب پھرے ہے جواب کو
سمجھاؤن کب تلک اس دل خانہ خراب کو
کیا کام محبت سے اُس آرام طلب کو
غصہ ہی ہم پہ کاش اکثر رہا کرو
کہتا ہون اُس کے ملنے کی کچھ تم دعا کرو
مضطرب ہو کے اُسے مین نے لکھا کیا کچھ
ہر سر حرف پہ وہ کہنے لگا کیا کیا کچھ
اب ہوئے خاک انتہا ہے یہ
میر دل چاہتا ہے کیا کیا کچھ
عمر نے ہم سے بیوفائی کی +
کس بھروسے پہ آشنائی کی
ہم حلق بریدہ ہی سے تقریر کرینگے
واعظ آ بیٹھی اپنی قسمت ہے
اُنھین معلوم جب ہوتا کہ شیشے ہی جدا ہوتے
اس زمانے مین گئی ہے برکت غم سے بھی
کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی +
اُسے خانہ خراب کی سی ہے
پھر بلا آسمان پر آئے +
اس زندگی کرنے کو کہان سے جگر آئے
نام فردوس کا ہم لے کے گنہگار رہے
کا ہے کو میر کوئی دے جب بگڑ گئی
آب حیات سے بھی نہ وہ پاؤن دھوئیے

میکدے سے تو ابھی آیا ہی مسجد مین مست
جن جن کو تھا یہ عشق کا آزار مر گئے
گھبرا نہ میر عشق مین اس سہل زیست پر
وہ حرف اُسکے منھ سے تو لکھیو شتاب
لبے تو ہونٹھ بھی نہ ہلے اُس کے روبرو
اب رحم پر اُسی کے موقوف ہی کہ یان تو
گھر دردِ جگر سے بھر گیا آہ
سرگذشتین نہ مری سُن کر اُچٹتی ہی نیند
سیو بچا تو ہوگا سمع مبارک مین حال میر
کیا کہون شرح خستہ جانی کی
سید سے تیغ جال پر ست جا
دم آخر ہی کیا نہ آنا تھا
ایس کدورت کو ہم سمجھتے ہین +
دل دین ہوش و صبر سب ہی گئے
اک شخص مجھی سا تھا کہ تھا تجھسے یہ عاشق
یہ کسکے مین رو دیا تو لگا کہنے نہ کہہ میر
پاس ناموس عشق تھا ورنہ
چاک پر چاک ہوا جون جون سلایا ہمنے
سن رہا نے میر سے کوئی نہ بولو
بہت سعی کیجئے تو مر رہیے میر
اب چھیڑ یہ رکھی ہی کہ عاشق ہو تو کہین
جنس جگہ دور جام ہوتا ہی
میر صاحب بھی اُس کے یان تھے پر

ہوش لغزش کہین صحبت ہی یہ بیگانون کی
کتنے ہمارے ساتھ کے بیمار مر گئے
جب بس چلا نہ کچھ تو مرے یار مر گئے
قاصد چلا ہی چھوڑ کے تو جان بلب مجھے
رنجش کی وجہ میر یہ کیا بات ہوگئی
نے اشک مین سرایت نے آہ مین اثر ہی
کب تک مری چشم تر نہ ہووے
خاصیت یہ ہی مرجان ان افسانون کی
اس پر بھی جی مین آئے تو دل لو لگا سکے
مین سنے مر مرے زندگانی کی +++
اتفاقات ہین زمانے کے +
اور بھی وقت تھے ہنسانے کے
وقت ہین یہ خاک مین ملانے کے
آ گئے آ گئے تمھارے آنے کے
وہ اُس کی وفا پیشگی وہ اُس کی جوانی
سُنتا نہین مین ظلم رسیدون کی کہانی
کتنے آنسو پلک تک آ گئے تھے
اس گریبان ہی سے اب ہاتھ اُٹھایا ہمنے
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہی
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہی
القصہ خوش گذرتی ہی اُس بدگمان سے
وان یہ عاجز مدام ہوتا ہی
جیسے کوئی غلام ہوتا ہی

کبھو وا دے عشق دکھلائیے
آئے کبھی جو وانسے تو یان رہتے تھے اُداس
کھل گئی بات تھی سو ہر اک پر
وہ تو بگڑے ہے میر سے ہر دم
کعبہ مین جان بلب تھے ہم دوری بتان سے
نکتہ دان بھی حضرت میر کو کیا
آسمان شاید ورے کچھ آ گیا
میر دریا ہے سنے شعر زبانی اُس کی
تیز یون نہین شب آتش شوق
رحم بھی دینا تھا تھوڑا ہائے اُس خوبی کیساتھ
وہ کہان دھوم جو دیکھی گئی چشم تر سے
پر رات ہجر کی یان تک تو دکھ دکھاتی ہے
ڈر کیون نہ محلے مین رہنے رونے سے میرے
پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ
مقدور تک تو ضبط کرون ہون پر کیا کرون
قاصد کے تقیضے نے کیا دل کے تئین داغ
واعظ ناکس کی باتون پر کوئی جاتا ہے میر
حیرت سے دیکھ رہ گئے نامہ بر منھ اُسکا
حسرتین اُس کی سر پٹکتی ہین
پتھر کی چھاتی چاہیے ہے میر عشق مین
فریاد شب کی سن کے کہا بیدماغ ہو
تر سے بشادے ہم ہین خدا جانتا ہے
پھرتے ہین میر خوار کوئی پوچھتا نہین

بہت خفت بھی دل مین گراہ ہے
آخر کو میر اُس کی گلی ہی مین جا رہے
تو وہی منھ چھپائے جاتا ہے
ایسی سی یہ بتائے جاتا ہے
آئے ہین پھر کے یار وابکی خدا کے ہان سے
پر ہمارا نہ مدعا سمجھے
رات سے کیا کیا رکا جاتا ہے جی
اللہ اللہ رے طبیعت کی روانی اُسکی
تھی خبر گرم اُس کے آنے کی
مجھ سے کیا کل گفتگو یہ داور محشر سے تھی
ابر کیا کیا اُٹھے ہنگامے سے کیا کیا برسے
کہ شکل صبح مری سب کو بھول جاتی ہے
سیلاب نے اس کوچے مین گھر مول لیا ہے
افسوس ہم کو میر سے صحبت نہین رہی
منھ سے نکل ہی جاتی ہے اک بات پیار کی
بیتاب ہے تجھے دیکھے کچھ بات بنائی
آخر مینا سے چاہو تم کس کے کہنے پر گئے
بس اور کچھ نہ کہیو ہرگز مری زبانی
مرگ فرہاد کیا کیا تو نے +
جی جانتا ہے اُس کا جو کوئی وفا کرے
دیکھو تو اس بلا کو شاید کہ میر ہو
خدا جانے تو ہم کو کیا جانتا ہے
اس عاشقی مین عزت سادات بھی گئی

جی ہی دینے کا نہین کرھت افقط   اُسکے در سے جانے کی حسرت بھی ہی
اُسکا غضب سے نامہ نہ لکھنا تو سہل ہی   لوگون کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے
خدا کرے مرے دل کو ٹک اک قرار آئے   کہ زندگی تو کرون جب تلک کہ یار آئے
نہین ہی چاہ بھلی اتنی بھی دعا کر میر   کہ اب جو دیکھون اُسے مین بہت نہ پیار آئے

حرف النون

ناجی تخلص محمد شاکر از سخن گویان این دیار است و معاصر محمد شاہ طبعش با ایہام مایل او راست

ترے نگاہ کی حسرت سے اے کمان ابرو   ہمارے سینے مین تو دا ہوا ہی تیرون کا
محبت سے علی کی دیکھ ناجی   ہوا ہی دل مرا اب حیدرآباد
گر سلیمان کا تخت دین مت لے   کہ سب آخر کو جائے گا برباد
دیکھ دلبر تری کمر کی طرف   پھر گیا پانی اپنے گھر کی طرف
غم نہین گر دلبری سے دلکو لیجاتا ہی وہ   پاس میرے جب تو آتا ہی جو دل پاتا ہی وہ
عرض غصہ مین کبھی اہل وفا کی نہ سنے   ہٹ پہ آجائے وہ کافر تو خدا کی نہ سنے
تصور سے ترے رخ کے گئی ہی نیند آنکھون سے   مقابل جسکے ہو خورشید کیونکر اُسکو خواب آوے

نالان تخلص محمد عسکری از افلاس زدگان دہلی است مصحفی از اول شاگردان خویش اور اگفتہ دو سال است کہ نود سالہ فوت کرد اوست

سحر کے ہونے کا از بس خیال رہتا ہے   شب وصال بھی دل کو ملال رہتا ہی
وہ بدگمان ہون کہ اُس بت کے سایہ پر بھی مجھے   رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہی

نالان تخلص یکی از موزونان عظیم آباد بودہ او راست

کچھ اندنون مین تم نے یہ روز خو نکالی   ملنا کسی سے جاکر بدنام ہم کو کرنا

نادم از اوسط الناس دہلی است تخلش بنظر میر حسین تسکین میرساند او راست

آتے ہی تیرے شام ہوئی جلد کس طرح   کیا آفتاب داغ دل بیقرار تھا
آج پھر دیکھین کہ ہوتی ہی سحر کس طور سے   شام ہی سے جوش پر کچھ نالۂ شبگیر تھا

ناصر تخلص نواب ناصر جنگ فرزند نواب مظفر جنگ بنگش است کہ شمع جلالت الیشان

چون چراغ مہر مستغنی از فروختن است در سنہ ۱۲۴۸ در کسوف شمس ماہ عمرش منخسف شد او راست

آگے تو تھی ہی بسکہ پیچش کمند زلف ۔ پیچھے پڑی ہی ہر کا سے کو کاکل بلا کی طرح

نادر تخلص گنگا سنگہ از مردم لکھنؤ شاگرد میر حسن است این بیت بنامش ملاحظہ شد

قاصد تو اس بہانہ سے اُس پاس جائیو ۔ ایہ کس کا خط ہی مجکو ذرا پڑھ سنائیو

نادر تخلص میر محمد عارف علی کشمیری الاصل بودہ است در دہلی میماند او راست

سو طرحسے بات اگر کہیے تو کھلتا ہی نہین ۔ مجھ مین اور اُسمین ہماؤن پڑگئی ہی کیا گرہ

نازک تخلص ونیت نام از بتان لکہنائی است او راست

یاد آتے ہین اُن آنکھون مین اندہ لبشے کے ۔ ساقی ہی کار ناسسے جب جام بھرے ہی
ہی نالہ وزاری کا مرے شور فلک تک ۔ پردہ بت مغرور کوئی کان دھرے ہی

ناظم تخلص جزاینکہ شخصے است در لکھنؤ دیگر رود اذش مکشوف نشد منہ

وصل ایسا ہوگیا اُس کے بدسے لپسے میرا تن ۔ رات کو مین یار سے یکجان دو قالب ہوگیا

نامی تخلص مرزا رجب علی بیگ از اعزہ لکھنؤ است امیر الدولہ حیدر بیگ خان عم اوست از وست

بسکہ مدت سے ہی راہ انتظار یار پر ۔ چھا گئی آخر سفیدی دیدۂ خونبار پر

نامی تخلص مبارز الدولہ نواب مرزا حسام الدین حیدر خان بہادر سلسلۂ قرابت الیشان با والی لکھنؤ میرسد و از امرای جلیل الشان است صاحب فطرت سلیم و فکرت مستقیم رضی الافعال شریف الخصال عدیلش معدوم و نظیرش نایاب از احبای والد بزرگوار این ہیچ درحساب است استفادۂ سخن از خدمت میر مستحسن خلیق کردہ اکنون بنظم اشعار می پردازد امار غلبتی لشنیدن باقی است از نتایج طبع شریف اوست

دم شماری مین مجھے چھوڑ کے جانا کیا تھا ۔ جان ہمانے کو بھی عاشق کے بہانا کیا تھا
ربط محبت جو باہم تھا ہم مین اُنہین چھوٹ گیا ۔ دونون طرف سے جو کشیدہ رشتۂ الفت ٹوٹ گیا
تابش خور سے نہ کس طرح وہ کملا جائے ۔ عارض یار ہی ہمرنگ گل تازۂ صبح
تھک گئے ہم تو شب ہجر مین نالے کرتے ۔ کیون سُناتا نہین مرغ سحر آوازۂ صبح
قتل کے دم بھی نہ کچھ نامی نے قاتل سے کہا ۔ کیا بیان تم سے کرون اُس کم سخنی کی سرگذشت

امید وفا ہی اُس سنگدل سے سخت بیجا ہی — مگر ان چاہنے والوں کا پتھر کا کلیجا ہی
مرید پیر مغان پیر خانقاہ سے کئے — یہ بیطریق کئے ہم نے رو براہ سے کئے
نہ اپنوں نے اُسے الفت نہ بیگانوں نے ملتا ہی — دل وحشی کا اپنے طور دیوانوں سے ملتا ہی

نامی تخلص با آنکہ تخلصش نامی نامش معلوم نیست اوراست

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہی — آپ ہنس ہنس کے یہ کہتے ہیں کوئی آ دیکھے
واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندھی ہی اسدم — قطعہ — گھر کسی کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش از ارباب لکھنؤ است نسیم چمن طبعش نکہت ریز و شمیم گل فکرش دلاویز طائر بلند پرواز غورشش جز بشاخ سدرہ آشیان نساز دو مرغ تیزبال خیالش جز ببام فلک جلوہ نیند ازد والا مایہ عالی پایہ بلند اندیشہ نازک خیال است و در تلاش مضمون تازہ و معنی سیراب سلے مثل و مثال از اقسام سخنوری بغزل بسیار مائل و غیر از غزلیات و رباعیات صنفے آخر از و دیدہ نشد تمامیٔ عمر بلکھنؤ گذرانیدہ و نوبتی از کار کنان دولت آنجا نا امین بودہ مجال سکونت نیافتہ به الہ آباد شتافتہ و باز به کانپور عود نمودہ و اکنون بسبب تغیر و تبدیل دورہ ارکین سابق رجوع بمرکز کردہ گویند کہ در ایام فراق لکھنؤ و احباب لکھنؤ اشعار درد آمیز گفتہ و قدرے نقل و حرکت او در از است کہ این مختصر گنجائے آنرا بر نیاید و متعہد اخلاف عنوان است کہ بنقل و بیان حکایات آمدہ قصد متعلق نگشتہ الا ماشاء اللہ دیوانش بنظر رسید بعد مدتے از ترتیب و تلخیص این رسالہ پدید آمد کہ دیوانے دیگر از افکار و قادش فراہم آمدہ و ہم در شہر رسید اما خاطر آسودگی جواز انتخاب آن بایستاد و متعہد الکتاب شہرت گرفتہ و متداول گشتہ دخل و تصرف ناملایم افتاد این اشعار انتخاب دیوان اول است و یکدو سہ شعر از غزلہاے جدید ہم کہ بعض احبا از لکھنؤ ارمغان کردہ بودند نگارش یافتہ

مہندی سے ہی مشعلہ قدم اُس رشک پری کا — پاپوش نے سیکھا ہی چلن کبک دری کا
سینے جو تہی بنائی ہی ترے سوا فنا کی — ناخن مشکین بنا ہی منہ ہر ایک ناسور کا

ایڑیان بھی اب رگڑ سکتا نہین کروٹ تو کیا
عکس پڑتا ہی جو تیرا آئینہ مین بیشتر
یہ ساعد و نکلا ہو اُسکے عالم کے جسنے دیکھا ہو وہ بیدم
ہر تبسم کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا
محشر مین ہم کو نامۂ اعمال دیکھکر
کافر ہون سیر ہم رہین محمد و م دو اعطا
دے دو پیہم تو اپنا نامہ عمل کا
پر لگائے تجھے وحشت نے اُڑا پھرتا ہون
اے اجل ایکدن آخر تجھے آنا ہے تو لے
وصل سے یان آج بھی ہر عید کل بھی عید تھی
ذبح کر ڈالونگا گر ابکی تو بولا شب وصل
تھی شہادت سے غرض سو اپنی ادا مین ہو گئی
دور سے دیکھی دکھائی روشنی جائے سواد
لاغر ایسا ہون کہ مین اکثر ہوا سے اُڑ گیا
آگے کشت آرزو کے آبرو میری رہی
ہاتھ دوڑا اسکے زمین سے سو شہید ناز کے
دیکھیے تیرے بازوے نازک کو پھر تکلیف تیغ
بس مین ہوتا نہ پرائے مین کبھی اے ناسخ
پچھلی موت تجھے ہووے حسینان بہشت
روز روشن تیرہ بختی سے نہ دیکھا عمر بھر
اشک نے تاثیر کو نادم کیا برسات نے
شوق اسے کہتے ہین مجنون جو لحد سے نکلا
تجھسے انصاف تو کر چھٹ نہ سکا ایک رقیب

ہوچکا تابوت بن اُٹھنا ترے رنجور کا
اضطراب اسواسطے جاتا رہا سیماب کا
نیام تیغ قضا ہے مبرم لقب ہی قاتل کی آستین کا
آفتاب اونچا ہوا اتنا کہ تارا ہو گیا
قاصد خیال آ لیے گا خط کے جواب کا
کرسیکدہ پہ حکم نہ جاری فراق کا
ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا +
تجھسے پامال کوئی حنا رسیا بان ہوا
آج آئی شب فرقت مین تو احسان ہوتا
کیا شب فرقت مین ظالم طول تھا اک سال کا
مین نے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا
گو نہ قاتل سے نزاکت کے سبب خنجر اُٹھا
یاد رکھ قاصد نشان ہی یہ دیار یار کا
میرے پیکر مین ہر عالم تھا نذری تصویر کا
برق ہی گرتی جو ہین باران رحمت مانگتا
ہم گیا سینے مین قاتل کا جو دامن تیر کا
لائیو اپنے شہید دن سے کے نزد مدفن تیرا
آہ میسر امرے قابو مین اگر دل ہوتا
ایکدم پاس جو وہ حور شمائل نہ ہوا
شب کی شب گویا مین اس محفل مین مہمان رہ گیا
ہنس کے باعث مرے گھر رات جانان رہ گیا
شور محشر کو بھی آواز حدی خوان سمجھا
مین نے کیونکر تری الفت مین زمانہ چھوڑا

کیا خبر تھی کہ تری غیر کے دل میں ہو جگہ
کس چمن سے ہم اُس کے تصور میں محو تھے
ثابت قدم ہم اپنی وفا پر جو ہیں سو ہیں
کی ہچکیان شدت سے شدت پہ تکال اشتیاق نے
ہاتھ میں تیرے نہ ٹھہریگا وہان مکتوب شوق
ہو بیان کس کو شب فرقت میں ہو ش
اُسنے جب سنگ سا پتھر دیا تھی شبیہ شیرین
لے پتھر چشم کو سے کے شب وصل باغ میں
مر گیا کیا ناسخ میکش جو سارے میفروش
لے میکشو نزاکت ساقی کو دیکھنا
لیج اٹھائے ہین حسینو نسے جہان میں اسقدر
خط جو ہم کرتے تحریر تو پہونچانے کو
بس یہی تدبیر اب اسکے بھگانے کی رہی
شب جو الٹی اُسنے رو سے حیرت افزا نقاب
جنت کو جائین گے لیے دوزخ کفا مین ہم
پہلے تیشہ مارتے خسرو کے لے شیرین دہن
حال دل کہنے کی ناسخ جو نہین پاتا بار
انتقام اسکا کہین لے نہ فلک ڈرتا ہون
عشق میں دل نے پھسایا تو ہوا غیر کو بیچ
دکھلا گیا کبھی نہ وہ چشم سیاہ کو
سر رگڑ دون آستان بت نازنین سے میں
فیلسوفی محتسب کی دیکھنا لے میکشو
بیشتر نشہ ایجاد سے بیہوش ہون میں

راستہ ہم نے نہ کوئی تیرا کھٹکا نا چھوڑا
کنج لحد مین شور قیامت مخل ہوا
ناسخ ہزار بار وہ پیمان گسل ہوا
کیون نہ دوانہ آجائے موسم سبز کے آغاز کا
یاد رکھ قاصد یہی ہے بس نشان کوے دوست
ہو چکی ہوگی ہزارون بار تسبیح
قبر فرہاد کو لازم ہے اُسی کا تعویذ
بہا لگا میں آشیانہ مرغ سحر ودر
مسجدون میں بیٹھے اپنی اپنی دوکان چھوڑ کر
لانا ہے رکھ کے مثل سبو جام دوش پہ
بعد مردن بھی نہ آنکھ اپنی پڑیگی حور پر
آشیانون سے نکل آئے کبوتر باہر
جیمین ہی ہو جاؤن عاشق چند روز اخیار پر
چاندنی مثل سفیدی رہ گئی دیوار پر
ناسخ رہی جو بعد فنا بھی وفا سے داغ
جی ٹکھوتے مفت اپنا ہوتے گر فرہاد ہم
پھینک جاتا ہے وہ اشعار ترے کوچے مین
جھوٹے وعدو نسے جو وہ شاد کیا کرتے ہین
نہین اپنے مین مروت جو ہے بیگانے مین
آنکھین مری سفید ہوئین انتظار مین
ہے جبین داغ سجدہ مٹادون جبین سے مین
توڑتا ہے شیشۂ میکش کی راہ مین
خم گردون بھی نہ تھا جیسے کہ مے نوش ہون مین

جو مجھکو یار نے مارا تو غیر کو کرو قتل
عزیز و اُس کے سوا اور انتقام نہین

عشق کا ہو درد اسے ناسخ نہ کیونکر لا دوا
زخمہاے تیر مژگان کا نشان ہوتا نہین

وہ اُدھر رخصت ہوا اُٹھا ادھر طوفان اشک
تیرتا جاتا ہی اُس قاتل کا توسن آب مین

ہم مست بھی ہین تارک لذات زاہدا
ایکدن تو دیکھ کیسی ہی تلخی شراب مین

صبح فرقت تیرگی مین شام سے کچھ کم نہین
چاند نکلا ہی افق سے نیر اعظم نہین

ہر کسی کا کام رکھتا ہی ادھورا آسمان
گر بہم پہونچا سر شوریدہ تو پتھر نہین

تو بھی ہون لاکھ گو ستم آسمان سے زار ہو نہین
اُلجھ گئے دامن محشر پھٹے وہ خار ہو نہین

ہوا اگرچہ سبک دشمنون کی نظرون مین
پر اپنے دوست کے دلپر ہنوز بار ہو نہین

بارہا بیٹھ کے کعبہ مین لنڈھائی ہی شراب
محتسب کیا ہی خدا کا ہمین جب پاس نہین

کیون اُٹھا لائے ہین ہمدم مجھکو ناسخ بعد قتل
چین سے لاشہ پڑا تھا کوچۂ سفاک مین

ہی جو یون مکروہ طبع پاک کو مضمون غیر
وصل کا مضمون شایان اپنے دیوان ناسخ مین

رحمت حق جوش پر ہی کیون نہ عصیان کیجیے
شغل بہتر میکشی سے ابر باران مین نہین

بھلا تکبر و غیبت سے زاہدا حاصل
یہ رند کیا ہی فرشتے گناہ کرتے ہین

رفعت کبھی کسی کی گوارا آسمان نہین
جس سرزمین کے ہم ہین وہان آسمان نہین

دھوکا نکھا ظرف وضو کو تو دیکھکر
مسجد ہی میفروش کی ناسخ وہ دوکان نہین

صبح محشر سے سوا صبح شب وصل ہی شیخ
آج ہی مجھکو زیادہ غم فردا ہم کو

دم اخیر تو کر لون نظارہ جی بھر کر
الٰہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو +

وہ شب تار سے تشبیہ ہمارے دن کو
تیرگی سے نظر آتے ہین ستارے دن کو

نہ کیون بندہ رقیبون کو جلائے اے بتو ہر دم
جہنم مین خدا بھی ڈالتا ہی اپنے دشمن کو

یون نزاکت سے گران ہی سرمہ چشم یار کو
جس طرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو

رحم آجائے اگر مور ان کوے یار کو
کھینچ لیجائین لحد سے میرے جسم زار کو

دعائے مرگ دے اُسکو تری جور و جفا شکر
مسیح آئے ترے بیمار کی جو چارہ سازی کو

بھولے نہ بعد مرگ بھی ہم رقص یار کو
ٹھوکر کی آرزو ہی ہمارے مزار کو

آئی شب وصال ہوئی صبح شام سے
ہوش اُڑتے ہین جو سُنتا ہون تری آواز کو
تیرے کوچے کے سوا ہو جو تمناسے بہشت
کیسی شب وصل آئی نظر شام و سحر ساتھ
خط نکل آیا دہان باقی ہے یان مضمون شوق
فندقوں نے گوری گوری انگلیان ہین مثل شمع
سے پرستو آؤ کرلین محتسب کو سنگسار
زار انتظار خط نے کیا اسقدر مجھے

یہ آدمی ہے کہ برسون جمال رہتا ہے
یہ پھک رہا ہے مرا جسم آتش غم سے
ٹھوکر ایک پاے حنائی سے لگایا چاہیے
داغ فرقت زیست بھر سوز جہنم بعد مرگ
یان سرگاوش توانائی کے عالم مین تھا
تنگ ہو کر جب کہا مین نے کہ مرجاؤن کہین
آتے آتے کیون نہ اُلٹے پاؤن پھلکے ور
باد کے مانند ساقی لے اُڑا پانی مجھے
آیا ہے صیام سلی الرغم محتسب
فرقت قبول رشک کے صدمے نہین قبول
فصل گل ہے چار دن ایام توبہ ہین مدام
لگی چاٹ مرے زخمون کو تسکین نہ ہوئی
دو بیار حسن ہیں بھچیں اگر اور بھی رہے
نہ ہوئے سیاہ ہوتے ہین تشبیہ کے لیے
ڈر تھا اثر کا اسکو سو وہ بھی نکل گیا

قسمت نے آفتاب کیا ماہتاب کو
کیا ترے پر دیے نسبت پر دہاسے سازکو
جاؤن دوزخ کو مرا حشر ہو شداد کے ساتھ
گھڑیالیون نے دونون بجائے ہین گجر ساتھ
دیکھیے کب ہو فراغت نامہ کی تحریر سے
ہے بجا تمثیل ناخن گیر کو گلگیر سے
بچ رہے ہین سنگ کچھ مینا نکی تعمیر سے
بچا نتا نہین سے مرا نام سر پہ مجھے
وگر نہ داکو یکشب کمال رہتا ہے
کہ طوق بھی مرے گردن مین لال رہتا ہے
پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے
ان بتو نکو کس توقع پر خدا یا چاہیے
کج جسم ناتوان کیون خار پاسے دور ہے
بدگمان سمجھا کہ اس کو اشتیاق حور ہے
صبح ڈرتی ہے کہ سن میری شب دیجور سے
کشتی سے ہوئی تخت سلیمانی مجھے
روزے سے شلیسے سر بازار توڑیے
کیا آئین ہم رقیب تری انجمن مین سے
عمر بھر اسکے میکشو باب اجابت بانے
ہو گئی یار کے گنتے ہی نمکدان خالی
ہستی کی طرف منھ نکرے کوئی عدم سے
مضمون ڈھونڈھتا ہون اگر اسکے خال کے
نادم ہوا ہون منھ سے مین نالہ نکال کے

مشرق سے کانپتا نہیں نکلا یہ بے سبب / خورشید ڈر گیا ترے روز سیاہ سے

دھوئی کیوں اشک کے طوفان سے لوح محفوظ / سرنوشت اپنی ہی تاثیر نے مٹائی ہوتی

شوق مے نے کر دیا اس درجہ مجکو بیحواس / محتسب سے راہ پوچھی خانۂ خمار کی

اے مؤذن کر دعا جائے اذان / وصل کی شب اور کوئی دم رہے

وصل کو لکھا ہی تاثیر درد عاشق کی دوا / دل ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہی

دامن اگر نہ غنچۂ محشر سنبھالتا / چلنا محال تھا اسے دامن کے بوجھ سے

میرے لاشے کے وہ ہمراہ لحد تک ہوئے / اے اجل تیرے قدم مجکو مبارک ہوئے

نثار تخلص عبد الرسول از موزونان اکبر آباد است و معاصر میر و سودا اوراست

ہاتھ سے ان خامہ نویسوں کے نکل جائینگے ہم / یہ گریبان دامن صحرا کو دکھلائینگے ہم

ہاں مرو کی جو مہربانی ہی / یہ مدد ہم پر آسمانی ہی

اس کے عارض کو دیکھ جیتا ہوں / عارضی میری زندگانی ہی

جب حرف محبت کے باہم سے گئے گذرے / ہم تمسے گئے گذرے تم ہم سے گئے گذرے

تم انجمن میں رات عجب آن سے گئے / بسمل کئے پڑے ہیں کئی جان سے گئے

نثار تخلص نثار علی بلگرامی مردے است عاشق مزاج اوراست

اترے فلک خاک سے یوسف زمین سے نکلے / ممکن نہیں کہ تجھ سا کوئی کہیں سے نکلے

بوسے کے بدلے گالی شیریں لبوں سے پائی / یہ بھی نصیب اپنے زہر انگبین سے نکلے

نثار تخلص محمد امان فرزند سعادت اللہ معمار گویند کہ بنائے جامع دہلی از پدران اوست وے نیز در فن تعمیر دست خوشی داشتہ کسب این فن از خدمت شاہ حاتم کردہ است

اس ابر میں وہ ساقی گلفام نہ آیا / کیا یار جو یاروں کے کبھی کام نہ آیا

چھوڑ کے تنہا مجھے جب کہ وہ گھر جائیگا / جان ادھر جائیگی وہ یار ادھر جائے گا

اسکے پاؤں سے لگی رہتی ہی دن رات حنا / خوب دنیا میں بسر کرتی ہی اوقات حنا

اے محتسب نظر کی تو نے اگر سبو پر / سنتا ہی مر مٹینگے ہم اپنی آبرو پر

نامے کو مرے پڑھکے پٹک دے ہے زمیں پر / دیکھی رقم شوق کی تاثیر تو کیا خاک

خوبی میں ترے حسن کے کچھ حرف تو کب ہی — لیکن یہ ذرا خط ہی سو اصلاح طلب ہی
زخمی کو محتسب کی ہر طرح سے راحت ہی — گر نون بھی تو چھڑکے تو سنگ جراحت ہی
مجھ میں اور اُن میں سبب کیا جو لڑائی ہوگی — یہ ادائی کسی دشمن نے اُڑائی ہوگی
گردش کا اُس نگاہ سے اب طور اور ہی — اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے
صورت موافقت کی کبھی سوجھتی نہیں — صاحب کی وضع اور ہم اطوار اور ہے
اُس آئینہ طلعت کی اب مجھسے یہ صورت ہی — ظاہر میں صفائی ہو باطن میں کدورت ہی

نجف تخلص میر نجف علی از قدماست اور است

کس طرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانوں کو — ربط ہوتا ہی پریشان سے پریشانوں کو

نجات تخلص سید زین العابدین گویند کہ در فارسی ید طولی دارد علی الخصوص در قصائد
و گفتار فارسی او در نظر نیست گاہی بفکر ریختہ ہم پرداختہ اور است

یاں تلک سر کو پٹک ہجر میں توڑے پتھر — کہ نہیں دامن کہسار میں چھوٹے پتھر
آنکھیں پتھرا گئیں تیرہ میں ٹپکتے آنسو — بل بے ہجران تری قساوت کہ نچڑے پتھر

ندرت تخلص مرزا مغل نام از ہشیاران ست اور است

تجھے تو پاسے تخت عیش ہی نقش قدم اُسکا — بڑی دولت ہی ندرت جو میسر ہوئے پابوسی

ندیم تخلص مرزا علی از مرثیہ گویان مشہور است و شریک دورہ میر ضمیر و مرزا دبیر بود با ہر دو زیستہ از دست

جدائی میں ترے ہم کیا کہیں کس طرح جلتے ہیں — بجائے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں

نزہت تخلص مرزا احمد بخدمت نامہ نویسی در سرکار نواب اعتماد الملک قیام داشتہ اور است

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا اُٹھا نہ گیا — ایک قصہ تھا گریبان کے سلوانے کا

نزاکت تخلص مہ جلوہ مہر تمثال نادر الحسن بدیع الجمال جانواز دلارام رجو نام
اصلش از بلدہ نارنول وارد آوان صبا جلوہ فرماے شاہجہان آباد است و رونق
افزای این شہر فرخندہ بنیاد شاہ بیت شیرین و دلبریست نمکین از شعشعہ عذارش
تابان خورشید خجل و از جلوہ قامت زیبایش شمشاد پا در گل غنچہ از لب خندانش
طرز تبسم آموختہ و شمع از عارض رخشانش چہرہ برافروختہ نسیم گیسویش عطربیز تر

از باد بہاریست وشمیم مویش رنگ ریز تراز نافہ آہوان تتار خجستہ روئے وخجستہ خوئی وخجستہ کام خوش ترکیب وخوش حرکات وخوش خرام تازہ گل گلشن جوانی است ونورسیدہ ثمر باغ زندگانی ور گلستان حسن سرولیست نوخاستہ وباچنین صفات ظاہر بمحاسن باطن آراستہ از حسن صورتش چگویدکہ بمعنی صد چندان ازان است ابتدائی فکر وجودت ذہن ودرستی فہم وحید عالم ویکتائے زمان طبع لطیفش بمقتضائے فطرت بکسب فنون کمال مالوف است وبحسب سرشت از اوضاع ناپسندیدہ نفور وبیجا پائے ہر صنعیہ مشغوف از زیرکے وفطانت وشوخی ومتانت بکلی بہرہ ور واز آئین درمندی وبیدردے ووفا پروری ودبیر جمی بخوبی باخبر گاہ گاہ بفکر سخن میپرداز دابیات دلکش منظوم میسازد طرز کلامش نیکوست واین چند شعر از وست

بسکہ رہتا ہے یار آنکھوں میں +
ہے نظر بیقرار آنکھوں میں

محفل گلرخان میں وہ عیار
لے گیا دل ہزار آنکھوں میں

سرمہ خاک پا عنایت ہو
آگیا ہے غبار آنکھوں میں

کہیے جو رقیبوں سے برائی تو کہے وہ
ہے وہی وفادار جو ایسوں سے نباہے

پڑا ہے خون دل سر سے قدم تک جابجا میرے
بنایا تھا مجھے گویا کہ خاک کوے قاتل سے

کہتا ہے آپکی بھی ہے کیسا عاشقی غلط
گر کہیے تیرے عہد میں الفت نہیں رہی

کیا کیا عذاب اٹھائے ہیں اندوہ عشق کے
جز نام اب تو کچھ بھی نزاکت نہیں رہی

ہوں نزاکت وسلے کو کیا ذکر
دم رخصت ترے سنبھال سکے

کیوں نہ میں قربان ہوں جب وہ کہے ناز سے
ہم کو جفا کا ہے شوق اہل وفا کون ہے

مرے شوق پنہاں کی تاثیر دیکھو
کہ دلدار بھی دلربا جانتا ہے

نزاکت ہوں سرنا توان محبت
لطیفہ مرے نام کا جانتا ہے

نامنصفی اور اسے بت بیداد گر ایسی
چاہت تری غیروں کو بھی ہوگی مگر ایسی

حرمان ہے اگر چاہ کی تقدیر تو ظالم
تقصیر نہ ہوگی کبھی بار دگر ایسی

ہم نے بھی دشمن کو چھپا نا ہی تھا قاصد
کہتا ہے کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

نسیم تخلص گلزار علی نام شرف الدین مسرور گوید که از پدرش کسب سخن میکرد از کلام اوست

جب تک گئے تو مجھے اب کہین تلاش
غیر لیے ساتھ اس کو تو سارے تپاک ہین
اے دل لے کیا کرون کہ ہے وہ رشک حور دل
اک ہم ہی لے نسیم اڑانے کو خاک ہین

نسیم تخلص مرزا راجہ گلزار نائکہ بہادر نبیرۂ راجہ رام ناتھ بہادر متخلص بہ بود متوسلین نیشاپور اعزہ علی آمدہ پیشکاری نظارت دربار سلطانی ابا عن جد متعلق بوے بوده دو سال است

که ازجهان رابدرود کرده از نتائج افکار اوست

قتل ہاتھوں سے ترے عاشق رنجور ہوا
درد سر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا

نشاط تخلص مولوی الٰہی بخش از اہل علم و دانش است خانہ در قصبہ کاندہلہ دارد کسب فنون علمی از خدمت مولانا عبد العزیز طاب ثراه نموده و امتیاز تمام یافتہ سیاقتیہ

بے بدل است از وست

تیغ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارا ہو جائے
آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے

نشاط تخلص الٰہی سنگھ عرف بسنت سنگھ کایتھ فرزند سندر داس کہ متصدی دفتر خالصہ

شریفہ بود خود را شاگرد انشاء اللہ خان میگوید از وست

کوئی تڑپے ہے مارا چشم کا اور کوئی قامت کا
ترے کوچے مین ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا

پانوں تک دسترس کہاں ہے نشاط
ہاتھ سے ہاتھ لگ نہیں سکتا

ہو اجازت تو ذرا کیجیے دم سایہ مین
تیرے دیوار کے آ بیٹھے ہین ہم سایہ مین

تڑپوں ہوں دیکھنے کو ہے وقت آخری یہ
وہ آگئے یا نہ آئے یار دیکھا تو دیکھو

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین سجادہ نشین یکے از خلفاے شاہ صدر جہان علیہ الرحمہ والغفران است از مدت شصت سال بمشق ریختہ است باکثر معمورہ ہاے مشہور مثل لکھنؤ و حیدرآباد وغیرہم مکرر رفتہ و با شعراے شہر ہر دیار دیر خوردہ و مطارحہ و مشاعرہ کردہ و با شعراے نامبردہ آوردہ ہنگام قیام جہان آباد بتاریخ پانزدہم و بیست ہر ماہ محفل مشاعرہ منعقد میسازد و زمین ہاے سنگلاخ طرح میکند با فقیر تعارف و شناسائی دارد مرد نیک و صاحب صفات حسنہ است از وست

پشت لب پر ہی ترے یہ خط ریحان ایسا
منہ تو دیکھو ن لکھے یاقوت رقم خان ایسا

نکلے تھی دم تیشہ زنی سنگ سے آواز
فرہاد یہ دشمن ہو تری جان کا لوہا

قیامت آپ کا قد اس کی دلپذیر ہوا
چھڑی لے سرو چمن بیٹھ فقیر ہوا

کمان و تیر نمط ربط تھا مجھے اس سے
جب اس نے آپ کو کھینچا مین گوشہ گیر ہوا

خود بخود طاق سے شیشہ جو گرا اے ساقی
روح تھی کس کی یہ مینا سے نہ اب مین بند

قدم نہ رکھ مرے چشم پر آپ کے گھر مین
بھرا ہی نوح کا طوفان حباب کے گھر مین

کبھو نہ اس رخ روشن پہ چھائیان دیکھین
گھٹا کین چاند پہ سو بار چھائیان دیکھین

سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو
اس دوستی کو اپنی بالاے طاق رکھو

دیجے دل مین کیون جگہ اس آہ بے تاثیر کو
جس مین پیکان بھی نہو رکھتا ہو کیا اس تیر کو

یہ عالم اس کے خط سبز نے دکھایا ہی
کہ جس کو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہی

شوق نظارہ ترا کھینچ کے لایا تھا اسے
گرچہ تھی قیس کے پانون مین سلاسل بھاری

دیکھ لیتے جو اٹھا کر ترے کیا ٹوٹتے ہاتھ
لیلی ایسا تو نہ تھا پردۂ محمل بھاری

دل کا کیا مول بھلا زلف چلیپا ٹھہرے
ترے کچھ کا نہ گرہ مین ہو تو سودا ٹھہرے

جنبش لب پہ قیامت ہی کہ جی اٹھے ہم
آج اک بات مین ہم رشک مسیحا ٹھہرے

دل یہ کہتا ہی کہ مت یاد بتان دلواؤ
چھٹنے کا ڈر ہے پھر آپ مزا دیکھین گے

دیکھنے بیٹھا جو وہ مہ اپنے گھر کی چاندنی
جب تلک بیٹھا رہا ہرگز نہ سرکی چاندنی

ابر پردہ آنکھ یا سے لڑتی ہی رات سے
تار نگہ کو رشتہ ہی چاک قنات سے

نظیر تخلص شیخ ولی محمد اکبر آبادی خانہ در جوار روضۂ تاج گنج کہ بیرون شہر مذکور است دارد بحلق مثلها فی البلاد کہ در خصوص باغ [illegible] آمدہ است شہرۂ جہان گشت در ثنای این گلستان ہمین معنی برزبان آمدہ می گویند کہ نظیر در حلم و خلق و انکسار بے نظیر روزگار است بتعلیم صبیان بسر میبرد کم مدت است کہ ازین خاکدان بروضۂ رضوان رفتہ اشعار بسیار دارد کہ برزبان سوقیان جاریست و نظر بآن ابیات در اعداد شعرا نشاید شمرد اما برعایت ابیات منتخب قطع نظر کردہ شدہ است

سبھو نکو ہے ہین خوناب دل پلانا تھا
فلک ہمین یہ تجھے کیا یہ زہر کھانا تھا

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کرین گے فریاد
وہ بھی کمبخت ترا چاہنے والا نکلا +

داغ مرنے کا وہی ہی دم جائے جس کو آہ
موت آ پہونچی شتاب اور یار آیا دیر کر

سر چشمہ بقا سے ہرگز نہ آب لاؤ
حضرت خضر کہین سے جا کر شراب لاؤ

عشق پھر رنگ وہ لایا ہی کہ جی جانے ہی
دل کا یہ رنگ بنایا ہی کہ جی جانے ہی

ہین دست و گریبان ہون دم باز پسین سے
ہمدم لیے لاتا ہی تو لا جلد کہین سے

کچھ نہ دیکھا ہم نے جز بیداد تیرے ہاتھ سے
لے مرے بیداد گر فریاد تیرے ہاتھ سے

نظیر تخلص گنپت راے ہندو ہے است شاگرد شاہ نصیر اور است

کیا زرد ہوئین عشق کے آزار سے آنکھین
ہم چشم ہین اب نرگس بیمار سے آنکھین

نظیر تخلص شخصی است در بنارس خود را شاگرد سودا میگوید از کلام اوست

تا ایک نظر دیکھے تجھے لے مہ تابان
رہتا ہی سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم

نظام تخلص نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر ہست جلیل القدر امیریست عالی شان حالش مستغنی از شرح و بیان مرزا رفیع سودا در از تخاگستر انست قصیدہ کافیہ کہ بطلاق تمام در مدح وے گفتہ مشہور و برزبان خاص و عام مذکور است و ایشان را در اکثر اصناف سخنہا ہی موزون است میر شمس الدین فقیر والد و اختانی در خدمت ایشان ندیم بودہ این اشعار پاکیزہ نتیجہ طبع ایشان است

اعجاز لب اس کا دم عیسا سے نہین کم
وہ پنجہ سیمین ید بیضا سے نہین کم +

ستی وہم کو کیونکر کوئی ثابت کرے وہ
مضمون کمر یار کا عنقا سے نہین کم

نوازش تخلص نوازش حسین خان المشتہر مرزا خانی نبیرہ نواب ناصر خان از تلامذہ میر سوز است و صاحب دیوان دیوانش بنظر نیامدہ اور است

نہ باتون باتون مین بات نکلے اسکی شاید لب لپٹتے ورنہ
عزیز و حبیب تا بجانا نوازش کسی کو لیتے نہین نہ دیکھا

مرے چشم خونبار کے کرو اسے
نگاہ چاہے گرار غوانی دوپٹا

یہ بل کرتا ہی تو نوک مژہ کی آبداری پر
تجھے بھی طنطنہ کتنا ہی اتنی سی کٹاری پر

مجھے رونا نہ اپنے حال پر کس طرح سے آوے ۔ نوازش برق بھی ہنستی ہی میری بیقراری پر
یہ سانس ہی پیکان ہی نشتر ہی کہ دل ہی ۔ کانٹا سا کھٹکتا ہی یہ کیا دیکھیو ہم مین
اُس تند خو سے بوسے مین نے بصد سماجت ۔ جب سو بچاس ملنے لگے تب تین چار ٹھہرے

نیاز تخلص مولوی نیاز احمد صوفی مشرب است صافی طینت در بریلی سکونت دارد ازوست

وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی ۔ سو کشش نے دامن ناز کی اُسے بھی قدمین سے مٹا دیا
مجھے چین خواب عدم مین تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال ۔ یہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا مین پھنسا دیا
صبر و قرار و شکیب طاقت و تاب و توان ۔ اور تو سب چل بسے رہ گئی اک جان تو
ہجر کی جو مصیبتین عرض کین اُس کے روبرو ۔ ناز و ادا سے مسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو

نیاز تخلص میر محمد نام اکبرآبادی تعلیم اطفال شیوۂ اوست ازوست

کہان ہو دسترس اپنی جو پہونچے تیرے دامان تک ۔ نہ پہونچے ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنے گریبان تک

حرف الواو

وصف تخلص حسن بخش خان اعظم الدولہ اورانی عم و شاگرد خویش نوشتہ ازوست

آتا ہی دل مین چاک گریبان کیجیے ۔ صحرا کے آج چلنے کا سامان کیجیے

واصل تخلص محمد واصل سرخیل حجاب مشاعرے سلطنت است ازوست

سرگرم ناز کیون نہو وہ رشک آفتاب ۔ عالم مین اُس کے حسن کا بازار گرم ہی

وجیہ تخلص نواب وجیہ الدین خان بہادر لعین برادر حسام الدولہ نواب حسام الدین خان بہادر است کہ سرخیل کارپردازان شاہی بودہ شعر را بر فاخر مکین گزرانیدہ در فارسی بہ این تخلص میکرد

این بیت از افکار اوست

تسکین نہ درد دل کو کہ آج ہو نہ کل ہو ۔ اے یار جیکی ہر وہ ہی بسے تو کل ہو

وحشت تخلص از شاگردان جعفر علی حسرت است دیگر حالش معلوم نشد ازوست

آہ آگے تو نکلتی تھی جگر سے باہر ۔ اب جگر نکلے ہی خود دیدۂ تر سے باہر

وحشت تخلص میر ابوالحسن از اہالی بلدۂ مینو سواد جہان آباد است ازوست

مین نے شروع نزع مین کی تھی اُسے خبر ۔ پہونچا تو اُس گھڑی کہ مرا کام ہو گیا

واقف تخلص درویشے بود در فیض آباد فی الواقع اشعار عجیب دارد او راست

سرد ہی بازار خوبان گرم بازاری نہین	کتنے یوسف دیکھتا ہون پر خریداری نہین
خوبرو ہوسکے باوفا ہووے	مین نہ مانون اگر خدا ہووے
عشق مین کیا فضل و ہنر چاہیے	آہ مین تھوڑا سا اثر چاہیے
صبح پر وصل یار کی ٹھہری ++	ہاے پھر انتظار کی ٹھہری

والہ تخلص از ہندوان فیض آباد است بدہلی ہم آمدہ او راست

اعجاز لب اس کا دم عیسا سے نہین کم	وہ پنجۂ سیمین ید بیضا سے نہین کم
معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے والہ	مضمون کمر یار کا عنقا سے نہین کم

والہ تخلص رحمت خان نژادش از کشمیر است دوسے درین معمورہ ساکنے و در لکھنؤ بدارو غگی اخبار انگریزی امتیاز داشت آبایش با وقع و وقار بودہ اند بفارسی ہم فکر میکرد و آنجا ثاقب تخلص دارد او راست

گنے جو بندون مین اپنے تو ایکبار مجھے	تو خلق مین ہو خدائی کا اعتبار مجھے
ہے عیان جلوہ ترا انسان کی تصویر سے	صورت معنی ہے ظاہر لفظ کی تحریر سے

وحشت تخلص غلام علی خان خلف الصدق میر فرحت اللہ خان داماد مولانا محمد رشید الدین خان غفر اللہ لہما از دودمان کریم است و از اکابر زادگان فخیم مولدش مراد آباد و در بنارس و شاہجہان آباد نشو و نما یافتہ بالفعل بمناصب ممتاز انگریزی در بلدہ شہر بسری بر دماہ منیر اوج سخن سنجی و سخندانی است و مہر انور فلک مضامین و معانی گلہاے فکرش دستۂ بزم گلرخان را شاید و جواہر نظمش آویزۂ گوش یاقوت لبان را بایدش بے صولت کلامش کہ از زبان حسود ہجواست بجاے طعنہ نعرۂ احسنت خیزد و خوبی ذوق گفتارش کہ در و مہر خندہ شراب از دہان اعدا ریزد عرصۂ نظم پامال کردۂ ترکتاز رخش اوست انصاف اینست کہ گوئے فن شعر در نخجش اوست و قطع نظم ازین با وجود حداثت سن و عنفوان شباب در اکثر کمالات جاہی بلند و مکانتی ارجمند دارد و ہم بمقتضای سن از رموز عشق ماہر و آشفتگی از سیمایش ظاہر دست سراپا داد فاق

است و مخلص دور از نفاق سالہاست کہ من و او نرد محبت باختہ ایم و در ششدر جہت و ششش آوازہ یگانگی و یکدلی انداختہ از گرامی شاگردان مومن خان است و این اشعار از کلام آن نکتہ دان

وقت مضمون سے لکھا ہے مری تقدیر کا
کھل گیا اس پر کہ یہ خط ہے اسی دلگیر کا

بسکہ رنج افزائے طبع نازک جانان نہین
آسمان پر ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا

اس نے دکھلایا جو خط غیر منحرف ہو گیا
ہاتھ آیا اپنے یہ نسخہ نیا اکسیر کا

تھی نہ بس مرضی قاتل تو جدا زندہ ہوا
روز محشر سب بے تن تن سے بے سر میرا

غیر سے گر نہین بے پردہ ہوے ہو تو پھر
آپ کا بندہ یہ کیون روزن دیوار ہوا

ہے منا ہی کہ نہ کھینچے کوئی عنوان کی شبیہ
اسقدر اب مری صورت سے وہ بیزار ہوا

دل ترا سنگ ہے پر رنگ نہ نکلی لگا ہے
رخ ترا آئینہ ہے پر کبھی حیران نہ ہوا

آیتین حرمت صہبا کی سناتا ہون انہے
ذکر سن سن کے رقیبون کی سے آشنائی کا

منفعل شعف جو ایسے ہوے ایسے کہ نہ پوچھ
طوق آہن جیسے مجھے گریبان نکلا

سارے عالم سے صفائی ہوئی اپنی وحشت
کیا مکدر نہین وہ آئینہ رخسار ہوا

میرے مرنے کی خبر غیر کو یون دیتے ہین
مر گیا وحشت جانباز تری جان سے دور

ایدل آسان نہین جور اٹھانے اس کے
نوجوان یار ہے وہ کچھ فلک پیر نہین

اڑ چکا ہے جو یہ شدت سے قلق کی بالکل
رنگ رخ مین مرے اسواسطے تغییر نہین

مجکو کثرت نے گناہون کی بچایا کہ وہان
ایسے مجرم کی مقرر کوئی تعذیر نہین

جو بچاتا ہو کہین کوچۂ جانان کے سوا
ایسے دیوانے کو کچھ حاجت زنجیر نہین

دل مین عدو کے بڑھ گئی کیا الفت آپکی
کچھ ان دنون مین پہلے سے لطف و کرم نہین

سن سن کے مجھسے شکوۂ لطف عدو کہا
ان کو تو کچھ بھی رشک جفا و ستم نہین

ناصح یہی تو عین محبت کی بات ہے
ان کو جو میرے مرنے کا ہجران مین غم نہین

جوش وحشت سے یہ حالت ہے کہ سایہ مجھسے
یون گریزان ہے کہ سایہ سے گریزان ہو نہین

پھرنے وحشت مرے دن پھر کے جو دیکھا اسنے
گردش چشم ہوئی گردش دوران مجکو

ہین تو مین سچ تو یہ ہی دشمن نہ بدلے اے فلک
مین تو انسان ہون یہ بیتابی دل ہی وہ بلا
گرم غمخانہ ہی اتنا آہ آتش بار سے
پردہ جانان کہان مجکو نصیب اے بوالہوس
بلوا بوالہوس کو بھی ہوا شوق شہادت اندنون
سنے تکلف آئے وہ بہر تماشا وقت نزع
ناز و شوخی دیکھنا کرتا ہی صرف بزم سور
نازکی سے کب طاقت ناتوانی دیکھنا
دیکھون کیا سوے بہشت آنکھین مری
کیون نہ باطل سمجھون اقرار وفا
خط کے آنے سے گئی شرم سخن
نالہ میرا وہ وشب سن سن کے عادت ہو گئی
بزم مین ہر دم گرین کیو نکر نہ ہم اغیار پر
سو گلشن ہی اسی سے خفا مت ہو پسند گو
گذرا اس اغنیا و محبت سے مین خدا
کہین مورد جفاے یار کے ہم ہون نہ بعد اسکے
تیر پہ تیر ناز کا دل پہ مرے گذار تھا
اس اوج تک تو سیل سرشک اپنا جا پھرا
سانس بھی سینہ مین اب کھٹکے ہی میرے پھانس سی
اس پاے حنائی پر رکھتا ہون جو مین سر کو
تھکا ہی منزلون کا یا پیام پاس لاتا ہی
حاجت تیر و کمان ہی سخت جانو نکے لیے
ہو گرفتاری سے میری سارے عالم کی نجات

ملگیا اس کا ڈوپٹہ چادر مہتاب سے
ہجر کی شب خواب اڑجاتا ہی فرش خواب سے
بھاگتی ہی دھوپ میرے سایہ دیوار سے
حیرت آئی ہی ہجوم حسرت دیدار سے
اڑگئی ہی آب کیا ظالم تری تلوار سے
کام آسان ہوگیا پان مردن دشوار سے
وہ ستمگر لے کے میرا خونبہا اغیار سے
جان آتی ہی نگاہ نرگس بیمار سے
اٹ رہی ہین خاک کوے یار سے
سحر ٹپکے ہی تری گفتار سے
آشنا طوطی ہوا زنگار سے
اہل عالم اب نہین مرنے کے بانگ صور سے
ہی یہ مستی نگاہ نرگس مخمور سے
گالی مین ان لبون سے جو آیا مزا مجھے
مجھسے چھپائین کاش وہ الفت رقیب کی
مرے مرجانے کا اغیار کو اسواسطے غم ہی
رخنہ زخم ہر خدنگ دیدہ انتظار تھا
جس مین کہ ابر چون کف دریا بہا پھرا
کیا ہی زور دن پر چڑھی ہی ناتوانی اندنون
کس ناز سے وہ ہنسکر کہتا ہی کہ بس سر کو
آلہی خیر کچھ نامہ بر بھی سست آتا ہی
قتل کو میرے ذرا ابروے پر بل در کار ہی
شور و نالہ سے مرے ہر شخص شب بیدار ہی

اُٹھانے کو کسی نے پھر نہ میری آستین پکڑی | برنگ نقش پا اُس در پہ جب مین نے زمین پکڑی

وحدت تخلص جمعیت رائے از کایتان میرٹھ است او راست

ہر دم ہی عندلیب کو اب عزم نالگی | فصل بہار آتی ہی اس کو ہوا لگی

وزیر تخلص خواجہ وزیر از اہالی بلدہ لکھنؤ و از تلامذہ شیخ ناسخ است عزیزی
این ابیات بنامش خوانده بود

ہر چشم شہسوار عجب خواب ناز ہے | فتنہ تو سو رہا ہے در فتنہ باز ہے
ایک عالم نے جبہ سائی کی | اے بتو تم نے بھی خدائی کی

وزیر تخلص وزیر علی خان است کہ نواب آصف الدولہ مغفور ویرا بفرزندی برداشته
داستان جانشین شدنش بعد وفات مرحوم مذکور بخلاف اہل فرنگ و عزل کردن
ایشان او را از ان منصب و طرف شدن وے با ایشان و ادنا سازی بخت طالع
بدست ایشان افتادن مشہور است از ان اعراض رفت ہنگام اسیر شدن این مطلع
را گفته بود فرد اُٹھ گئے محفل سے سارے یار او ریل چل پڑی ‧ کلے خلل انداز گردون
اب تو تجھکو کل پڑی ‧ این بیت او راست

بعد رنجش کے مزا ملنے سے کچھ حاصل نہین | گر تمھین الفت نہین اپنا بھی اب وہ دل نہین

وسعت تخلص مستقیم خان افغان از تلامذہ قدرت اللہ شوق از اہل رامپور است او راست

ولے قسمت ایک گالی کی ہوئین تو تین چار | وقت گفتن جب زبان پر اسکے لکنت آگئی

وصال تخلص نصر اللہ خان فرزند حکیم ثناء اللہ خان فراق از ماہران فن طب ست
مردیست صلاحیت شعار گزیده اطوار کسب سخن از پدر کرده او راست

آئینہ گھورنے کو سب سے نرالا نکلا | منھ تو دیکھون یہ بڑا چاہنے والا نکلا

والا تخلص مظہر علیخان فرزند سلیمان علیخان وداد کہ از شعرای مشہور پارسی است نسبت
تلمذ بہ میر نظام الدین ممنون کرده او راست

یوسف کا جو نقشہ در و دیوار پہ کھینچا | کیون تو نے زلیخا شہ دل زار پہ کھینچا

ولی در زمان عالمگیر پادشاه بوده اختلاف است درینکہ اول کسیکہ بہ ریختہ سخن کرده

اوست یا پیشتر ہم فکر درین زبان شائع بوده و بتحقیق تقدیم ثانی بر اول است توفیق آنست که تا زبانش دیگرے برتبۂ او نرسیده و موجد گفتنش را علت ہمین باشد اگرچه بزبانیکه او در اردو زبانیکه درین زمان رائج فرق خورشید و ماه و شب و روز است گویا میتوان گفت که این ہر دو یکزبان نیست اما بہمه حال حق استادی وے بر جمیع اہل نظم ریخته ثابت باشد و عدول بعید از عدل و بہ انش ملاحظه شده قطع نظر از محاورات بعض جا مضمون مناسب می یابد این اشعار از ان التقاط یافت

طاقت نہین کسی کو کہ اک حرف سن سکے	احوال گر کہون مین دل بیقرار کا
لٹکی ہماری طرف تیغ تانے لے	اس شوخ کو خیال اگر ہے شکار کا
مسند گل منزل شبنم ہوئی	دیکھیو رتبہ دیدۂ بیدار کا
جنون عشق ہوا اس قدر زمین کو محیط	کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر
دور نگی سے ترے اے سرو رعنا	کبھی راضی کبھی بیزار ہین ہم
خط کے آنے نے خبردار کیا گلرو کو	نشۂ ہوش ہے اس بادۂ ریحانی مین
اک دل نہین آرزو سے خالی	ہر جا یہ محال اگر خلا ہے
مرا دل مجھسے کرکے بیوفائی	پسند خاطر خوبان ہوا ہے
ترک کرے رقیب فرعونی	آہ میری عصاے موسی ہے

ولی تخلص مرزا ولی محمد اصلش از دہلی است در مرشدآباد سکونت داشته او راست

کبھی جو زلف اٹھا دے تو منھ نظر آوے	اسی امید مین گزری ہے صبح و شام ہمین
پہنے قبا چمن مین جو وہ یار واکرے	لے برگ گل کو ہاتھ مین پنکھا صبا کرے

حرف الہا

ہادی تخلص میر جواد علیخان از رفقاے عماد الملک مغفور بوده آخر الامر منزوی و در ۱۲۱۵ بگور آرمیده دیوانی ازو یادگار است این اشعار از آن انتخاب یافت

تو نے پہچانا نہ یار اس کو تغیر حال سے	ورنہ کوچے مین ترے ہادی مکرر ہو گیا
کچھ آج شگفتہ ہے بہت رنگ رخ گل	صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا

ہے حشر یقین ہم کو صنم جب سے خدا نے
آشوب قیامت تری قامت سے دکھایا

کیا ہو کس کی سے مجھے یاد زلف سے بیمار
کہ پیچ و تاب میں ہو تار تار بستر کا

چمن میں ہادی نازک مزاج جب آیا
لیا جنون نے رگ گل سے کام نشتر کا

وے زندگی اپنے سے نہ خاطر کو تعلق
دلدادہ پشیمان ہو یار سفری کا

کیا مضایقہ اس میں ہم بھی گر ہووے رسوا
شوق تھا بڑا ہم کو اپنے خود نمائی کا

نہ تجھسے ہادی کا شکوہ ہے کچھ نہ سودا کا
بلاکشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا

محمل لیلی دل مجنون ہی تھا پھر کیون عبث
در پئے ناقہ ہوا سرگشتہ کیا دیوانہ تھا

دل ہوا آگے نہ ہادی سُن کے حال رفتگان
بلکہ ہر خواب غفلت یہ بھی ایک افسانہ تھا

اندیشہ کچھ نکر مری فریاد و آہ کا
فریادرس ہے کون ترے دادخواہ کا

مرے اعمال بد کی شامت سے
روسیہ مفت ہو گیا کاغذ

ہادی لحد پہ شمع بجھی اور جلی پر آہ
آیا نہ میری خاک پہ وہ گلبدن ہنوز

حالت خستگی و ضعف ہوتا اُسپہ عیان
خط کے ہمراہ ہمین بھیجنا تصویر ہو شرط

اُٹھتا ہی جائے نالہ مرے دل سے اب اغیار
اس خاکدان مین آہ مکدر ہون یان تلک

صدقے ترے ہوکے مرگئے ہم
کرنا یہی تھا جو کر گئے ہم

خندان خندان جدھر پھرا وہ
گریان گریان اُدھر گئے ہم

ہم تو مدت سے مرگئے ہادی
یار کو اب تلک خبر ہی نہین

کسی پہ ہوگی ہرگز پس مرگ یہ عقوبت
کہ جو زندگی مین ہم پر ہوئے ہین عذاب کچھ بین

یان تو نالے نے جگر آب کیا ہے ہادی
پر خدا جانے کہ اُس دل مین اثر ہے کہ نہین

جی مین حسرت رہے زخم کی تیرے قربان
قتل کے بعد بھی ہے جستجو وار کئی

ہاشمی تخلص میر محمد ہاشم باشندہ لکھنو از شاگردان سودا است اوراست

مراسو بار اُس تک نامہ پر آرزو ہو پہنچا
اُدھر سے پر جواب صاف ہو پہنچا جب کچھ ہو پہنچا

دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا نکہت سے سنبل کی
مشام آرزو مین تو کسی کاکل سے بو پہنچا

ہاشمی تخلص حالش معلوم نشد مگر اینقدر کہ وطن اصلی وے معمورہ جہان آباد است از دست

نشہ مے میکشو نکے کیا فلک سر پر اٹھایا ہی
کہ مست ابر سیہ ہو کر چمن مین جھوم آیا ہی

مجھے تھا دھیان زلفونکا جو وہ خورشید رو آیا
خدا لے غم کی برا تو نہین خوشی کا دن دکھایا ہی

ہدایت تخلص ہدایت خان عم ثنا اللہ خان مرحوم کہ بفراق متخلص بود از مریدان و شاگردان مغفور خواجہ درد است طبعش بفنون نظم قادر و از نکات دغو امض آن فی الجملہ ماہر در سنہ ۱۲۱۵ ازین جہان فانی بعشر تکدہ جاودانی نقل کرد این اشعار از دیوانش ثبت شد

نہ رحم اسکے ہی جی مین نہ دل مین اپنے صبر
ہماری گذرے گی کیونکر الٰہی کیا ہوگا

دیکھ اُس کے چشم مست کو دل تو بہک گیا
بس میرجان دو ہی پیالون مین چھلک گیا

ناتوانی کا بھی احسان ہی مری گردن پر
کہ ترے پائون سے سر مجکو اٹھانے نہ دیا

چاہا مین درد دل کہون پر اُسکے روبرو
جیون زخم یکدگر لب اظہار مل گیا

جسدم زبان پہ یار ترا نام آگیا
کچھ دل کو چین جان کو آرام آگیا

کٹتی ہی نہین یہ ہجر کی شب
یارب کیا آج سو گئی صبح

سینے کے تیرے کھلتے ہی اے میرجان بند
آئینہ ساز کر گئے اپنی دوکان بند

مین چھوڑتا ہون کوئی اسکو مثل حلقۂ در
یہ سر لگا ہی مرا اُس کے آستانے سے

ہنستے ہین آپ اپنے رونے پہ ہم ہدایت
گر یہ مین اب ہمارے تاثیر ہو تو یہ ہی

شب ہجران مین ترے صبح کے ہوتے ہوتے
استخوان شمع صفت یہ سکے روتے روتے

کرتا نہین ہی جانے کو دل کوے یار سے
گو اس مین جی رہے نہ رہے ہمتو یان رہے

صبا کو جیسے اُسکے مست اُڑاتا خاک کو ہیگا
مبادا گرد اُس کے چہرۂ گلفام پر بیٹھے

ہرچند تخلص ہرچند کشور نبیرہ راجہ جگل کشور یاد فروش از اشعار اوست

پردۂ ظلمات دل پرسے وہین سب اُٹھ گئے
شمع روے حبیب چراغ بزم کو گل کر دیا

ہمدم تخلص عبد اللہ خان از سکنائے رامپور پور نواب فیض اللہ خان از رئیسان کٹیہر است و راست

تو کر رہا ہون تجھ رسم مجھے یاد نہین
اس لیے لب پہ مرے نالہ و فریاد نہین

کس کو حال دل غمگین مین سناؤن اپنا
قیس صحرا مین نہین کوہ مین فرہاد نہین

ہمزہ تخلص شاہ ہمزہ از درویشان دہلی است لعظیم آباد رفتہ او راست

ہاے کس کس کے تئین بیٹھکے ہم یاد کرین ۔ غم مجنون کرین یا ماتم فرہاد کرین +

ہمت تخلص اخوند ہمت از آدمی زادگان رامپور است او راست

عجب گردش مین اپنی اندنون اوقات کٹتی ہے ۔ غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیرے ساتھ کٹتی ہے

ہوش تخلص غلام مرتضی از اہالی این بلدۂ فرخ است او راست

جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن ۔ جان منظور نہین تیری جدائی مجکو
باغ ہستی کی وہین سوجھ گئی کیفیت ۔ سے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجکو
زاہد کا دل نہ خاطر میخوار توڑیئے ۔ سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیئے

ہوش تخلص میر شمس الدین از شاگردان میر سوز است او راست

یار ہنستا ہے چشم تر کو دیکھ ۔ گریہ ٹک اپنے تو اثر کو دیکھ

ہوس تخلص مرزا محمد تقی خان از کلانیان لکھنؤ است مظہر مکارم پسندیدہ و مصدر اوصاف حمیدہ ہوس شعر بسیار دارد گفتارش در نظر مصحفی در آوردہ این ابیات از وست

نزع مین ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا ۔ آئی ہچکی تو کہا اس نے ہمین یاد کیا
جانا ہوس کی بزم مین تجکو روا نہین ۔ یہ نام ہے تو دوستی گل سے لے صبا
مجھے کیا اگلے زمانے کی خبر سچ تو یہ ہے ۔ کہ ترے عہد مین تجھ سا کوئی پیدا نہوا
محشر مین ساتھ لے گیا کیون نشان یار ۔ سینے سے مین نکال کے پیکان خجل ہوا
دی مجکو درد عشق نے غم مین بھی اک خوشی ۔ رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا
انکار سے کیا تمھارے صاحب ۔ بندہ تو غلام ہو چکا اب ++
ہوس جب ذکر آجاتا ہے اس کا ۔ زبان ہوتی نہین دو دو پہر بند
رنجش کا انھون نے بھی کیا وقت نکالا ہے ۔ مجھسے وہ بگڑتے ہین جب خوب سنورتے ہین
یہی ہے سوچ مجھے چین کیونکر آئے گا ۔ جو یاد تیری ادائین مزار مین آئین
غش آنجائے دیکھ کے فصاد کو کہین ۔ پھر دے لے اپنا ہاتھ نہ باہر نکال تو ++
مین درد دل کہون تجھسے تو کھل کھلا کے ہنسے ۔ نہ میری سادہ دلی نہ ترا لڑکپن جائے
تڑپا نہ ترا صید ترے تیر کو کھا کر ۔ اس ڈر سے کہ پہلو سے نہ پیکان نکل جائے

مجنون سے ہوس ہو دیں گے ہم جا کے مقابل | تھوڑی سی توانائی بھی ہم کو اگر آئی

حرف الیا

یاد تخلص میر غلام حسین از اقارب مولانا عبد العزیز است رحمۃ اللہ علیہ کسب باطن از حضرت مولانا فخر الدین طاب ثراہ نمودہ و فن نظم از انشاء اللہ خان فراق گرفتہ اوست

ہے کون جو ہوا پردے خمدار کے آگے | رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یاس تخلص خیر الدین ساکن دہلی طبع شگفتہ دارد اکنون بفکر شعر کمی پردازد خوشہ چین خرمن فیض خدمت مومن خان است درین ہنگام معیشش بکسب طب مصروف است گویا ہمین سبب ترک سخن نمودہ اوست

ہیں وہ ثابت رہ الفت میں کہ جوں نقش قدم | جب تلک مٹ نہیں لیتا نہیں اصلا ہلتا
اس طرف کو دیکھتا بھی ہے تو شرمایا ہوا | اب تلک ہے آنکھ میں شب کا سماں چھایا ہوا
زاہدو نے یاس کہاں اور سر دلدار کہاں | ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچھ بھی سرپاؤں
ربط غیروں سے جو ہا مجھسے وفا چاہتے ہو | دل میں سمجھو کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو
عشوہ و ناز و ادا طعن سے کہتے ہیں مجھے | ایک دل رکھتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو
عاشق زرد رخ اپنے کے جلانے سے حصول | سمجھو تو سے نہ کچھ تم تو اک کیا چاہتے ہو
شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کھانے دو | کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مر جانے دو
ہے ستم میرا وہ بیتابی سے در پر جانا | اور ترا ناز سے کہنا کہ اسے مت آنے دو
لب بند ہوں لذت سے جو نام ترے زیبا پر | لے کیا کوئی بوسے لب شیریں کے تمہارے
وصل جانسوز سے پروانے کو کیا ہوتا ہے | گھر ہی ٹھنڈا کوئی قسمت کا جلا ہوتا ہے
دم تو لے تیغ تلے لے تپش دل تھم جا | دیکھ قاتل کا مرے دھیان بٹا جاتا ہے
گردن غیر پہ خنجر کو ہنسی سے رکھ نہ | وان تجھے کھیل ہے یاں کام ہوا جاتا ہے
پوچھیں گے چارہ تو ہند کی سنگدلان | گر برہمن ہیں پرستار کہن پتھر کے
مجھکو تسبیح عقیق اپنی پنہا دی اس نے | دب گیا ہاتھ تلے سیکڑوں من پتھر کے
کاش میں پر دیکھا شکوہ ہی نکرتا ان سے | بیجا بی نے کیا اور بھی بیتاب مجھے

یقین تخلص انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان اصلش از سرہند است و مولد و منشا سے دہلی جہان آباد با مرزا مظہر بغایت مربوط بودہ و فخر تلمذ ہم داشتہ چون نسبت نیکو روے و خوش خوی نسبت و خصائل بود کہ پدرش او را کشت و وجہ قتل ظاہر نشد در فن نظم مکانتے مطلوب با اوست کلامش سیر نمک است حلاوت دلخواہ دارد دیوانش بنظر رسید و این ابیات ازان انتخاب و درین اوراق درج گردید

ہر گھڑی صحرا نشینی پہ نظر جرأت یقین
آشنا کوئی جہان میں کسو بیوفا نہ تھا
جو کچھ کہیں ہیں تجکو یقین ہے سزا تری
خار سے مژگان کے جی ڈرتا ہے میرا اس طرح
بہار آخر ہوئی ہے اب تو سینے تلے گریبان کو
تو نہ تھا حیف یقین ورنہ دوانہ ہوتا +
کعبے بھی ہم گئے نہ گیا پر بتون کا عشق
اس عشق کے کشور میں الٹا ہے حق و باطل
خسرو کے منہ پہ چڑھتا اور بیستون سے جھڑتا
یقین بتونکا ہوا جب سے بندہ تب سے ہی دل لگی
اُن گنہگاروں میں ہوں میں کہ فرشتے مارے
گلا تو پھٹ گیا ہے نالہ و فریاد سے میرا
یار کی بات ہمیں کون سناتا ہے یقین
اگرچہ عشق میں آفت ہے اور بلا بھی ہے
ملے فرصت کہاں ہاتھوں سے کچھ کام اور بھی نکلے
دل چھوڑ گیا ہم کو دلبر سے توقع کیا
کیا قیدی شوخ گل ہے پر پرواز اول میں +
اپنے بندوں کو بھلا کر داغ رکھتے ہیں یقین

آ گئی تھی رات اس مجنون کو بیابان کی ہوا
ملتے ہی تیرے مجھے یہ دل آشنا نہ تھا
بندہ جو تو بتوں کا ہوا کیا خدا نہ تھا
رکھ مری آنکھوں پہ دیتے ہو کف پا کس طرح
یقین کرتا ہے کوئی اس قدر دیوانہ پن ہم کو
آج اس طرح کا دیکھا ہے پریزاد کہ بس
اس درد کی خدا کے بھی گھر میں دوا نہیں
پرویز کو دیں آ کے فرہاد کا سر چھینتا
کچھ عاشقی نہیں ہے زور آزمائیاں ہیں
جو ہووے گا فراق سے کس طرح عذاب ہو
جی نکلتا ہے مرا دور سے جلاد کو دیکھ
قیامت دور ہے کس دن ملے گی داد کیا جانے
کب کوئی گل کے دوانے کو خبر کرتا ہے
برا برا نہیں یہ شغل پھر بھلا بھی ہے
ہم آخر ہوں گے دامنگیر اس بیباک کے گر جانے
اپنے نے کیا یہ کچھ بیگانوں کو گلہ کیسے
نہ دی فرصت زمانے نے ہمیں لطف و بتان جانکی
ان بتونکی ضد سے ہو جاؤں مسلمان تو سہی

جس کو منظور ہو مرنا اُسے جینا ہی عذاب	ہی دم پاک مسیحا دم شمشیر مجھے
جور و جفا مین یار بہت ہو گیا دلیر	کرتے تو کی یہ راس نہ آئی وفا مجھے

یکرنگ تخلص مصطفی خان از مردم این شہر تلمیذ مرزا مظہر است علیہ الرحمۃ گویند در صفت یکرنگی ہمچو من یگانہ و از ریو و رنگ بیگانہ بود آری این اسم مبارک را بہ برکت ملازمت سرور عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہمین تاثیر است کہ صاحبان آن از نفاق چون ذل مومن دور می باشند و تاثیر اسما در نفوس مسلم است کما تقرر فی محلہ وبہمین تقریب این تخلص اختیار کردہ بود او راست

کیون ہوے ہو تم کہو دشمن ہمارے اسقدر	دوست کا ہوتا ہی دشمن کوئی پیارے اسقدر
رو رہا ہون اس سبب ہر بار مین	تا گلے تیرے لگون اے یار مین
نگہبان جاسے مدہوش گے پاس	تری آنکھون سے کیونکر دل جدا ہو
لیا جاسے وصال [illegible] کہ نصیب	ہم تو تیرے فراق مین اے یار مرچلے
جدائی سے تیرے اے صندلی رنگ	مجھے یہ زندگانی درد سر ہی

یوسف تخلص میر یوسف علی از شاگردان حکیم عزت اللہ خان عشق است او راست

نہین ہی غیر کے قصہ کی کچھ ہم کو خبر یوسف	زبان پر رات دن اس یار کا افسانہ رکھتے ہین

خاتمہ المنت للہ کہ این زیبا عروس خیال شایستہ در بر آوردن و این فریبندہ شاہد فکر سزاے در آغوش افشردن آمد ہوس را منزلت عشق ارزانی شد تا عشق را چہ پایہ افزودہ باشد چشم باخیرگی از نظارہ اش سیر نیست و دل باہم عین الکمال از نگاہ زیر مژگان معذور تکاد العیون تاکلہا والقلوب تشربہا و با این ہمہ جامع این نگارنامہ را سری بآرایش زلف پریشان فکر نبودہ چہ نمی بینی کہ آئین این نگار خود آرا از سادگی بستہ ام و از نے تکلف طراز جیب و دامان کردہ و نہ این از ان بود کہ نغمہ گر ساز و برگ نوا نداشتے اگر خواستے زہرہ بچرخ آمدی و عطارد صفیر بے نشانہ زدی اما پیش نہاد نظر دوربین آن بود کہ این رنگ در تذکرہ فارسی ریختہ شود تا ہر یکے بہ رنگ دگر جلوہ گر باشد و ہم

سخن از بلاغت نگزرد و تیر فرمان وقت بقصر وسلامت بود اطناب و وقت را اجمال کو ومهذا اخری والیق به ان یکتب هذه السطور علی وجنات الحور لفظه مثل النسیم المعطار علی الریاحین والازهار ومعناه فی الذاذ السمع کصوت الاغانی والاوتار والحمد لله جل وعلی والصلوٰة علی سید الانبیاء وآله بدور الدجی واصحابه نجوم الهدیٰ والسلام علے من لیس اصحاب البدع والهویٰ

قطعه تاریخ لمولفه

حسرتے چون گلشن بیخار نیست — تازه و خرم بعالم گلشنے
عمر تاریخ اتمامش سرود — عندلیب فکر خرم گلشنے
۱۲۵۰

تاریخ من نتائج افکار آبدار مومن خان

اس تذکرہ کا جو ترجمہ بھی بھایا — مومن کو خیال سال تاریخ آیا
مضمون کا ہجوم دیکھکر فرمایا — کیا گلشن بیخار پہ بادل چھایا

ایضاً

کیا تذکرہ شیفتہ نے لکھا — ہے شیفتہ جس کی جان معنی
ہون نکتہ شناس ہین پہ ایسا — کوئی نہین قدردان معنی
افکار بلند سے بنایا — ہر چرخ پہ آسمان معنی
ہر فقرہ نثر جان مضمون — ہر شعر روان روان معنی
کیا بات ہے منتخب کی تیرے — اے منتخب جہان معنی
ہر نقطہ انتخاب تیرا — خال رخ دلبران معنی
تیرے جو سخن سے ہے سرافراز — الفاظ کا پایہ شان معنی
معنے ہے نگار طراز الفاظ — الفاظ ہین مدح خوان معنی
اے تازہ بہار باغ مضمون — اے گلشن بے خزان معنی
ہے تذکرہ یا ریاض فردوس — فردوس ہے یا جنان معنی
مومن نے جب اسکی دیر تک کی — سیر گل و ضیمران معنی

آیا ہے خیال سال اتمام	تھا وہ بھی تو باغبان معنی
غنچہ کی طرح سے سر فرو تھا	یکچند وہ ہم زبان معنی
جب نغمہ سرا نہ ہو سکا وہ	دستان زن داستان معنی
ہاتف نے کہا ہے اسکی تاریخ	گلدستۂ گلستان معنی

ایضاً

منتخبہاے شیفتہ دیدم	خاطر نکتہ دان طرب یا یافت
چون ازو روے نکتہ دانیہا	سال تاریخ منتخبہا یافت
ہر کہ بشمرد حرف اعدادیش	نسخۂ دانش و دانہا یافت

قطعہ تاریخ از افکار شیخ غلام ضامن کرم تخلص

نواب ذوالقدر کہ از رفعت قدرش	با اینہمہ تعظیم فلک خاک مثال است
بنوشت چو از رنگ یکے تذکرہ کز رشک	مانی رقمان را الف سینہ بفال است
ہر نکتہ سربستۂ او غنچۂ معنے است	ہر خط خط نسخ است کہ بر سلک لآل است
بوسیدم و بکشودم و دیدم سراپا	از معنی رنگین چمن خلد مثال است
انگشت کہ زد بر لب معنی بچنین سحر	دستش بسر صفحہ چو بر گوش دوال است
تا هست گہر بار رگ خامۂ دستش	در دیدہ گہر را بجہان نرخ سفال است
در اوج ثنائے رفقش پر چہ کشاید	شہباز فلک سیر قلم ریختہ بال است
در مدح صفائے سخنش آئینہ کردار	حیرت ہنر دیدۂ ارباب کمال است
در فیض معانیش کہ گر ہیچ طراز است	چون ابر گہربار قلم را رگ نال است
تا شہپ اندیشہ او تیز روان است	در آب ندامت ثنا باد شمال
سر کرد چنین نغمۂ خوش زمزمہ سال	عقلے کہ برایم خضر راہ
ہر مصرع او سرو لب جوے گریبان	بل فقرۂ او زیب دہ سحر [illegible] است

۱۲۸۰

ایضاً

آنکہ معنے را بزیب آراستہ	تذکرہ بنوشت رنگین چون چمن

مصرع موزون او سرو مراد — نقطهٔ مشکین او مشک ختن
معنی او یوسف مصر جمال — لفظ او در چشم اعمی پیرهن
جدولش شربت از آب حیات — مرده را جان میدهد حرفش بفن
جدا فیض صفای نقطه اش — در صدف را از ستایش در دهن
موج کوثر خطش از جان پروری — صفحه اش از تاب شمع انجمن
لیلی شعرش ز عشوه دلربا — ترک نثر او ز غمزه راهزن
حسن نظمش میکشد دلهای خلق — شام غربت بهتر از صبح وطن
سر طایر صید او گردد بچرخ — گر کشاید دام از زلف سخن
بلبلان از دل بدیوانش فدا — جسته و گیرش را تماش گلبدن
در ستایش تا کرم در مانده است — گفت تاریخش طلسمات سخن

قطعه تاریخ زادهٔ طبع نواب فخر الدین محمد خان المتخلص به خسرو

چون جناب شیفته گلچین دهر — گلشن بیخار را از خار رفت
بلبل طبع خسرو تاریخ او — نغمهای طوطیان هند گفت

تقریظی که جناب مومن خان بر این سفینه بعلم گهربار آورده اند

مومن هوس مدیح خوانی دارم — نیسان کرم و جوش درفشانی دارم
از بهر نثار گوهر درج سخن — صد لعل ز کان نکته دانی دارم

طوطی را بلذت شکرستان معانی ذوق نوا از آب در دهان گردید از شیرین نوائی تا چه است و بلبل را بهار رنگین بیانی گلشن پرواز گل تا آشیان رسانید ترک غزل سرائی و شور سرودی بیا و مستی داده اند گریه مستانه سر میدهد و آید مقابل ساده روئی نهاده به نقش جوهر صفا سنت بجان خود فروشی می حسن شعلهٔ عذاری بزم افروز است چه تاب که نگاه گرم پردهٔ چشم تماشا نسوزد و جمال شمع رخساری عالم سوز چه مجال که آتش شوق جگر سوز شمع شبستان ضمیر پروانه نیفروزد و دم مسیحائی معجز نما گردیده زبان بیماری حسن

آفرین است و شاهدے بر بالین نیم جانے رسیده شور رحبار اسباب این در فردوس
بر روے مومن کشاده اند سپاس گویان چگونه در نیاید و کلید صنم خانه بدست برہمنے
افتاده چرا زبان به بیدخوانی نگشاید شعله طور سوز پر تو فگن است کلیم ارنی سنج
را سرگرمی حمد ضرور آتش لهراسپ افروز زبانه زن کبری بشرر ریزی نغمه مجبور
از من بسر کوهکن رسیده صدای تیشه بسنگ بیستون نتوان شناخت و گلزار کشمیر
بصحن زندان و اشنیده زبان دیوانه بزنجیر نتوان بست داد و نعمت اعلی مناجات
بنا فرسیدگی رو داست و باربد در محفل خرد خاموش نشیند کجا سراسار نشاطی
آماده شد زمزمه مطرب جا دارد و بزم انبساطے ترتیب یافت پرده ساز شایستگی
نوا ها قلقل مینا سامعه نواز زندان گشت پیمانه چکند اگر نخندد و لوے ارغنوان از چرخ
ناهید بالاتر گذشت پاس انفاس و کلش که پسندد صباے هشیار تر طیب دماغها
نمود درود سے فرستن می باید و نسیم بهار لتقطیر مشامها فرمود و عطاس حمد نوا اجنبیه تر
مے نماید رباعیات

این غنچه که رنگ صد گلستان دارد
بشگفته دماغ باغ دلها شگفاند
هر زمزمه اصل طرب میریزد
این نغمه دلکشا زبان که سرود

دیگر

بوے که چه نسیم باغ رضوان دارد
لب بستن قاه قاه امکان دارد
هر نفس برآهنگ عجب میریزد
بنجوا استه اهنت زلب میریزد

سخندان را بو به که شیفته معنی نواز داد سخن شناسی داده و سخن شناسان را
ده که کار بدا ور داد گر نصفت سرشت افتاده نکته داے جان بلب رسیده عمر
باره در باب عیسی النفس معجز نماست و خارج آهنگی سر بآسمان کشیده
وه عالم بازشتاب داؤد الحانی انغمه سرایے نے تمیزی چون نقش تازه خاک
ادبار ساکی مانند حرف غلط عزم سفر چین ابروے آهو گیران نقش سخن
نا بردوش است و مردم چشم کج نظران در ماتم عیب بینی سیاه پوش
پان ناهید است جز مدیح سرایے پیرارش زبان نتواند کشاد و دا گر سخن

خورشید بحرف دلفروزش انگشت نتواند نهاد

رباعی

آن شیفته که خرده گرامی باشد | سرخیل سخنوران نامی باشد
اکنون که حسد نماند الا بعدم | محمود ثنای دل نظامی باشد

نظمی که پسندیده پسندیده شد و بیتی که برگزیده برگزیده سخنیکه بنگاشتن سعی کلک
رصفحه محو گشت و شعریکه در گذاشت چه بهنگام هذیان برتر بانی نگذشت ع زهی
انتخاب و زهی منتخب + به ترک فضول منظور نظر تارکان فضول است و بحسن قبول
قبول خاطر حسن قبول سخن چین است و سخن چین نیست خورده بین راست و خورده بین
بی منتهای علمش نامعلوم و اندازه فهمش نامفهوم مدرکه را فهم ادراکش دشوار و ناطقه
بعجز وصفش اقرار آیه سخن سنجی در شانش نازل و حدیث همتائیش چون دین مشرکین
باطل سخنهای دلپذیر لبریز جان سخندانی و لمعانی بی نظیر جهان معانی بدایره
غور عمیقش کره آسمان جزو لایتجزی و بحضیض فکر رسائش اوج طالع رسا نارسا و رخسیب
نثر دلپسندش عطارد از بنات النعش نفور و در برابر نظم بلندش نظم کرسی نشین ثریا قشور
بدرستی سطر کتابش سطر کهکشان خط ترسا و بخوبی اشعار بیحسابش از جواب حوصله شعری

و سار رباعی

خورشید ز رشک رای تابانش سوخت | مه از حسد فروغ او جانش سوخت
بس خمیر انجم افلاک سپند | بر نثر کتاب و نظم دیوانش سوخت

سعادت وطنش جهان آباد را سرمایه نازش گردانیده که کمال از نسبت صفاهان
عاری ندارد و کلیم از نشو نمای همدان انکاری نقش جهان محو هر دیده اند از رنگ
ظهر این شهر شده کوه الوند خاک راه هر خسرا به بهار تعمیر لطافت بهر خاک
مسجد آدینه سجود گزار است و آب رکنا باد از تب رشک نسیم فیض اشکبار از التفاتیکه
بحال ریخته گویان فرموده و بعضی از اشعار اینان فراهم نموده پارسی زبانان
پست هندی نژادی ناله ایجاد اند و تازه لسانان از درد ناکسی و بی اعتنائی
فریاد در رواج گفتگوی هندیان بان پایه رسید که آفت اعراب شاد و لف

درے حرف نادر گردیده ارونکه فصاحت محاورات تاکرم خود ستائیست لقب عبدالواسع دولی کوسے و صحرائے ترجیح خسرو بر نظامی عجب نیست وتفوق جهاے لبتنی برجامی بے سبب بی شاگردی سودا استحسل اعتبار جریراست واخطل و اعشی جانداده معجز طرازے میر شکن انتخابش چین درپیشانی ساده رویان انداخته و صفحهٔ رخسار نوخطان را گرده تصویر مسطر ساخته از رسائی طبع تصنیفش تالیف و از دقت فکر تالیفش تصنیف هرچه از دیگران نویسد سهم از دوا فی که موجد مضامین بیگانه است و آفریننده تازه معانی

ندیدم چنین شاعری نکته سنج | که ریزد ز کلکش گهر گنج گنج
بدقت اگر موشگافی کند | ز موی میان شعر بافی کند
قلمران ملک سخن گستری | ز آوازه دارد جهان داوری
اگر سر درآمد مصرعی بسته است | ز شادی خوش ابهای برجسته است
طلاقت شکرخند تقریر او | عذوبت زبان بند تحریر او
شرف داد خود را بمیزان شعر | چه کرسی نشین است از و شان شعر
حلاوت ده ذوق شوریدگان | پسندش پسند پسندیدگان
ترا و اگر از لبش آفرین | دمد جان دران شعر روح الامین
چو نظم تو یا کند انتخاب | شود نقطه از کاستن آفتاب
به نطق گدائی چو چنبر شد | ز سلطان بر و شاه بیت افسرش
اگر مصرع زلف پیچان شکست | ز فهم درستش نگیرد بدست
سند تازه طبعش بنا و بهار | شگفتن نه گلهاست نی اعتبار
نگارمی که در کف خابسته است | ز مضمون رنگینش حجت بدست
چو دارد منیرش ندانند صواب | افق خط است مطلع آفتاب
ز تحسین و تحسین معنی بناز | هزار آفرین بر چنین امتیاز

ی الله کتابی که از مکتوب ساده رویان دلرباتر است و از عتاب نامه سلسله

صوبیان تاب فرسا تر سوادش بسیاهی شب وصال مه رخان هلال ابرو ناخن می بندد و بیاض خطش بر سپیده صبح گلوسے زهره جبینان خورشید رو میخندد وحسرت کشان دیدارش پیش نظر دارند و آرزومندان هم آغوشی یار در بر معنی معجز قرین جان بر تن مرده دلان در دمیده و با لفاظ جان آفرین نسخهٔ انتخاب روح القدس گردیده هر صفحه اش از رنگینی مضمون صفحهٔ تصویر و هر ورق از شگفتگی معنی گلبرگ گلزار کشمیر بیقراری ایوب در فراقش ضرب المثل است و دیدهٔ یعقوب از فرط اشتیاقش احول واعظ خوش گفتار ذکرش ذکر جنت و حور از محرمات شمرده و زاهدے سالوس شعار بیادش خرد اوراد بفراموشی سپرده چشمے که دیده دیده بیناست و گوشے که شنیده گوش شنا به روش کوشیدن مردود خردمندان شدن است و طعنه تمنا شنیدن تیشه بپائے خود زدن تحسینش بنداعتبار عقل محال اندیش است و تقریظش نفرین ادراک نیست فطرت ناقص کمال خویش کیکه مضمون کس میابش نفهمیده ناکس ست و فہمے که با درج معنیش نرسیده نارس ما دحش محمود است و قادحش مطرود ستایش همه انصاف است و کاوش بجیل اعتراف مهمل سخن چینی هرزه درائے ست و عیب بینی از نابینائے

رباعیات

از نالهٔ ما که ملک غم نکند
رد کردهٔ خالق و خلایق باشد
کورے که گرفت خورده بر مهر منیر
گر کحل کشے همه جواهر دارست

نفرین کسان قدر فلک کم نکند
ابلیس اگر سجده بر آدم نکند
بگذار که چشم او ندارد تنویر
بینا نشوند دیده های تصویر

نسبت هنر بالیش مینازم و بدولت قدر دانیش از سرمایه از محاطب سنائے بنیاز هنر در یکه سفته ام صد گوهر احسنت نثارم کرده و بهر سخن که گفته ام هزار آفرین بر لب آورده از لذت شیرین بیانی تا بلب شکرین شهد پرداخته چه ذوق معانی است دیگرم خوے مشغله بائے دل از صحبت آتشین عذاران سر و ساختن چه دل گرمی آتش بیانی اتحاد هم بآن پایه که خودستائے اگر

سنت شعر اندیشے زبان انصاف ترجمان بمدحش کشودن نتوانستمے و اگر از بدگمانی جاهلان بدظن آگاه نبودمی تملق از دیگران هم دام گرفته ستودمی لاجرم بشناسایی نمی نگارم که هم نادانی نااهلان دارم عذر تقصیر از بی زبانی نه از نادانی و معذرت خموشی به اطناب بیچ خوانی فرد و تفصیل را بستم کش ایجاز میکنم + یک حرف مینویسم و صد ناز میکنم + چون از زمان اختصار هم آنست که دعای دلپذیر قبول فراموش نسازم اولی آنکه از خشوع و ضراعت به درگاه خالق سخن آفرین نشو را نواز در آسمان و زمین اندازم تا حرف جان نواز پر زبانها رود و سخنش دلپسند و آوازه اش بلند باد و تا معنی دلپسند مذکور شود کلامش در دهان باشد و نامش به صیت این ابیات مشهور جهان

ابیات

شیفته آن ساحر معجز بیان / کز دمش اعجاز فسون هر زبان
دست او در نگاه نکته بین / صد ید بیضا بود در آستین
گفت نظمش را ملک سحر حلال / لاف سحر سامری شد خاک مال
تازه هایش دلپسند شاعری / نی رگ گردن کشد شاعری
ناله عاشق چه آید در شمار / طبع او موزون تر است از قد یار
برگزیده بندی از اشعارها / حرف دلکش چیده از گفتارها
نخچے از تعریف شاعر هم نوشت / دیگرے با این صفتها کم نوشت
بر بهار نظم رنگ تازه بست / نی سخن اوراق گل شیرازه بست
نغمهای گلستان تا برکشید / تیغ رشک او سر بلبل برید
از پی تاریخ سال این کتاب / هر سخنور مصرعے کردے حساب
گفت مومن نکته پرداز اجل / انتخاب دلپسند بیدل
بسکه با یکتاییش افتاد کار / نیست از اعداد ثانیے در شمار

تقریظیکه حضرت مولانا محمد صدر الدین خان بهادر متخلص بآزرده برین تذکره

رقم فرموده اند تعالی الله جوشش معانی گزین که سلک غواصی نظم لآلی شاداب
سخن از عمان اندیشه بر ساحل بیان میریزد و جنبش امواج مضامین رنگین که بی آبیاری
سحاب طبع نخلهای برومند افکار از سرابستان خاطر سر بر میزند و شیرزگان الفاظ
را از لذت کشاکش گیسو با دست فکری پرداست و آبکار معانی را تمنای بغل گیری
تنگ ظرفی با طبع خویشتن آراست خاطر از رنگینی معانی رشک نگار خانهٔ چین ست و طبع
از شگفتگی مضامین غیرت فردوس برین فوج بفوج ز معانی حشر خوانده و ناخوانده
در آید ز دورستها نا هولی انداز ستایش و آهنگ توصیف نگارین مجموعه در سر دارم که
تا مشاطه تقدیر عروس رعنائی عالم را به پرند گوهر نگار ثوابت و سپهر هفت سیارات
زیب و زینت داد شاهد زیبای هیچ تالیفی بدین حسن ترتیب از حجلهٔ غیب در فضای
شهود قدم ننهاده و تا نقش طراز قدرت صفحات صحیفهٔ امکان را بتصویر چندین
نقش و نگار غریب تزئین داده نقشی دلنشین تر از آن بر لوح ساده کاری
نیفتاده ها نا از جادو طرازی چمن آرائی این گلزار جاوید بهار است که از نظم هندی
و نثر فارسی صباحت و ملاحت برروی هم ریخته و نمک را با قند پارسی آمیخته تا کلک
جواهر سلک این گوهرهای معانی سفته تتمة الدهر چون تتمهٔ عمان در نهانخانهٔ غبار
کساد بازاری رو نهفته قلائد العقیان چون قلادهٔ زرین و مسلسلهٔ در ثمین از
هم گسسته و نخل و حرف سلافة العصر بر زبانها تلخ تر از مرارت حنظل گنجینهٔ
خزینهٔ دولت شاهی در برابر فکرهای جز انگلیس چون خزینهٔ عدن و دفینهٔ
معدن بقدر تراز درم ماهی تا آتش رنگینی شقایق غبار آتش افسرده و لاله
داغستانی در خاک چه داغهای حسرت بدل نسوخته بنای سفینه مرد اریدرا
بآب رسانده و آتشکده اوراق چون داغ لاله بخاکستر نشانده سفینهٔ صهبائیا نطفهٔ خور
بچار موجهٔ گرداب آب انفعال نشست و بیاض کلیم تیره روزگار تر از سیه مشق
اطفال و چگونه چنین نباشد که فراهم آورده سرآمد سخنوران معنی گستر انتخاب
مجموعهٔ کمال دیهیم شاه بیت سفینهٔ قابلیت و استعداد بیت القصیده دیوان فضل

وکمال خداداد فاتحہ صحیفہ کاملہ دولت و اقبال بسملہ نسخہ جامع محاسن شیم و مکارم
خصال سواد خوان رموز و اسرار سواد و بیاض گزین فیض یافتگان مبدء فیاض
نسیم جانفزاے گلشن سخن طرازی شمیم نافہ کشاے گلہاے چمن نکتہ پردازی
والا فطرت بلند ہمت پاک نہاد نیکو روش قدسی نژاد صفوت نقش پاکیزہ طینت
روشن ضمیر کامل فرہنگ عدیم النظیر فہم جمیم ادراک مشکل نواب مصطفی خان بہادر
متخلص بشیفتہ است آلی منشور سخن طرازان را از نظم او پایہ بلند ست و ریاحین
منثور نکتہ پردازان را از فراہمے او مایہ ارجمند آرے تا گل را دستہ نکنند
بر طاق کاشانہ نگارینش ننہند و تا گوہر را در رشتہ نکشند بر ساعد بلورین و گردن
سیمین جاے بیش ندہند نقد سخن را تنقید ذہن نقاد وش درکارست و آزغور طبع
نقادوش ناچار چہ تا زر بمحک امتحان نرسد روے کامل عیاری نہ بیند و طلاے
ناب تا در بوتہ گداز نپاید بہ نقش سکہ درست نہ نشیند نقطہ انتخابش خال رخسار
عرایس اشعار و صیاد عنبر نشش وسمہ ابروے شاہدان ابیات آبدار زبان
ہندی بدولت اشعارش ہم خانہ خورشید خاوری و با تازی در زبان درازی
و با دری در پردہ دری از سربلندی زبان ہندی طناب خیمہ فلک ہفتمین سبختہ
و از سرکوے پایہ رفعت لسان ریختہ کنگرہ ایوان چرخ برین از ہم ریختہ شعری کہ
با نتخابش نرسیدہ چون حرفیت مشکوک و بیتی کہ روے التفاطش ندیدہ ہمچو
طلاے ست غیر مسکوک منت ظہورے و عرفے کہ اورا ک زمانش نکردند و گرنہ
بار زوے درج اشعار خود درین تذکرہ نوادر فن آموختن زبان ہندی سحر
جنبیان و اصحو کہ طفلان میشد ندا ازغیرت نقطہ امتحان فلسش خال رخسار عنبرین
مویان داغے ست در مشام خوابیدہ و بہوای لیقہ اش سبزہ عذار نفشہ خطان
را مانند سیل سیراب دود سودا در سر پیچیدہ صفا خیزے صفحہ قرطاس آویختہ بر سر
لوح پیشانی زہرہ جبینان شکستہ و از درخشانی بیاض او گرد یتیمی بر روے مروارید
عمانی نشستہ تیزی خامہ جادو کار سحر نگارش آب دشنہ تاب مژہ سرمہ سا

برده و مداد مشکین سوادش دود از نهاد و نیما بروی عروسان نوشاد نژاد برآورده
تراشه خامه اش هم بهای ریزه های عنبر و مشک تاتاری و گرد دامن نامه اش عبیر
پیراهن گلهای بهاری شور ملاحت گفتارش نمک در دیدهٔ حاسدان انباشته
و آوازهٔ نکات خاطر نشینش سر بدهان حرف گیران گذاشته ریخته که از قلم
سلاست رقمش ریخته آبروی چشمهٔ سلسبیل بر خاک ریخته شنیدن اشعار رنگینش
پردهٔ گوش پرند بهاری و بذکر ابیات در رشتهٔ زبان بخاصیت ابریشمی تار و پو
هرچند از شام نیلگون و سحر برابر رو شسته آمد در برابر نخل مصرع بلندش سرسبز گردید
سفیدهٔ سحری هرچند از شفق گلگونه بچهره مالیده آمد در جنب بیاض رنگینش بساط
سرخروئی برروی خود نچید صبح بیاض اشعار فصاحت آیاتش در صباحت و صفا
برروی روزگار صبح بناگوش بسته و شام سوادات او در رونق بازار شام طره
عنبرفام شکسته در عهد جادو طرازی او سحر سامری بازیچهٔ طفلانه و در زبان معجزه
پردازی او فسون مسیحا افسانه چمن طبعی که چون قلم شاداب رقم با نشه برداشته
صد نقطهٔ شک بر کنار نسخهٔ گلزار ارم گذاشته کوکب بخت شاعران هند از پرتو التفاتش
چون فانوس پرتو اختران روشن و خاک تیره زمین غزلهای هندی با بهاری
فلکی فضای نزهت افزای گلشن سینه جا شدن دیوان اعجاز توامانش
محیط گوهر خیز معانی و خاطر از تصور خیالات انوارش لوح پر نقش و نگار نقوش
آسمانی بنظارهٔ نثر رنگینش تار نظر عقد عقیق یمن و بورق گردانی سفینهٔ خورشید
و فینه اش انگشت صفحه گردان نخل وادی ایمن طبعی بدرر بری ابر نیسان
خاطری بعطر بیزی باد بهاران دل آئینهٔ گیتی نما سینه خورشید نما خاطر دریای
زر افشان نور ضمیر تجلی کدهٔ طور اندیشه روشن تر از چهره اندیشه لمعا فکر فلک
نورد عرش پیما نظر پاک تر از دیدهٔ چشم قدسیان خسرو روح افزای روحانیان
فطرت برای آب کوثر طینت از تقریر از رده صاف تر بیجان که بلندی فطرت
سرعت فکر و فصت نظر حدس بلند طبع مشکل پسند فکر دقیق اندیشه باریک صفائی

خاطر لطافت نگاہ پاکیزگی نظر خاصه طراز نده این کارگاه بوقلمون است تازگی معانی طراوت الفاظ سیرابی ادا انداز رسا پرداز رنگین لطافت ترتیب رشاقت اسلوب سیاق کلام طرز تازه چاشنی عبارات ملاحت استعارات الفاظ آشنا معانی بیگانه از خصائص این مجموعه خیالات و مقامات گوناگون تا از جویبار قلم سیراب رقم معنی طرازان جادو فن زمین صفحه از سبزه خطوط و نقوش عبرت سبزه زار فردوس است تماشائیان گلستان معنی نظاره آب درنگ این نسخه بهشت آئین آئین نگاه بربندند

تقریظے که جناب مرزا اسد الله خان غالب به کلک گوهر سلک آورده اند

ساز از دم نائے است چو نی زمزمهٔ ما	اے با همه هیچ تو و اے با همه ما

پرکارکشایان ارژنگ دانش داد داده که این گردنده کاخ فیروزه رنگ را اندازه گیر بوده اند و این فرد گسترده بساط عنبر فام را پایه شناس گزاردن حق خویشے آفرینش به بیشی آفرین سنجیده اند و بجاے آوردن نیایش آفریدگار به فزایش سپاس سرائینه مردمے را آرج و دیده وری افروغ دران است کنند که درین نگارستان نگرسته شود چشم به نیروے خامه نقشبند کشوده آید شیرینی فلک شعبوے پیش رس نتیجه پرورش آموزی ابر و باد ست و تاثیر نگاپوی بیا تروزے مهر و ماه و انجام منشار نمود انجمه آثار نظر فروز خوگرے باغبانست به نهال نشانی و آبیاری و پیوندگرے گوهر اندیشان که جز به پیش پاے ننگرند گمان برند که کمند آگهی را فراتر ازین فرو هشتے درس باز خیال را بالاتر ازین پایه دستی نیست بلکه چون از نورد این سررشته یک دو پیچ دخم دیگر در اوج گراے گشاده پدید خرد که نگرونده فرا رجاے از پژوهی و نشانه جوئیست فرامیرسد دریابد که گرایش اندیشه بوستان پیرائے به برومندی ذوق نخل و نواد زله بندے فیض آب و هوا همان درازدستی حسب ظهور است که باقتضاے ذاتی حضرت نور است جل جلاله و عم نواله

قطعه

اے بشنو ای ساے تقصد من ++	محرم تجیتر دیر کهن ++

آنکه در گنج نهان باز کرد	ساو شمار گهر راز کرد
هم بسخن مایه خود را ستود	داد فر دهید و خرد را ستود
هم بسخن داد ستا ساوری	هم بسخن کرد ستا ساگری
گرچه درین گنج گهر بعید است	قفل در گنج هم از ابجد است
ابجدم آنانکه برین جاده اند	هم بسخن داد سخن داده اند
نیک بود خاطر منت گزین	هم ز سخن هم ز سخن آفرین

خسم ابروے بوزش بہ خجستگی اقبال این بشارت بر خویش میبالد که گوهرین پرند گردیدن نامه به یمن ثناے فضائل مجموعه ایست که هر درستش فرد فهرست متاعے است که بهر آئین بندے فردوس بر عنوان داده اند و برین نشان خرامیدن خامه بفیض مدح مجموعه فضایلے است که بر رسم گلشن موج جنبش کلید یست که هشت بهشت را بدان در گشاده اند یعنا نواب همایون آثار والا شان وخان فرهیده فرهنگ پسندیده گفتار آزاده داد گراے دانش اندوز و سخنگوے گرامی نهاد مبارک نفس دوست مهر پیشه و فاگوهر نواب مصطفی خان بهادر که گلبن خیالش فرشته بلبل است و چراغ فکرش پری پروانه سخنش سرخوشی را باده بینش و افسردگی را ز مهر اهل بینش بصفوت کده مهر دوست بال و به آشتی بگاه رشک دشمن گاه بتنرا هم آوردن تذکره ریخته گویان قدسی انجمنے بر آراسته و از تار و پود فیض ازل و حیات ابد نو آئین بساطے بدان بزم در افگنده که رفتگان بدان رسے ان تار پایندگان هم نفس اند و آیندگان به بهنائی آن پود و بار رفتگان هم نوا همشاهده ساز و برگ آراستگی این سواد اعظم مصر را از خوے خجالت نیلی دیگر درمیان روانند و به نظاره آب و تاب روشنائی این دبستان آذر کده پاس را از آتش غیرت تبے دیگر در نهاد دایر از رشک ذوق بخشنے هنجار این نزهه و غیرت انداز رقم سنج این تذکره و حسد عیش تماشاے این هنگامه لرزه در اندام مدعیان بد انشان

نیفتاده که بار بدر از خمه از سر انگشت بلکه زهره را نغمه از ساز و ساقی را جام از کف
بلکه عطارد را نقش از قلم و پرویز را اوراق از ساتگین بلکه باده را نشئه می از خویش
فرو ریزد و در نمیقام که سخن در ستایش بلندی دارد خرد خورده نیز پی دشوار پسندی
گرفت ناچار نه از نیروی قدرت بلکه از افزونی رغبت قدری دم گرفته اند تا اندرین
درنگ آن نهفته دور باشهای اندیشه که هم در اندیشه دلخراش است په آشکارا را
برشمرده آید دانم که دیده ها آهو بین است و گروهی از نکته چینان در کمین با همدگر
سرایند که فلانی در ستودن مبالغه از اندازه برده دیگر انشاء داد ترزبانی داده هی هی
هیچ سخن دان نگاه گمان اغراق نه آخر به تبلیغ و علو بخشی از گفتار و نوعی از کلام
است لاجرم سخن را چندانکه ستایند سرمایه نطق هم از گنجینه اوست و از هر در که
بجلوه در آید هم در آئینه اوست چشم بد دور خمکده سخن را شرابی است پرزور که
زمین از ان به لائی و سپهر از ان بوی ریحان برقص آید که اگر کعبه را حجر الاسود
از دیوار و مشتری را عمامه از فرق فرو افتد شگفت نباید چون پدید آمد که سخن
معشوقه معنی نگاران اداپرست است و انگیزد و فش در طینت اجزای گیتی
همین از دست است با آنکه ناله سرای بلبل در جوشش بهاران و بال افشانی
پروانه در صفت چراغان دیده باشند اگر آشفته را بسر مستی گفتار نفس موج
خیز ترنم گردد تمکین پسند ... اختر انیمه دل از جای رود که پر سوختگان
بگمان ساختگی چیستان ذهنست و در موقف بازپرس دیوانه از هوشمند نشناسند
منم که مراد شادی این تحریر خامه پای فرو رفته مرنج دانست و جا دارد و تا طعم
از خود می این ذکر طوطی افتاده در شکرستان است در وا باشد تکلف بر طرف
مجنون لیلای سخن را از سینه صافی به اندیشش مدعیان این یعنی غالب
ترک نژاد پهلو زبان واگذارد است نگرم هیچ میرز کهیچدان نخست آئین نکته پروری
را در سرآغاز این ستایش نامه باز نمود و بفرجام اندرین دلنواز پرده که ساز
کرده آن ستوده سخن پیوند است هم خدا را سپاس گذارد و هم سخن را آفرین

گفت و هم نامه گرد آورد انشا خواند و هم خود را بخریداری یوسف نامور ساخت +

قطعه

غالب این رنگین کتاب گلشن بیخار نام
کز روش جنات تجری تحتها الانهار هست
گر کسی لب تشنهٔ تاریخ اتمامش بود
جوی های آب هم در گلشن بیخار هست

عبارتی که مولوی امام بخش صهبائی تخلص بقلم آورده اند +

چشم بستن پا بدامان چمن پیچیدنیست
فکر رنگین نوبهاری حسرت گل چیدنیست
رفته ام از خود برنگ بوی گل در نوبهار
هر رگ من جادهٔ راه فنا فهمیدنیست
ساده لوحی داشت چون آئینه رنگ جذبهٔ
وا شده آغوش وصل اینجا بحیرت دیدنیست

چمن سامانیهای رنگینی خیال دل تا دیده هزار گلشن بساط گلفروشیها چیده است و صفا کاریهای پرواز تا مژگان باز کردن صد آئینه حیرت بصیقل کشیده چراغ افروزی پرواز رنگ در تاریک زار گریبان از راه پری شبستان معانی چاره ندارد دماغ سوزی آتش نگاه فکر خیال پختن هاست وقت مضامین را از دیگ اندیشه خام برنمی آرد عمرهاست رخنه دیده در صحرای وحشی نژادگان معانی هرجاده اندیشه در وا کرده است و مدتهاست تنگنای گریبان در جولانگاه افکار بر راه خوابیده چشم بسته سر در آورده نفس چون تار سبحه با صد گره نقد معانی نذر لب و دامان است و نگاه چون رشتهٔ مروارید بهزار لطافت خیال هدیه چشم حیران

سعی اندیشه ام از بسکه بود گرم عنان
گر همه جلیله نور است فضا میدانند
همه افشان غباری که ز شبنم دارد
گل ز جولان غبار ره ما سید اند

هیهات هیهات چشم بندی بصیرتهای غفلت عنان صهبائی را از جادهٔ عجز نارسائی باز گرداند و گرنه حلقه دیده اش از دست فرسودگی خیالات ناتوانی پیش از اندیشه مژگان نقد امتیازی در دامان تخیل نمی دارد و جرأت انفاسش از حیرت فروشیهای تصور نارسائی چون نگاه آئینه غور تامل را جز تیره تجویز توهم نمی نوازد و رنگ روش در پرواز بعرق ریزی انفعال تا کسی هوا ارا

ابطال ے مجلولی نه نواخته که صفحه گل را احتیاج زرافشانی ممنون مذهب ابسار تو اند
کردو سے نیازی دیده حیرت گنجینه اش آئینه در اشیار لفظ تحریر نپرداخته که بستگی چشم
غنچه را در ضرورت کشاد مژگان محتاج گلاب افشانی پاسے شبنم باید شمرد

قطعه

از خود رویم تلف نفسے راست ممکنیسم	چون گرد مانده برق ز عزم درنگ ما
دیگر ز رد سیاهی عصیان ما مپرس	گردیست شب فشانده داماں رنگ ما

نے تکلف سراپایش تمثالی است آئینه حضور بیخودی پرداخته و خیالی است از
پرده مرآت حیرت بیرون تاخته عضو عضوش از موجه نقش بوریا مهیای تن
بجانه زنجیر سپردن و بند بندش از پیچ و تاب اضطراب آماده پا در دامن نارسائے
افشردن شور محشر نمک و فغان نیم شبش دود تهنم سر از جیب کشیده جوش
یاریش هر مویش چشم ترکیبت چون جوشش محیط اشک جگر خون ریختن و همه
تن اخگر آتشی در خاکستر غبار ناکسے انگیختن گوهر ریشش قطره آب خجالتے از جبهه
کیفیت اعتبار چکیده و عرق سے بحالش اشک ندامتے هره تر دامنے و وقار
دو دیده سهلترین امرش دل به تماشاے مژه دشنه گذار سپردن بهترین کارش
یک صحرا ناله قیامت از پیش بردن دود آهش مهاے عروج گردون از جستاری
خدنگ ناله اش مرهون رسائی پاے مدارج بلندی اینجانه زبان قال را در میدان
کلام یارا ے برخود جنبیدن تا بتحریک جرات ادائی خارج قانون ادب پرده کشاید
نه گوش فهم را از عالم قیل و مقال بسره شنیدن تا به فسون رغبت نوائے
از مقام جی بمزاج طبیعت موافق آمد اگر همه قدم برداریم جاده تا آغوش غول همین
یک کام پیش ندارد و اگر جمله پا بدامن گذاریم انباشتن در کام شیر از جیب همین یک جرات
سر بر آرد نظم

زل شرم نرگس حسرائے خودیم	در شبنم اشک درد پشیمانے خودیم
مانند سوسن است سراپاے وضع ما	باده زبان موظف نادانے خودیم

شد درد وقف و تسلیم پرده دارد		حیران دردمندی درمانی خودیم

چاره گریهای دردِ بی استعدادی امروز موقوف معجزنمائیهای زبان خامه
ایست که آهنگ صریرش در پرده این مجموعه به نواخوانی لحن داودی هر لحظه
زیر و بمی کوک دارد و ساز زبانش در محفل این تذکره غیر از نغمه سر نفس
سحبان برنمی آرد مسافر بوسیلۀ توطن سینه اش از تردد راه غیب و شهود
وارسته و مضامین بذریعه آشنائی زبانش دستی بر روی سیر گریبان بسته
آری این ها نتیجه صحبت سرپنجه مسند آرائی محفل قدرت آشنائی چمن پیرائی
بهارستان رنگین نوائی اثر بخش سخنهای دردمضمون ناله نواز صریر خامه شوق
مرهون سرمه سائی دیده دوایر عبارات وسمه طراز گوشه ابروی مدات موج خیز
بحر معانی آفرینی گهرپیرا سحاب دقایق گزینی دقت پسند مضامین نهفته نقطه خال
دلربایان کجکلاه و معنی پوشیده بیت ابروی خوش ادایان گفتگوی نگاه
آهو چشمان از وقت طبع موشگافش همان بردوش نگاه بار آهو سرگرم وحشت
آشنائی است تا ظهور شکسته ناموس نیش آنسوی جذبه شوقش نه برد و اشارات
ابروی خوبان از باریک بینی نگاه تماشش پیچان در گوشه ابرو آماده عزلت
پیرائی تا وقوع سقم او ضائع آن پرده ناموس اعتبارش نه برد اعجاز خامه
جادو نگارش دهان دوایر حروف را از نغمه تحسین فصاحت لبریز دارد و
قدرش طرازی قلم صنعت پردازش زبان مدات الفاظ را به احسنت بلاغت
میگمارد و در پیش تازگیهای کلامش آب بر روی گوهر عرق قیمت از سر نگونیهای
شرم سنگ صفائی گل کرده و با طوفان جوشش رنگینیهای سخنش رنگ در برگ
گلهای خوبیست از افسردگی های وضع خجالت مرده عروج مدارج معانی فهم
طبع بلندش تشریف حسن قبول مضامین العامی عبارات و پسندش از غیرت
رنگینی طبیعش یاقوت جگر خوار انتظار بحر آزمایان از رشک صفائی طینتش گوهر اشک
بار تر از دیده غم آشنایان دلشکستگیهای حسرت عبارتش از رگهای مور در ساغر

چینی گل انداختہ آتش افروزی غیرت برجستگیہاے مصرعش برق را در
بوتہ انفعال گداختہ نظم درنگ آمیزی طرح معانی + کند طراحی ارژنگ مانے
ز الکن خانۂ طبعش گہر خیز + سحاب خامۂ فکرش گہر ریز + ز طبعش بسکہ خجلت
می برد گل + شاید از عرق یک ساغری مل + و سجز کارے گلکش بہ تحریر + معانے
سنے حروف آید بہ تقریر + شاید دقتش در صفحۂ رد + بیان سے معنے از ہر بیت ابرو +
بلندی سایۂ طبع رسایش + رسائی دست پرورد ادایش + برداردو اگر فیضش
از کمالش + بر آرد بدر در ہر مہ ہلالش + اشارت دیدہ برابروش دوندد +
کہ در رمزے شمع تعلیمش فروزد + دود تمش بجولان گاہ افکار + بردے نقطۂ
موہوم اسرار شہسوار عرصہ خوش عنان تازی سرابر دقیق غواص محیط نشین
گوہر تامل ہاے عمیق قیمت شناس بیش بہا جواہر اسرار غیب نشان باب ذخیرہ
گنجینہ ہاے نہانخانہ جیب رنگ افروز چہرہ معنے ہاے سیراب چشم آبدہ نظارہ
گوہرہاے شاداب گداز طبع حیاپرداز آئینہ صفا خیال پردۂ قدرت آثارے ابداع
بدایع سخن صیقل آئینہ صورت نماے تمثال معانی روشن تر جبہ کش حریف
بادہ خونابہ آشامی بزم کمال و کشا نغمہ ساز بلند آہنگے محفل دولت و اقبال
خورشید گردون سیر عروج دولت مدارے جہان تسخیر والا پایگی معارج گردون
اقتدارے تمکین زیب وسادہ آہنگ تفاخر فلک آستان نواب مصطفیٰ خان بہادر
است کہ خاک عتبہ گردون رتبہ اش صندل صداع نخوت فرسودہ دماغ
گردون بلندان و گرد جولانگاہ سمندش عبیر بیز لباس خود نمائیہاے نخوت
پسندان تعالی اللہ مجموعہ کہ بصفاے آئینہ تنخیات جوہر سوادش جلے منت
گشایش اوراق بادیدہ دو چار است و از شوخی برجستگیہاے نکات الفاظ و
حروفش بے سعی واشد معتوے منظر افروز دیدہ انتظار سود انجلول شہرت
طفیلے گیاہ مزار ثانی سحت صد قصیدہ شکر مصنفش زیب بیان و میر تقے را
بہ تحصیل آوازہ انشاے لوح مرقد جلد کتابے متضمن عبارات سپاس آراے

نگارندهٔ این نسخهٔ فصاحت بنیان اگر روان گذشتگان در وسعت داد و نقود اقتباس از محتاج
اعانت گردیده از مقتضیات عالم اسباب است که جلوهٔ اثر مربی را در پردهٔ استعداد
مؤثر مشاهده گردیدن ناچار نیست و خود نمائی حسن آن پیکر تمثال همین آئینهٔ فهمیدان
منزلهٔ اختیار اثر بخشیهای صحبت آب گرچه ممکن نیست تا گریبان را موجه گرد لبی
دانه نماید و بفیض دیدهٔ تر دور است آستین پرده از روی خیال شیطی نه کشاید سعی
تردد های گریبان سر هرگاه در درس نگاه تتبع حالات بر فهم غوامض این اسرار
پیچیده نشئه های در ایضاح شرح آرمیده است و همت های سعی تامل تا در فکر وصول
سر منزل این تحقیق افتد جاده ها در زیر قدم خوابیده و سررشتهٔ اوضاع خلائق دست
فرسودهٔ هجوم جنون اطوار های این هوس است و کل اوقات این سرود
هوایان رنگینی در بارهٔ اثر پروریهای همین دسترس در هر صورت زبان صهبای
و بیدستگاه در عرض تماشاگری پرندهٔ این صفحات سر بر می آرد و نقش بندی حسن
قبول غیر از کارنامهٔ انصاف پروریهای نمی آراید و گردش پیمانهٔ نگاه جز محیط
دستگاهی عالم مروت نمی پیماید لخت دلی در سایهٔ این گلها مصروف تمنا باید ساختن
و مروتکه در سر گرمی تماشای این بهار بهتوان گداخت الحاصل سر گرمی نظارهٔ
شوق صد رنگ محویت نگاه تماشا میخواهد تا دریابند که حاشیهٔ بساط حضور شش کدام
وضع تمهیدات جوشیده است و اثر جوشهای سعی هوس با طوفان نقش
تلاطم عرق می نگارد تا واضح گردد که محیط تعارف آن محفل بدو جزر کدام
کیفیت خروشیده طوفان جوش محیط الطاف آسیب لطمهٔ امواج تغافل بنیاد
کرشناس طرفی جناب همتا هرگاه بفراخی حوصلهٔ دریا دستگاهان بر نخورد خشک
دماغی اندیشه ساحل طینتی خاک کدام او بار بر فرق بغض و حسد نمی بیزد و
حال سلسلهٔ اعتدالیهای نفاق هرچند سررشتهٔ همواری راه مستقیم
از خود وا نماید در نظر حقیقت پسندان ناهنجاری تاب زنار پیش نمی آید
گل کردن بهار اخلاق نقد تبسمی در گره نمی بندد که تکلف اوضاع شگفتگی نفاق

به پریشانی انداز بو قلمونیها نه خندد در بیصورت نفس سوزیها تلاش کدام جنون جولانی
گزاف کردار عرصه بی معرفتیها انگیزد و بیصرفه دویها تردد بکدام کوره چشمهای
جهل خاک ادبار بر فرق بی اعتباری ریزد تا بی بصریتهای ارباب نظر را چه چاره
که در جهل آباد نگاه بی امتیاز نشان گرد از سرمه باز شناختن از غلبه عیب کوری نیست
و نیک از بد و از شناختن از بصیرت دوری

در هجوم بی تمیزی هر قدر رو آکرد چشم	در کنار آئینه را حیرت پرستی سنگ بود
حیرت از بس پرده پوش دیده بیدار گشت	صورت آئینه با صد جلوه هم بیرنگ بود
رمز عجز و دستگاهی ذره ها باید شگافت	تا به بینی جلوه گاه مهر چندین تنگ بود
جلوه شوخی داشت اما در تماشاگاه عجز	تا نظر بالد در و دیوار محو رنگ بود
کعبه پیشش پا ست اما سعی شوق نارسا	نیم گامی میرود اما نده فرسنگ بود

عبارتی که یگانه زمان عبدالله خان متخلص بهلوی زینت افزای این اوراق کرده اند +

عرق پرورد خجلت جز گداز دل نمیداند	نم سی اختیاری بحر از ساحل نمیداند
به رنگ شمع سوز آشنائی عالم کثرت	که رو در محفل و جز رفتن از محفل نمیداند
[illegible]	[illegible] نمیداند
[illegible] تکی پرخار و پر گلچین گذر لیکن	ز خود وارفته فرسنگی ورق ها [illegible] نمیداند
به رنگی که پیش آید سجودی میتوان بردن	جنون محو ادبها لیلی از محمل نمیداند
چو نقش پا بهر جائی که افتد بستری دارد	اسیر ناتوانی جاده از منزل نمیداند

قلم منشی یکتائی وضع ادبی سر تراشد که هر جا نشسته نوری قامت تجلی آراید
اگر همه شعله آتش است چون شمع باد ای سجود ایجاد هزار سر باید نمود تا
طرز غلط اندازیهای جلوه بر هر ذره فهمی عشق نخندد و علم حقیقت یکرنگی
تکلیف پایه شناسی میفرماید که هر نگاه تحریک بادی دوری تجهیدن دهد اگر جمله
ابر بی بیت است مانند شعله پستی به وضع تسلیم دو تا باید ساخت تا موزدانی
ارباب محبت به بهتان جاهلیت نه پیوندد و گرنه پیکر ضعیفی که تا مژگان به هم نه ندرشته
اجزای هستیش مانند نگاه از هم گسسته است و تا نفس بر کشد غبار وجودش

بر دامن رنگ پرید نشسته با این بی آبروئی هر گاه گاهی در راه تحقیق گشاید شکستگیهای نفس بید خارهای حسرت ندر پهلوی دلش نماید تا ماهی وار نخچی خود تواند جنبید و با این بی پروبالی دمیکه بهوا لی بام توحید آهنگ اهتزاز نماید حرکت مذبوح پرواز چه پیلهای ادب بر روی احوالش زند تا سری بزیر بال تواند دزدید عارف لذت سوختگی فهمیده اند که سعی بینند تا کجا میرسد و واقف چاشنی گداز می شمرد که کام شمع بچه سے انجامد

درغبار سر به پیچید است این آهنگ ها — حیرت دل بسکه در پرواز دارد رنگ ها

گوش برا سر در نقاب دیده می باید نهفت — گل کند در کوچهٔ ما عالم صبح و شفق

کشته حسن نیرنگی را رشته دعوی خونداری کمند گردن دو عالم است دیت از که خواهد شهید جلوه وحدت را برات خون از شفق تا آفتاب بر کف دست است قصاص از که جوید

قطعه

ای آنکه صرف جهد تو در نفی ما سوا ست — فهمیده نیست رمز پرستاری خدا

یک سجده ام بسجدهٔ خود هم توان نمید — بی بیوی غیر خودی کم توان خمید

کیفیت شهود حقیقت از دل تا دیده هزار خم بهوس پیچیده است کجا فرصت ادراک که یک دم ساغر از لب باز داشته گوشی بحرف بیگانه هوش بر گمارد و کور خصت تماشائی تا سر از گرد بالش مرده برداشته گامی براه تماشا پرواند اینجا تا نگاه بجانب چشم رسد شوخی خیال مانند سایه هزار جا قدم پیش نهاده است و ادراک تا در وادهٔ دل گوید جلوه چون طفل بدخو صد بار از کنار فکر افتاده

قطعه

صد جلوه رفت و دیده همان وقف انتظار — عمریست سر ز غرفه برون نا ورد نگاه

یا رب حریف آئینه جوش بهار کیست — ای دیده حیرت تو چنین پرده دار کیست

دلبستی که تامل حیرت سبق نارسائیهاد فکر است ذکر گریبان حسرفی است

گلوگیر ودستگاه گلفشانی که تحمیل غنچه نشسته تا توانیهاے ادراک است سخن سازے صوتے است از بلبل تصویر اگر علم این است که میدانیم جنون جولانیهاے اندیشه نثر هزار دادے بالیده تر واگر فهم این است که می فهمیم گریبان دریهاے شوق نظم صد گلشن بالیده تر

قطعه

همچو آن مستی که خود را وانماید هوشیار
گفتگو ها صرف غفلت نگاهیهاے ماست

ورنه در بزمے که سازش چشم حیرانست و بس
می شود سرمه را با صوت مطرب کارهاست

قطره خونی از خراش جگر لقمه پچلید آشفته بیانان سرخرونی سرمایه سخنی بهم سانیدن وآب سیاهی از سوراخ دیده تحریر بدر دوید کورسوادان سودا کرده دوکان مداد فروشی درچیدن نوسبقان مباحث نقطه وخط به تلنگ دایره می بازند کودک وار سرخوش کارفرمائی هار غفلت که کاسه به تلنگ دایره میکنیم دترو امثال مطارحات خرق والتیام بسیر عالم آب میتازند حباب وار از جا رفته پایه چاه همت که آبی بر روے کار خود می آریم اینجا حکمت اشراقی چراغے است پیش از سحر مرده وفطرت مشاعی نقش قدمی بست براه پیچیده

آنکه وا فسردگی راز تو بوے تشمید
غنچه شد شعفه وبیچاره تامل داشت

ناله از داغ اثر خون شد وپیچید بجوشش
سعی سودا زده بر فرق زدو گل داشت

تازم آن سادگی شوق که از کار جنون
تمکین دیده فریبست تغافل دانست

سیر آهنگی شوق ناله هرگاه درعشرت آباد از خود رفتگی خراشی بگوش آگهی میرساند وتمنا منی ها حسرت دیدار در زمین سرد سیر افسردگی نرگس زار هزار چشم نظاره می شگفاند خیالی از پرده اصطفا چون خواب در دیده می نشانیم وجمیع سے جرا نیهاے توصیف اشک دار انجمان پرده میدانیم که این شمع فانوس افروز همان شعله عالم سوز است که از کتاب آگهی جز شاگستری بر باد رفتگی نپسندد واین پیکر آئینه نقاب جهان گو هر پیکر لطف پیدا است که جز کدورتے تهی بر پاے غواص نه بندد

قطعه

غایت انشا بها خاموشی خواب است و بس — ای نفس بیحاصلی چون غنچه بر خود تنگ باش
طوطی ما گفتگوی عکس را فهمیده است — کو فضای خاطر آئینه صرف تنگ باش
ای نادانی که انفاس است بغارت میبرند — از پی ضبط نفسها چون شرر در سنگ باش
بر سر راه فنا از بهر سستی غافلان — ناله گر آرزو داری صدای تنگ باش

والعبد نگاه دیده حیرانی واماندگی غبار ناتوانی الفعال ناله بی اثر چکیده کباب جگر وارسته رنگ و بی استراج علوی رسیده مزاج که بیشتگیهای مقالش انگریست پیراهن سوزد داغ سفینه و سوختگیهای خیالش شعله ایست چراغ افروز فتیله داغ سینه بمساعدت فرصت اگر از قید ناتوانی بر آمده چون جرس نفسی گرم به تکلف میکشد بنیاد هزار آبله گلدست و بمساعدت بیخودی تا از کشاکش تپیدن وارسته مانند شبنم زندگی بپرواز رسیده عرق خجالت بر روی صبحی چندان آوازه معده بیش نساخته آئینه لبسان نفس درسی بر روی غاشش هم تواند کشود تا کی آنقدر بحیاشه بر دوشش شد پرورخته کسفر از خود در فلتشش مانند برق بر رگ بدن تواند بود وجود نقصان چون زیادت ماه در طبیعت کمالش مسلم دشود کی از انها و نظر تشش مانند کاستن بر افزونی شبنم بیمار دخراشیهای حوادث مانند چشم بهر گوشه بساطی سر بالین گرد رسیده چون مژگان صد خنجر الماس بر پهلو خوابیده است دخته سخت گیریهای نوائب چون زبان بهر پهلوی که غلطیده دندان وار هزار خشت زیر سر چیده طایر رنگش از تاب تاب پای قفس بال افشان انداز پریدن و دچشمی جانش بصدای بال رنگ سر در رشته آهنگ رسیدن

قطعه

شبنم گل کی حریف نظر گیسا هم شود — اشک شمع سوختنها میکند ایجاد من
عشق صد سالش مجنون کوهکن پروده است — نشتری کش در رگ خارا نه فصاد من

کندن جان دیگر است و کندن خارا دگر	تیشه می نازد بشیرین کاری فرهاد من
بردل فراک هم اکنون گرانے میکنم	تا چه خواهد کرد با من غفلت صیاد من

هرچند از بیت ضوابط خموشی چون طفل غنچه زبانش نداده و معلم قواعد هیچمدانی مانند سوسن ابجدے بر زبانش ننهاده اما با این همه دار فنگیهاے بے زبانی شوق سخن پردازی ازان سوے صحرا بیخودی بلد معموره هوش گردیده گاہے بعرض صفحۂ عبارات چراغی در راه فکرے بلند کرده در گلشن تقریرات با همه قوه نشو نما حرف طوطی سبز نگردیده نفس را اینقدر تعلیم حیرت آهنگی چراست و می سرکوچه آئینه سازان توان کشید و ساعتے بگل کردن رنگ معنی شاخ بہانه می تراشد که لے شد ترانه قالت پرده بلبل دریده ناطقه را در مقام تحریرت گزاشتن خطاست نفسے بسیر چراغان باید خرامید اگر عذر ناتوانی زحمتے بفرصت رسانیده بعصاے استقامت نثر باید برخاست و اگر خجلت عریانی مکلف عزلت گردیده سری به دلائی نظم وز دیدن چه بیجاست بجز اگر طراز اعتبارے بر قماش خواہت می بندید نساج قضا رخت ستیت جز در کارگاه تحمل بافی نمی کشید و اگر برگ گوریت رنگ قبول ریختے میرے چمن ساز ایجاد آب طینت را بغیر از خاک هندوستان نمی آمیخت و رنگ شیرازی نه بسته تا وضع جهادی شستیان سیه بخت توانند گشت و لباس سحری نه آراسته تا نقش کشیدن بخیه گریبان نسبت توانند گشت

شمع سخن خاصۂ آدمی است	طوطے اگر نیستے آئینه چیست
فضل تو نطق است دگر نه خرے	ریشنش را نبود منکرے

آدمی از هرچه بعالم نکوست + جان جهان است و سخن جان اوست + آدمی و باز نداند زبان گر دوش بانست تو دانش بیان + سحر حلال است سخن هوشدار + بادرست این گوشه دار بیدلی ملے خیره بر دل طلب + دل زخود و سحر زبا لب طلب + زهر توے ساحری آغاز کن دیده بارو رست بخود باز کن + طبع تو مریم صفت و منکران + بستہ بدامان کمالش زبان تا همه یکف گرد برآورد نفس + عصمت مریم زسخندان و بس + لاجرم بحکم المامور معذور

نگاه نگاه جنون تازیهاے اندیشه سبک جولان هم دوش صدائے زنجیر از در زندان گرانجانی بر آمده سری بصحراے خیال میکشد و انجا ملاحظه بیابان مرگے سے تا کرده مضمون اگر همه صورت غول است دیوانه از خود بیگانه بگمان او از آشنا کور انه در پیش می شتابد و معانی اگر جمله شاخ غزال است بے خبر بواے سخن در سر نقصد گل چیدن نفس را سوخته راه تلاش سے پا بر از انجا کہ بر لیست و بلند عالم خیال دار سیدن از مقتضیات هرزه گردیهاے اندیشه تماشا ست نگاه تامل خرام او دو بجلوه تنجی بر خورد که رنگینی معانی را در سواد عبارتش رنگ صد چمن بہار ریختن است و بمطالعه مجموعه وار سید که طراوت مضامین را در سبزه زار حروفش بنیاد هزار کوثر و تسنیم انگیختن اشعار آبدارش سنبلستان تراسکتے بجلوه ظهور در آورده که نگاه را تا نقیه صور از سایه اش برخاستن خواب فراموش است و ابیات بلند پایه اش قصر رفعتے بعرصه وقوع رسانیده که بالا دویهای خیال را از عرفات معنا تیش بپائین رسیدن دلیل رفعت هوش ترکیب وجود متانت از عناصر باعیات و هر قرع غزال شوخی در قوافی غزلیات لبجه هندی با هنگ پرده درسے عراقیان زبان گشاده و زبان پارسی سخن در دهان حسرا سانیان نهاده از روشنی خطوطش هر سطر داغ فروش سینه شاخ شجره طور و از ایاقی صفحات هر نقطه رو کش خیال رخساره حور دایه از صحبت حلقه زلف دامن چیده و مدات از نگینی ید بر دو شیده معنی رسا دقیقه بلند خرامیدن بمعنان نشار صهبا رسیدن و الفاظ رنگین مضمون در باکیه گریبان همسبزان ته گلگون در صحبت ساغر کشیدن نظم

ز لفظش رنگ معنی جلوه داده — چو از بیرون مینا رنگ داده
بمعنی یک گلستان شوخی گل — بمضمر در نجوم رنگ سنبل
شکسته باد و صد غنچه دلے — ز لیلی در دل مجنون خیالے
خطش بهر جلای چشم ناظر — فسرده شد سر مردان ها الاد ابد
چو چشم دلبری کار حیا داد + — نوا ها در طلسم سرمه داده +

زلف رنگش نگه در گوشش کرده	دو صد تحفهٔ نذر هوشش کرده
سواد خطش رنگ دود آتش طور	مداد خطش از سواد دیدهٔ حور + +
چمن پیرایهٔ رنگ حسن تقریر	جنون سرمایهٔ سوزش های تحریر

نحتی اندیشهٔ تعمق پیشه استقامت نگاه فکر را زبان جواب انگشت حیرتی گردانید
که این انگاره بسیار سنبل و ریحان بو فروشش ترو دستهای کمال چمن فطرتی
است که رنگینی جلوه اتش را بر پردهای دیده تماشائی ناز صد رنگ بوقلمونی است
و این دیباوار نگارنگ نگار صورت نمائی خیال با نهار طبیعت کدام مانی طینتی است
که لطافت نگارش را در کارگاه نازک تماشی حسن باید دوشش لیلی صفتان ستے
زیبائی هزار مجنونی اختراع وقت تلاشش لشکا فتن گره این معما کوشید و نقب
کاوش تفتیش بر گنجینهٔ اسم والا گوهری رسید که دامن افشانی گرست همت
دریا نوالش دود از آتش یاقوت بر آورده و زیرکش دست عطا پرست نیسان
کمالش نهال آرزوها در آب گوهر پرورده با و بیا در با استفاده حل و عقد وقت فکر
کاوش اندیشه آتش رنگ صد شگفته و گل تحقیق دامن نیسان را از شیر طبیعت
گوهر ریزش سرمایه بر و بحار امتحان در تکلمه دادرسی های رای صادق آرایش
صبح دستشنه گزار طلائی آفتاب بچون بهای شمع آورده و در مدرسه تعلیم والا فطرتهای
دانشش زیبائیش دیده نرگس سواد مطالعه حکمت العین روشن کرده بر نازک نمائیهای
اندیشه صبا نقش رنگ یعنی چون عکس از آئینه نمودار دریا بیاری طراوت بیانش صفحه کاغذ
سرمشق تازگیهای بهار بوی گل محل نزاکتهای خیالش کشیده و صورت بلبل در جلوه فصاحت
لهجه اش دویده عبارات بر پشت خوابیده سایهٔ خامه طوطی نژاد معانی نیاز خرامیده سنبلستان
عبارات بینه سواد کیوان دست خوش فکر گردون کمند و آسمان باز خمیده فطرت بلند همت گوهر
همتائی گوهر صدف دریا نوالی عروج نشار کمال اوج کوکب اجلال شان حشمت و افتخار چرخ گردون
جناب هلال رکاب نواب مصطفی خان بهادر تخلص آنکه آب خنجرش در مرغزار کارزار رنگ گل بر دیا صد
رخشان سوسن از شاخ کمان + دانه زنجیر دار آب تیغش رونق کند + جان خصمش گره قید تن

درآید و جهان بهر چند یوسف ثانی ... ذاتی از چهره مرایای حسنات آن سر حلقه عزیز نسبتان مصر معنی آفرینی نگشود که تند دیدها ... چشم منتظر معامله تیغ در ته یخ سوند هه دگرم نگاههای ذوق را یا پرده های دیده ... دیده در میان نباشد اما کوتاهی زبان فرصت فی بل قصور همت طاقت ادب ... است که لسے حیرت انجام باده جوشی آن خیال اگر همه آئینه معنی آراسته و ... نقش سفید ان غافل مباش تا بعیب کدورت واماندگی عکس دارکالاید و همت ... الفی ترحام هرزه تازی آرزو دا اگر جمله قدم از یاد گرفته با غولی وضع بیهوده ثالی ... تا به تنگنای نامرادی چون گرد باد سراغی از غبارست نبرند هوشش دارکه بتو هم رنگ ... باید اعتکر میگذاری و گوشی بر مگذار که بتصور سبزه قدم نیوک خنجری سپاری ... در پی محیط بی نهایتی طوفان جرات تفصیل اگر همه دست و یا گشاده آشنائی است از بیم سر ... زیاده سری کشتی وار سر در نقاب نقطه و دیده است و طاقت اجمالی اگر ... ضابطه شناس غواصی است از دغدغه طعن کوتاه دستی کیسان خاشاک ...

ای گرد تو هم شوکت دریا چه میدانی
اسیر عذر تنگی وسعت صحرا چه میدانی

ندیده رنگ معنی بر سواد لفظ می پیچی
خیال تنگ در سر فشار صهبا چه میدانی

مشامت اختلال آباد بوی سیر وانگوزه
شمیم مشک بوی عنبر سارا چه میدانی

این سر در هوائی بر دل دامن گرانی کن
کف خاکی تو اوج عالم بالا چه میدانی

تو در آئینه محو و آئینه محو تماشایت
غلط اندازی آن حسن بی پروا چه میدانی

الطبع

گرد اسپاس سنجیدن و ترانه نعت والای حدیقه پیرای بوستان جهان و مکان سرائیدن از طلاقت زبان الکن دور و تا محصور و ... اکرام و بی کاغتنی گیران مذاق شعر و سخن نوید ی ... سامعه تذکره یادگار

شعرای ریخته گویان هندوستان سراسر بوستان همیشه بهار شعرای سلف را از شیء همین یادگار
تذکره گلشن بیخار که خدمت مؤلف آن را در زمانی که دار العلم و سلطنت دهلی با اجتماع شعرای
نازک اندیشه سحربیان و فضلای بلاغت پیشه سحبان زبان رشک آوان صاحبقران
بود و هر کوچه اش پر نور نداکرده سخن و جاه و ظهور از بها محمود شیراز و اصفهان میبود
بزبان فارسی شیرین و محاورات نمکین که تا مستر است بی شائبه بهر کس باشد فراهم
آورده در آن عهد بار اول در مطبع الطباع فرمود چون این حدیقه دل آویز عشرت انگیز
بغیر ملکوتی از خس و خاشاک پاک بود یکسره در قلوب مشتاقان جا گرفت دلفروزان
تجسس سوای از حرفش بنظر سواد بصر بدیده نسید و شوق مشتاقان از حد درگذشت
چاره نبود که نقش تشویق از چار سو بر دل رافت منزل عالی همم فیض شیم مالک مطبع می نشست
چون نوبت تشویق بدین مرتبه رسید جناب معلی القاب معدن کرم و نوال قدر افزای کمال و جوهر
شناس روزگار منشی نول کشور سی آئی ای مهتمم مطبع اوده اخبار لکهنو تجسس یکتا نسخه
یاوه دنش که از جابجا وقفه کرم و بکس واز فریبتانی شیرازه اوراق گسسته نفیس بود
بدست آورده و طبع کرده نذر شائقین کرد الحال بحکم همین میوه باغ اخلاق
رئیس صاحب الفرد والا رای بابو پراگ نرائن صاحب بهادر بار دوم
در ماه اگست سنه ١٩١٠ع مطابق ماه شعبان المعظم
سنه ١٣٢٨ھ قالب تازه بر رخ این
شاهد رعنا آورده مطبوع
عام شد

نام کتاب	قیمت
پات صنعت - عجیب صنعت -	۹/۶ پیسہ
ان شاہ تراب - کلام مشہور عارف	
ند کاکوروی -	۱۱/۳ پائی
ت نظیر - اکبرآبادی	۶/۶ پائی
نی نظیر - یعنی سوانح عمری میاں نظیر	
ں نظیر اکبرآبادی کے حالات و خیالات	
گریزی اصول تذکرہ نویسی پر تفصیلاً بحث	
ر - مولفہ مولوی سید محمد عبدالغفور	
ب شہباز پروفیسر اورنگ آباد کالج -	عہ/ پیسہ
ت واسطی - از سید فضل رسول خان	
ار سندیلہ -	/۱۵
ن وقار - مصنفہ راجہ کشن کمار صاحب	
س وقار رئیس مشہور بلاری ضلع مرادآباد	/۱۰
ستان اشعار - مصنفہ راجہ کشن کمار	
صاحب متخلص بہ وقار	/۳
ت نظیر اکبرآبادی - مصنفہ و مرتبہ	
سید عبدالغفور صاحب شہباز -	عا/ پیسہ
ت مصنفہ - از مولوی صفدر علی انصاری صاحب	عہ/ پیسہ
ت وہبی - کلام مشہور کامل منشی شیو پرشاد	
قسم کاغذ	
(۱) کاغذ سفید چکنا	/۹
(۲) کاغذ سفید رسمی	/۷

نام کتاب	قیمت
دیوان عاقل - از مشہور خان	
عاقل -	۴/
دیوان ذوق - دہلوی استاد معروف	۴/۳ پائی
دیوان فدا - جلد ثانی -	/۷
انتخاب داغ - مولفہ جناب داغ دہلوی مرحوم	عہ/
گلزار داغ ,,	عہ/
آفتاب داغ ,,	/۱۲
فریاد داغ	۴/ پیسہ
دیوان رند - مشہور از نواب سید محمد خان رند	۶/۹ پائی
دیوان غالب - از مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی	۲/ [illegible]
دیوان مرغوب جہاں کلام سید تجمل حسین خان	/۸
دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب از امیر احمد	
مینائی مرحوم	/۱۱
دیوان خواجہ میر درد - دہلوی استاد مشہور	/۲
دیوان بہار عرب - کلام مولوی محمد نذیر	
متخلص بہ حافظ -	۱/ روپیہ
بہارستان سخن - تاریخ و آتش و آباد و مشہور	
استادوں کا کلام موزوں و بہترین مولفہ مولوی	
مہدی حسن خان -	۲/۳ پائی
دیوان لطف - از حافظ لطف علی خان بریلوی	/۲
دیوان نیاز - کلام حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی	/۴
شرح یوسفی دیوان حافظ -	۴/

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
دیوان نعت سروری - از منشی غلام سرور		گلدستۂ امانت - از مصنفہ
لاہوری -	۴ر۳پا	اندر سبھا -
دیوان جرار - از مرزا حسین	۳ر۹پا	دیوان حیرت - مصنفہ حکیم حافظ
دیوان عاشق از پنڈت کنہیا لال	۲ر	عبدالرحمٰن خان -
دیوان ضامن - از سید ضامن علی		توشۂ آخرت - چیدہ قصائد و غزلیات
شاہ -	۳ر۳پا	حمد و نعت مصنفہ مولوی سید مظفر علی صاحب -
مظہر عشق معروف بہ دیوان قلق - مصنفہ		دیوان سخن دہلوی - جلی قلم - نہایت بلیغ
خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی	۲ر۳پا	و فصیح از فخرالدین حسین متخلص بہ سخن دو قسم کاغذ
دیوان شایستہ پاسخ - یعنی ہم قافیہ ہم بحر		(۱) کاغذ سفید گندہ
بمقابلۂ غزلیات ناسخ لکھنوی از منشی ہرچند		(۲) کاغذ سفید رسمی
راے -	۸ر	دیوان میکش - جلد اول موسوم بہ پیمانۂ عشق
دیوان حمد ایزدی - کلام منشی غلام سرور		مؤلفہ سورج بھان صاحب کاغذ سفید
لاہوری -	۳ر	دیوان شہیدی - مؤلفہ مولوی کرامت علی خان
دیوان چمنستان جوش - کلام نواب		متخلص بہ شہیدی -
احمد حسن خان جوش تخلص -	۵ر	گلدستۂ حفیظ اللہ خان - اُردو فارسی
دیوان نیحا در - از منشی نیحا در سنگھ	۴ر۶پا	اشعار مختلف اقسام کے مع فرہنگ جسکی خوبی
مجمع الاشعار - چیدہ چیدہ اُستادوں		دیکھنے پر موقوف ہے از مولوی حفیظ اللہ خان
کا کلام یکجائی اُردو و فارسی -	۴ر۶پا	سانڈوی -
چمن بے نظیر شعرائے فارسی اُردو کا کلام چیدہ		دیوان نعتیہ - از مولوی احمد علی
دیوان گویا - کلام فقیر محمد خان بہادر رسالدار	۱۱ر۶پا	ترجمۂ اُردو و شرح قصائد بدر چاچ از مولوی
متخلص بہ گویا - کاغذ سفید و صفائی	۱۳ر۹پا	عبدالمجید صاحب -
ایضاً - حسب مراتب بالا	۲ر۳پا	